اصطلاحاتِ قرآن

کے معانی و مطالب کا مُنفرد و جامع لُغات

خواجہ محمد اسلم

Marfat.com

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اِصطلاحاتِ قُرآن

(کے معانی و مطالب کا منفرد و جامع لُغات)

(خواجہ) محمّد اسلم

فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

© فیروز سنز لاہور

بار اوّل ــــــــــــ ۱۹۹۸ء

مطبع ــــ فیروز سنز لاہور

مجلّد ــــ 969 0 01421 8

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ○

سُنو! ہم نے یقیناً قُرآنِ (حکیم) کو (تُمھارے سمجھنے کے لیے) آسان
کردیا ہے، پھر ہے کوئی اِسے سمجھنے والا؟ (القمر ۵۴ : ۱۷)

اِصطلاحاتِ قُرآن

قُرآنِ حکیم کے معانی و مطالب کو اُن کے صحیح تناظُر میں
سمجھنے کا ایک مُنفرد لُغات

(خواجہ) مُحمّد اسلم

Marfat.com

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	اپنے شاگردِ رشید کے بارے میں	۱۰
۲	حرفِ حق	۱۳
۳	مجھے کہنا ہے کچھ "اِصطلاحاتِ قرآن" کے بارے میں۔	۱۵
۴	اللہ	۲۰
۵	آزر	۲۲
۶	آیۃ یا آیت	۲۳
۷	اِحسان	۲۴
۸	اِختیار و عمل کی آزادی۔	۲۶
۹	اِسلام	۲۸
۱۰	اَلْاِثْم	۳۰
۱۱	اُسوۂ حسنہ	۳۳
۱۲	اِصلاح	۳۴
۱۳	اِعتصام باللہ	۳۵
۱۴	اَکِنَّۃ (حِجاب)	۳۷
۱۵	اِلٰہ	۳۹
۱۶	امراضِ قلب	۴۱
۱۷	اِنسان	۴۶
۱۸	اِنفاق	۴۷
۱۹	اُولوا الْاَلْباب	۴۹
۲۰	اولیاء	۵۰

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۱	اِیمان	۵۲
۲۲	باطل	۵۴
۲۳	بصارت و بصیرت	۵۶
۲۴	تزکیہ	۵۷
۲۵	تَثَقّل	۵۸
۲۶	تقویٰ	۶۰
۲۷	تکذیبِ دین	۶۲
۲۸	تلاوت	۶۴
۲۹	توبہ	۶۵
۳۰	جلال و جمال	۶۶
۳۱	جنّت	۶۷
۳۲	جِہاد	۶۸
۳۳	حُبّ (یا محبّت)	۷۰
۳۴	حُدُودُ اللہ	۷۲
۳۵	حُسن	۷۳
۳۶	حُسنُ المآب	۷۵
۳۷	حقّ	۷۶
۳۸	حقوقُ العِباد	۷۸
۳۹	حِکمت	۸۱
۴۰	حَمَد	۸۳
۴۱	حیاتِ طیّبہ	۸۵
۴۲	الحَیَوان	۸۶
۴۳	خَتْم	۸۷
۴۴	خُسْر	۹۰
۴۵	خلق و امر	۹۲
۴۶	خلیفۃُ الارض	۹۵
۴۷	خنّاس	۹۷
۴۸	خوف و حُزن	۱۰۰
۴۹	دہر	۱۰۲
۵۰	دِین	۱۰۴
۵۱	ذِکر	۱۰۶
۵۲	رانَ (زنگ آلودگی)	۱۰۹

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۵۳	ربّ	۱۱۰
۵۴	رحیم	۱۱۲
۵۵	الرّحمٰن	۱۱۳
۵۶	رحمت	۱۱۵
۵۷	الرّحیم	۱۱۷
۵۸	رِضوان	۱۱۹
۵۹	زکوٰۃ	۱۲۰
۶۰	زیغِ قلب	۱۲۲
۶۱	سادات واکابر پرستی	۱۲۴
۶۲	سُبحان	۱۲۷
۶۳	سجدہ	۱۲۸
۶۴	سِحر	۱۳۱
۶۵	سریعُ الحساب	۱۳۴
۶۶	سلیم	۱۳۵
۶۷	سیّئہ	۱۳۷
۶۸	شرّ	۱۳۹
۶۹	شِرک	۱۴۰
۷۰	شہید	۱۴۲
۷۱	شیطان	۱۴۴
۷۲	صالح	۱۴۶
۷۳	صبر	۱۴۸
۷۴	صِبغۃُ اللہ	۱۵۰
۷۵	صدر	۱۵۱
۷۶	صِدّیق	۱۵۳
۷۷	صِراطِ مُستقیم	۱۵۴
۷۸	صلوٰۃ	۱۵۶
۷۹	طاغوت	۱۶۰
۸۰	طبع (چھاپ)	۱۶۲
۸۱	ظُلم	۱۶۵
۸۲	عِبادت	۱۶۷
۸۳	عدل واِحسان	۱۶۸
۸۴	عذابِ قبر	۱۶۹

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۸۵	عذابُ النّار	۱۷۰
۸۶	العَفْو	۱۷۱
۸۷	عُمی القُلُوب	۱۷۴
۸۸	عہْد	۱۷۶
۸۹	غمْر (غفلت و جہالت)	۱۷۷
۹۰	غیب	۱۷۹
۹۱	فاسِق	۱۸۲
۹۲	فحْشَاء	۱۸۴
۹۳	فِرعون	۱۸۶
۹۴	الفُرقان	۱۸۷
۹۵	فساد	۱۸۹
۹۶	فلاح	۱۹۱
۹۷	فوزِ عظیم	۱۹۲
۹۸	قارُون	۱۹۳
۹۹	قانونِ مُکافاتِ عمل یا	۱۹۴
۱۰۰	قدَر (تقدیر)	۱۹۵
۱۰۱	قُربِ الٰہی	۱۹۷
۱۰۲	قُرَّۃُ الْعَین	۱۹۹
۱۰۳	قرین	۲۰۰
۱۰۴	قساوَت	۲۰۱
۱۰۵	قلْب	۲۰۳
۱۰۶	قلبِ سلیم	۲۰۶
۱۰۷	قُوّت	۲۰۸
۱۰۸	کُفر	۲۱۰
۱۰۹	کُنْ فَیَکُوْن	۲۱۲
۱۱۰	لعنت	۲۱۵
۱۱۱	ماعُون	۲۱۷
۱۱۲	مُتّقی	۲۱۹
۱۱۳	مُحکَمات و مُتشابِہات	۲۲۲
۱۱۴	مُخْلِص	۲۲۵
	قانونِ مُجازات	

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۱۵	معرُوف	۲۲۶
۱۱۶	مقامِ محمود	۲۲۷
۱۱۷	مُنافِق	۲۲۸
۱۱۸	مُنکَر	۲۳۰
۱۱۹	مُؤمِن	۲۳۱
۱۲۰	مِیثاق	۲۳۲
۱۲۱	نِفاق	۲۳۴
۱۲۲	نفْس	۲۳۶
۱۲۳	نُور	۲۳۹
۱۲۴	ہامان	۲۴۲
۱۲۵	ھبُوطِ آدم	۲۴۳
۱۲۶	ہِدایت	۲۴۵
۱۲۷	ھُوَ	۲۴۶
۱۲۸	یقین	۲۴۷
۱۲۹	یَوْم	۲۴۹
۱۳۰	یومُ الدِّین	۲۵۲

Marfat.com

اپنے شاگردِ رشید کے بارے میں

وہ مردِ خُود ساختہ زندگی کے مُتعدّد صبر آزما نشیب و فراز سے گُزرا تھا، لیکن وہ رہینِ حِرمان و یاس نہ ہُوا کہ اس کے دِل میں توکّل علیَ اللہ کی شمع فروزاں رہی۔ یہ ادا "دوست" کو خوش آئی۔ اُس نے نانِ جویں کو ترسنے والے اِس مردِ جواں ہمّت میں پہلے ایک بار صنعتی کارخانہ لگانے کا داعیہ پیدا کیا اور ضروری سرمایہ اور ٹیکنالوجی کا بندوبست کیا، ساتھ ہی اُسے قُرآن آشنا کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

اس مردِ جواں ہمّت کا نام **خواجہ مُحمّد اسلم** ہے۔ جنّتِ ارضی، یعنی اشجار سے معمور باغ میں حُسنِ اتّفاق سے میرے ساتھ اُن کی مُلاقات ہوئی۔ مالی بُحرانوں نے خواجہ کے دل کو گُداز کر دیا تھا۔ ایسے دل میں سُخنِ حق سے کبھی ایسا لمحہ آجاتا ہے کہ اس کی کایا پلٹ کر دیتی ہے۔ ایسے لمحے کے لیے میں نے جمالیاتی۔ نفسیاتی لمحے (Psycho-Aesthetic Moment) کی تعبیر اِختیار کی ہے۔

میری صُحبت میں خواجہ مُحمّد اسلم کو جب اس حقیقت کا یقین ہُوا کہ

Marfat.com

؎ من کی دولت ہاتھ آتی ہے تو پھر جاتی نہیں
تن کی دولت چھاؤں ہے آتا ہے دھن جاتا ہے دھن!

تو انہوں نے من کی دولت، جسے میں جمالیاتی ثروت (Aesthetic riches) سے تعبیر کرتا ہوں، حاصل کرنے کی خاطر میرا تلمیذ بننے کی درخواست کی۔ میں نے انہیں مُخلص تلمیذ القرآن بنانے اور قرآنِ مجید کے قوانین و احکام اور تعلیمات و ہدایات سے آگاہ کرنے کی کوشش کی، انہیں اس کے ترجمہ و تفسیر سکھانے کی طرف خصوصی توجّہ دی، جس کا سلسلہ "دوست" کے فضل و کرم سے جاری ہے۔

میری تعلیم و تدریس سے جب خواجہ مُحمّد اسلم کو اِس حقیقت کا اِدراک ہُوا کہ قرآنِ مجید کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے اس کے مُفردات و اِصطلاحات کے معانی و مطالب میں فرق کرنا ناگزیر ہے تو انہوں نے میری نگرانی میں "اِصطلاحاتِ قرآن" مُرتّب کرنا شروع کیا، اور ازبس ذِہنی کاوشوں، شوقِ فراواں اور فضلِ "دوست" کی بدولت یہ مُنفرد و بصیرت افروز کارنامہ سرانجام دینے میں کامیاب ہُوئے ہیں۔ اس کے لیے وہ بجا طور پر تحسین و آفرین کے مُستحق ہیں۔

ع اللہ کرے ذوقِ رقم اور زیادہ!

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر
ایم۔اے۔ ڈی لِٹ
سابق وائس چانسلر، اِسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور

Marfat.com

شاہدہ نگہت

کے نام

جس نے جانِ تمنّا بن کر مجھے لذّتِ حیات سے آشنا کیا،
میرے نفرت آشنا دل کو خلوص و محبّت سے معمور کیا اور
زندگی کے ہر نشیب و فراز میں ایک وفا شعار رفیقۂ حیات
اور "دوست" بن کر میرا ساتھ دیا۔

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

حرفِ حق

حرفِ حق یہ ہے کہ قُرآنِ حکیم کے معانی و مطالب کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے پہلے اس حقیقت کو ذہن نشین کر لینا ناگزیر ہے کہ قُرآنِ حکیم اپنے الفاظ کو موقع و محلّ کے مطابق کبھی لُغوی اور کبھی اِصطلاحی معانی میں اِستعمال کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، وہ جنّت کو کبھی باغِ دُنیا کے معنی میں اور کبھی باغِ بہشت، یعنی جنّتِ قُرَّۃُ العین کے معنیٰ میں اِستعمال کرتا ہے جس کے متعلّق اُس نے واضح طور پر لکھ دیا ہے کہ کوئی مُتنفّس اُس کی ماہیّت و حقیقت کا عِلم نہیں رکھتا (السّجدہ ۳۲ : ۱۷)، لیکن اکثر مُفسّرین نے جنّت کے لُغوی و اِصطلاحی معانی میں امتیاز نہ کرنے کے سبب جنّتِ ارضی کو جنّتِ سماوی سمجھ کر ایسی ایسی تاویل کی ہے کہ جس سے تکذیبِ قُرآن لازم آتی ہے۔

اِسی طرح قُرآنِ حکیم نے "ربّ"، "حسنہ"، "سیّئہ"، "صلوٰۃ"، "تقویٰ"، وغیرہ وغیرہ بیسیوں الفاظ کو اِقتضائے موقع و محلّ کے مطابق کبھی لُغوی اور کبھی اِصطلاحی معانی میں اِستعمال کیا ہے، لِہٰذا اُن سے

Marfat.com

وہی معنیٰ و مفہوم لینا ناگزیر ہے۔ اس اصلِ عظیم کے پیشِ نظر میرے شاگردِ رشید خواجہ مُحمّد اسلم نے ایک مُخلص تلمیذ القُرآن کی طرح قُرآنِ حکیم کی اہمّ اِصطلاحات کی، قُرآنِ حکیم کی اپنی تفسیر کی روشنی میں، بڑی خُوبی سے تشریح کی ہے۔

چنانچہ خواجہ مُحمّد اسلم کی اس علم اِفزا و بصیرت افروز تالیف "اِصطلاحاتِ قُرآن" کو کلیدِ لُغاتِ قُرآن کہیں تو بیجا نہ ہوگا۔ لہٰذا قُرآنِ حکیم کو اُس کے صحیح تناظُر میں جامع طور پر سمجھنے کے لیے اس کی اِصطلاحی تشریحات کو سمجھنا ناگزیر ہے۔

اس کتاب کی ازبس اہمّیت و اِفادیّت کے پیشِ نظر اس کا ہر گھرانے اور کُتب خانے میں ہونا لازم ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ

؎ ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ!

(ڈاکٹر) نصیر احمد ناصر

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

مجھے کہنا ہے کچھ
"اِصطلاحاتِ قُرآن" کے بارے میں

یہ میرا حاصلِ مُطالعۂ قُرآن بھی ہے اور مُشاہدہ بھی کہ قُرآنِ حکیم کے معنیٰ و مفہوم کو صحیح و جامع طور پر سمجھنے کے لیے اُس کے الفاظ و اِصطلاحات میں معنوی فرق کو سمجھنا ناگزیر ہے۔ یہ فرق ملحوظِ خاطر نہ رکھا جائے تو انسان ذِہنی اِلتباس کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس واقعیّت پر قُرآنِ حکیم کے اکثر تراجم و تفاسیر شاہد ہیں۔ مثال کے طور پر، جنّت کے لُغوی معنیٰ "باغ" کے ہیں، لیکن قُرآنِ مجید نے بمقتضائے بلاغت جنّت کو اُس کے لُغوی معنی باغِ دُنیا میں بھی اِستعمال کیا ہے اور اپنے اِصطلاحی مفہوم، اَن دیکھی جنّتِ سماوی میں بھی۔

جنّت لُغوی معنیٰ میں :

★ وَاضۡرِبۡ لَہُمۡ مَّثَلًا رَّجُلَیۡنِ جَعَلۡنَا لِاَحَدِہِمَا جَنَّتَیۡنِ مِنۡ اَعۡنَابٍ (الکہف ۱۸ : ۳۲) :

ان کو دو اشخاص کی مثال سُنا دو۔ ان دونوں میں سے ایک کے لیے ہم نے انگور کے دو باغ بنا دیے تھے۔

Marfat.com

★ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا (الکہف ۱۸ : ۳۳):
دونوں باغ اپنا اپنا پھل لاتے تھے۔

★ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ (سبا ۳۴ : ۱۵):
(قومِ سبا کے لیے) دائیں اور بائیں دو باغ تھے۔

(نیز جنّتِ دُنیا کے لیے دیکھیے الکہف ۱۸ : ۳۵، ۳۹ اور ۴۰)۔

بعینہٖ، درجِ ذیل آیات میں "جنّت" سے مُراد ارضی باغِ ثمرور ہے:

★ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ (البقرۃ ۲ : ۳۵):
اور ہم نے حُکم دیا: "اے آدم! تم اور تمہاری زوجہ اس (ثمرور اور گھنے) باغ میں جا رہو"۔

★ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ (الاعراف ۷ : ۲۷):
اے آدم کی اولاد! ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں بہکاوا دے جیسے اُس نے تمہارے آباء و اجداد کو بہکاوا دے کر ثمرور باغ سے نکلوا دیا تھا (نیز دیکھیے الاعراف ۷ : ۱۹ اور ۲۲)۔

اس معنیٰ کی صحّت کے ثبوت میں درجِ ذیل نصِّ قرآنی اور مُستند حدیثِ بصیرت اِفروز پیش کی جاتی ہے جو اُس کی تفسیر ہے:

Marfat.com

★ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (السّجدۃ ۳۲ : ۱۷):

دیکھو! کوئی مُتنفّس (چاہے اِنسان ہو یا جِنّ یا فرشتہ و رُوح) اس کا علم نہیں رکھتا کہ اُن کے اعمالِ صالحہ کے اجر میں کون سی چیز جو اُن کی آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنی جنّتِ قُرَّۃُ العین) ہے، اُن کے لیے اُن (کے سمعی و بصری مُشاہدے) سے چُھپا کر رکھّی ہوئی ہے۔

اب اس آیۂ کریمہ کی تفسیر مہبطِ قرآن نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی زُبانِ مُبارک سے سُنیے:

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَالَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ در المشکوٰۃ، ح ۵۳۷۱):

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے کہ میں نے اپنے صالح بندوں کے لیے ایسی چیز تیّار کی ہے، جس کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ اس کی حقیقت کو کسی کان

Marfat.com

نے سُنا اور نہ کسی بشر کے قلب کو اس کی حقیقت کا گُمان تک ہُوا۔ اگر تُم اس کی تصدیق چاہو تو یہ نصِّ قُرآنی پڑھو:
"کوئی مُتنفِّس نہیں جانتا کہ ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کی کیا چیز (= جنّت) چُھپا کر رکھی ہوئی ہے"۔
(السّجدۃ ۳۲: ۱۷)۔

اسلاف و سادات پرست مُترجمین و مُفسّرین کے، اِس نصِّ قُرآنی اور اُس کی تفسیری حدیثِ مُبارکہ کی موجودگی میں، آدم اور اس کی زوجہ سے متعلّق آیات میں لفظ "جنّت" کو اُس کے مفہوم جنّتِ ارضی سمجھنے کے بجائے جنّتِ سماوی سمجھنے کی وجہِ حقیقی یہ ہے کہ انھوں نے نہ تو قُرآنِ حکیم کے اُسلوبِ بیان کو سمجھا اور نہ اُس کی اِصطلاحات اور الفاظ کے معانی میں فرق ہی کیا۔ اس فرق کی غیر معمولی اہمّیت و اِفادیّت کی صداقت کا تقاضا یہ کتاب لکھنے کا مُحرّک و عامل ہے۔

اہلِ علم و دانش اِس واقعیّت سے آگاہی رکھتے ہیں کہ جب کسی حکیم یا فلسفی کے افکار کسی لفظ کی تنگنائے میں سما نہیں سکتے تو وہ اُسے اپنے افکار کی معنویّت سے مُزیّن کر دیتا ہے، اور پھر اُس کی صراحت بھی کر دیتا ہے۔ اس کے ثبوت میں یہ مُصطلحات پیش کی جاتی ہیں: علّامہ اِقبالؒ کی "خُودی"، افلاطون کے "اعیانِ ثابتہ"،

Marfat.com

عبدالکریم الجیلی کا "مردِ کامل"، شوپنہار کا "اِرادہ" (Will)، ہیگل کا "التصوّر" (Idea)، الکِندی کا "وُجود" اور ابنِ عربی کا "وحدۃُ الوجود" اور "وحدۃُ الشّہود" وغیرہ وغیرہ۔

جہاں تک قُرآنِ مجید کا تعلّق ہے، اُس نے بھی اپنے مُفردات کی لُغوی "تنگناء" کو اپنے اِصطلاحی مفہوم میں وسیع کرنے کی خاطر اِیجازِ بلاغت سے اپنے اِعجازی تفسیری اُسلوب میں بیان کیا ہے، جس کی ترجمان زیرِ نظر تالیف "اِصطلاحاتِ قُرآن" ہے۔

یہ اصل یاد رکھنے کی ہے کہ جس طرح حُکماء و فلاسفہ کی تحریروں کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے اُن کی اِصطلاحات کے وہی معنٰی و مفہوم لینا لازم ہے جو انھوں نے مُتعیّن کیے ہیں، اِسی طرح قُرآنِ حکیم کی آیات کے جامع اور صحیح اِدراک کے لیے اُس کی اِصطلاحات سے وہی معنٰی و مفہوم لینا ناگزیر ہے، جس کی صراحت اُس نے خُود کر دی ہے۔

(خواجہ) مُحمّد اسلم

۱۲۶ ڈبلیو، ایل سی سی ایچ ایس (ڈیفنس) فیز ۳، لاہور کینٹ۔

فون: 5898937/5740481

یکم جُون ۱۹۹۷ء

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اللّٰہ :

یہ اسمِ ذات ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ کی طرح اُس کا اِسم بھی یکتا و واحد، بے مِثل و مُنفرِد اور جامع ہے۔ یہ کسی مادّے سے مُشتق نہیں اور نہ ہی اس سے کوئی لفظ نکلا ہے۔ اس لفظ کی جمع نہیں اور نہ ہی اس کی کوئی تانیث ہے۔ اُس کی ذات کی طرح اُس کا نام بھی مُنفرِد ہے۔

"اللّٰہ" کے معنی ہیں: تمام صِفاتِ حسنہ کا مالک و سرچشمہ۔

قُرآنِ مجید نے اس کے معنوں کی خُود ہی صراحت کر دی ہے:

★ قُلِ ادۡعُوا اللّٰہَ اَوِ ادۡعُوا الرَّحۡمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدۡعُوۡا فَلَہُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی (اسراء ۱۷ : ۱۱۰) :

(اے میرے پیغمبرؐ!) ان سے کہہ دیجیے کہ اللّٰہ کہہ کر پُکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو، جس نام سے بھی پکارو (کوئی مُضائقہ نہیں، اس لیے کہ تمام) حسین نام یا صِفات صرف اُسی کے لیے ہیں۔

اللّٰہ تعالیٰ بنی نوعِ اِنسان کا اِلٰہ ہے، یعنی ان کا معبود و محبوب اور حاکم و مُطاع ہے (النّاس ۱۱۴ : ۳)؛ لیکن یہ کہنا درست نہیں کہ لفظ "اللّٰہ" "اِلٰہ" سے مُشتق ہے۔ علاوہ بریں، اللّٰہ تعالیٰ کُل مخلوقات کا

Marfat.com

خالق اور ربِّ رحمٰن و رحیم ہے، نیز وہ یکتا و واحد ہے اور کوئی شے بھی اس کے مثل نہیں (الاخلاص ۱۱۲ : ۱؛ الشوریٰ ۴۲ : ۱۱)۔

عقیدۂ توحید : اللہ تعالیٰ کی اُلوھیّت و ربوبیّت کی صفاتِ حسنہ پر بلاشرکتِ غیرے ایمان لانے کو توحید سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ توحیدِ اُلوھیّت و ربوبیّت پر ایمان لانے یا اُسے تسلیم بالیقین کرنے والے کو مُوَحِّد اور اس کے مُنکِر کو مُشرِک کہتے ہیں۔ دُوسرے لفظوں میں، اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بیمثال اور اس کی صفاتِ حسنہ، بالخصوص اُلوھیّت و ربوبیّت کی صفات میں کسی غیر یا غیروں کو شریک یا سہیم سمجھنا، یا اللہ تعالیٰ کی فرماں روائی اور تخلیقی فعلیّت میں ان کو اس کا مُعاون سمجھنا شرک ہے، جو ناقابلِ معافی ظُلمِ عظیم ہے۔

یہ حقیقت ہمیشہ ذہن نشین رہنا چاہیے کہ عقیدۂ توحید دین کی بُنیاد ہے، نیز یہ اللہ تعالیٰ کے قوانین و احکام اور تعلیمات کا محور بھی ہے۔ بخلاف اس کے، شرک، دین یا اللہ تعالیٰ کے نظامِ حیاتِ کُلّی کی بیخ کنی کرتا ہے۔

★

Marfat.com

آزر

یہ قُرآن کی تلمیح (Historical Symbol) ہے، جس کی مُختصراً تشریح کی جاتی ہے :

یہ علامت ہے مذہبی پیشواؤں، عُلماءِ سُوء، مشائخ اور پیرانِ سالُوس وغیرہ وغیرہ کی۔ یہ مُشرک، یعنی سادات و اکابر پرست اور فِرقہ پرست مذہبی پیشواء ہوتے ہیں اور لوگوں کو بھی ایسا بنانے میں مصروف رہتے ہیں، نیز اُن کا کام تسمیہ بالباطل اور تاویل بالباطل سے لوگوں کو توحید کی راہِ مُستقیم سے روکنا اور گمراہ کرنا اور باطل طریقوں سے لوگوں سے مال ہتھیانا ہے۔

یہ فرعونی حکومت کو مضبوط بنانے میں اہمّ کِردار ادا کرتے ہیں۔

★

183733 H3233

Marfat.com

آیۃ یا آیت

آیت ہر اس ظاہر شے کو کہتے ہیں جو کسی چُھپی ہُوئی چیز کی نشاندہی کرے۔ اِبنِ فارس نے اس کے معنیٰ ٹھیر کر غور و فِکر کرنا کے بھی کیے ہیں (المجمل)۔

آیہ کی جمع آیات آتی ہے۔ آیات کے معنی ہیں : رہنما نشانات، جن میں غور و فکر کرنے سے اہلِ فکر و نظر کسی تاریخی واقعہ، جُغرافیائی تغیّر و تبدُّل، طبیعی و سیاسی اِنقلابات وغیرہ وغیرہ کے عوامل و مُحرّکات اور نتائج و عواقب کا اِدراک کر سکتے ہیں۔ علاوہ بریں، آیات کے مُشاہدے سے ہم اللہ تعالیٰ کی جمالیاتی۔ تخلیقی فِعلیّت کی وجہِ حقیقی اور اس کے قوانین و احکام کی عِلّتِ غائی سے آگہی حاصل کر سکتے ہیں :

★ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ (النحل ۱۶ : ۱۱) :

غور و فکر کرنے والوں کے لیے اس میں عِبرت افروز نشانی ہے۔

قُرآنِ حکیم کے ہر جُملے کو آیت سے اس لیے تعبیر کیا جاتا ہے کہ اس میں غور و فکر کرنے سے اصل مقصود کو پایا جا سکتا ہے۔

قُرآنِ حکیم کی اِصطلاح میں آیت کا مطلب اللہ تعالیٰ کا قانون، حُکم، تعلیم اور ہدایت بھی ہے۔

Marfat.com

اِحسان

یہ قُرآنِ حکیم کی ازبس اہمّ اِصطلاح ہے۔ اِس کے معنی ہیں : دُوسروں کے ساتھ کُشادہ دِلی وحُسنِ نیّت کے ساتھ ایسا اور اس طرح مالی تعاوُن اور حُسنِ سُلوک کرنا کہ وہ خُوش ہو جائیں۔ دُوسرے لفظوں میں، اہلِ اِحتیاج کی آبرومندانہ طریقے سے مالی امداد کرنا اور اُن کی زندگیوں کو حسین وطیّب بنانے کی کوشش کرنا، اِحسان ہے۔

قُرآنِ حکیم کی رُو سے ہر شخص پر اپنی مالی حیثیت کے مطابق اہلِ اِحتیاج سے اِحسان کرنا فرض ہے :

★ اَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ (القصص ۲۸ : ۷۷) :

تُم دُوسروں کے ساتھ اسی طرح اِحسان کرو یا احسن طریقے سے مالی تعاوُن کرو جس طرح اللہ نے تُمہارے ساتھ اِحسان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے :

★ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ

Marfat.com

(النّسآء ۴ : ۳۶) : دیکھو! صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، یعنی صرف اس کے قوانین، احکام اور تعلیمات کے مطابق عمل یا زندگی کرو، اور اس کی ذات، صِفات، فرماں روائی اور تخلیقی فِعلیّت میں کسی اور کو اس کا سہیم و مُعاون نہ ٹھیراؤ! اور ماں باپ کے ساتھ حسین طریقے سے مالی تعاوُن اور حُسنِ سلوک کرو، نیز اعزّہ و اقارب سے، یتیموں یعنی بے یار و مددگار چھوٹے بڑوں سے، اہلِ اِحتیاج سے، قریبی ہمسایوں سے اور اجنبی ہمسایوں سے اور ضرورت مند رہگیروں سے اور اپنے زیرِ دست مُلازموں وغیرہ وغیرہ سے بھی آبرومندانہ طریقے سے مالی تعاوُن اور حُسنِ سلوک کرو۔ یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو مُتکبّر و مغرور اور شیخی خورا ہو۔

عدل و اِحسان : اِحسان جب عدل کے ساتھ آئے تو اس کے معانی ہوتے ہیں : کسی کے حق سے اُسے از راہِ تلطُّف زیادہ دینا، اور عدل کے معنیٰ ہیں : کسی کا حق اُسے پُورا پُورا دینا۔

یہی مطلب ہے اِس آیۂ جمیلہ کا :

★ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ (النّحل ۱۶ : ۹۰) : غور سے سُنو! اللہ تعالیٰ سب کا حق پُورا پُورا دینے، بلکہ (از راہِ تلطُّف) حق سے زیادہ دینے کا حُکم دیتا ہے۔

Marfat.com

اِختیار و عمل کی آزادی

اللہ سُبحانہٗ و تعالیٰ نے اِنسان کو فکر و عمل اور اِنتخاب کی آزادی امانت کے طور پر ودیعت کی ہے :

★ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ط

(الاحزاب ۳۳ : ۷۲) :

ہم نے (آزادیِ فِکر و عمل کی) امانت کو آسمانوں ، زمین ، پہاڑوں ، الغرض بڑی اور چھوٹی مخلوقات کو دینے کی پیشکش کی ، مگر سب نے یہ (بارِ) امانت اُٹھانے سے معذرت کر لی ، کیونکہ وہ اس سے خوف بداماں ہو گئے ، لیکن اِنسان نے اِسے (جسارت کر کے) اُٹھا لیا۔

اللہ تعالیٰ نے اِنسان کو چونکہ آزادیِ فِکر و عمل ، اُس کی اپنی رضا و رغبت کی بِناء پر ، امانت کے طور پر ، ودیعت کی ہے ، اس لیے وہ اُس کے صحیح یا غلط اِستعمال کے نتائج و عواقب کا خُود ذِمّے دار ہے۔ دُوسرے ، اس آزادی کی بِناء پر یہ دُنیا اُس کی امتحان گاہ بھی ہے اور تربیّت گاہ بھی ؛ اور وہ رہینِ امتحان ہے۔

Marfat.com

یہ یاد رہے کہ اِنسان کی "آزادی" کی نوعیّت مُطلق نہیں ہے، بلکہ قوانینِ اِلٰہیہ سے مشروط ہے، اس لیے اِضافی ہے۔ اس سے نظریۂ جبر کی نفی ہو جاتی ہے۔ علّامہ اقبالؒ نے خُوب کہا ہے کہ

ے تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
مُؤمن فقط احکامِ اِلٰہی کا ہے پابند!

★

Marfat.com

اِسلام

اس سے مُرادُ "دینِ اِسلام" ہے ؛ اور دین کا مطلب اِنفرادی۔ اِجتماعی، مادّی۔معنوی اور دُنیوی۔ اُخروی زندگی کا نظامِ اِلٰہی ہے، جو امن و سلامتی کا نِظام (System) ہے۔اس نِظام میں جو داخل ہو جاتا ہے، اسے امن و سلامتی کی حیاتِ طیّبہ بسر کرنے کا موقع مِل جاتا ہے۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

★ وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (المآئدہ ۵ : ۳) :

اور (اے بنی نوعِ اِنسان!) میں نے تمہارے لیے اِسلام کو دین (نِظامِ حیاتِ کُلّی) کے طور پر پسند کرلیا ہے۔

★ إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ (آلِ عمران ۳ : ۱۹) :

بِلاشبہ الدِّین (کُل حیاتِ انسانی کا نظام) اللہ کے نزدیک اِسلام ہے۔

(حدیثِ نبویؐ) : دینِ اِسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے (بُخاری، بابُ العِلم ص ۳۹)۔

نظامِ اِسلام چونکہ حقّ ہے، لِہٰذا وہ دیگر تمام باطل نِظاموں پر غالب آکر رہے گا۔

Marfat.com

★ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (التّوبۃ ۹ : ۳۳) :
تاکہ (اللہ) اُسے کُل ادیان پر غالب کر دے۔

★

Marfat.com

اَلْاِسْمُ

اِس اِصطلاح کا مطلب ہے :
کسی چیز کی علامت، جس سے اس کے خواص وصِفات کی پہچان ہوجائے۔
قُرآنِ حکیم کی یہ آیت اِنتہائی فِکر انگیز و معنی خیز ہے :
★ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا (البقرۃ ۲ : ۳۱) :
اور اُس (اللہ) نے آدم، یعنی اِنسان کو تمام چیزوں کے خواص و اوصاف کا علم دیا اور ان کو موسوم کرنے کا ہُنر سکھایا۔
اس کا مطلب یہ ہُوا کہ اللہ تعالیٰ نے اِنسان میں اشیائے کائنات کے خواص وصِفات کا علم اور اس کے ساتھ اُس کی مُناسبت سے اُن کے نام رکھنے کی اِستعداد بھی ودیعت کردی ہے۔ اس سے یہ اِستنباط کرسکتے ہیں کہ علم دراصل مادّی اشیاء کی ماہیّت و حقیقت اور ان کے خواص وصِفات کے اِدراک اور ان کے مطابق ان کے نام رکھنے کی اِستعداد و صلاحیّت سے عبارت ہے۔
خلیفۃُ الارض ہونے کی حیثیت سے اِنسان کی ایک ذِمّے داری

Marfat.com

یہ بھی ہے کہ وہ اشیاء کے خواص وصِفات معلوم کر کے اُن کے صحیح نام رکھے۔ اس کو تسمیہ بالحق سے تعبیر کر سکتے ہیں، برخلاف اس کے کسی چیز یا ہستی کو ان صِفات سے موصوف کیا جائے جو اُس میں نہ ہوں تو اُسے تسمیہ بالباطل کہیں گے۔

اِسم کی دو بڑی قسمیں ہیں: اِسمِ بامُسمّٰی اور اِسمِ بےمُسمّٰی۔ اِسمِ بامُسمّٰی کی احسن و اکمل مثال اللہ تعالیٰ کا اِسمِ ذات اور اُن کے دیگر ان گنت اسمائے حُسنٰی ہیں۔ قرآنِ مجید کا اِرشاد ہے:

★ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ (الاسراء ۱۷ : ۱۱۰):

(میرے نبیؐ!) ان سے کہہ دیجیے کہ "اُسے" اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر، جس حسین نام سے چاہو پکار سکتے ہو، کیونکہ کُل حسین نام یا صِفات اُسی کے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام حسین اسماء یا صِفات کا مالک ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کُل حسین ناموں یا صِفات کے لحاظ سے اِسمِ بامُسمّٰی ہے۔

اِسمِ بےمُسمّٰی کی اِنتہائی عِبرت انگیز و ایمان سوز مثال حضرت عیسیٰؑ کو "ابنُ اللہ" کہنا ہے۔ آزری فنِ تسمیہ بالباطل کے ذریعے لوگوں کو مُشرک اور اکابر و اصنام پرست بنانے کی یہ واضح مثال ہے۔

Marfat.com

یہ آزر یا مُشرک و اصنام پرست ہیں جو خیالی یا حقیقی برگزیدہ ہستیوں کو صِفاتِ اِلٰہیہ کا مالک سمجھتے ہیں اور ان سے ان کو موصوف یا موسوم کرتے ہیں، مثلاً ان کو داتا، کارساز، مُشکل کُشا، سمیع و بصیر، مددگار، حاضر و ناظر، حاجت روا و مُستجیب الدّعوات وغیرہ وغیرہ ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ کوئی بشر یا کوئی اور غیر اللہ نہ صرف ان صِفات کا مالک نہیں ہے، بلکہ مالک ہونا ان کے مقدور ہی میں نہیں ہے؛ لہٰذا جس ہستی کو بھی اِن ناموں میں سے کسی ایک نام سے موسوم کیا جاتا ہے، وہ اِسم بے مُسمّٰی ہے۔ چنانچہ اِرشاد ہوتا ہے :

★ اِنْ هِیَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ (النّجم ۵۳ : ۲۳) :

یہ تو صرف نام ہی نام ہیں، یعنی اسمائے بے مُسمّٰی ہیں جو تُم نے اور تُمہارے آباؤ اجداد نے (تسمیہ بِالباطل کے ذریعے) رکھ لیے ہیں، اللہ نے تو ان کے لیے کوئی دلیل یا سند نہیں اُتاری۔

★

Marfat.com

اُسوۂ حسنہ

اس کا مطلب ہے : حسین و کامل نمونہ ؛ انگریزی میں اسے Excellent Model کہہ سکتے ہیں۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

★ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب ۳۳ : ۲۱) :
یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسُولِ (آخرؐ کی سیرتِ طیّبہ میں) تمُہارے لیے (زندگی کرنے کا) احسن و اکمل نمونہ ہے۔

۲۳ برس قُرآنِ حکیم نازل ہوتا رہا اور رسُولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے تلامذہ و رُفقاء کو اس پر عمل کر کے دکھاتے رہے، جسے ہم سائنس کی اِصطلاح میں (Demonstration) کہہ سکتے ہیں۔ اس عمل سے نبیِ اکرمؐ کی زندگی قُرآنِ حکیم کا عملی نمونہ بن گئی، جسے قُرآن نے اُسوۂ حسنہ یا احسن و اکمل نمونے سے تعبیر کیا ہے۔

★

Marfat.com

اِصلاح

الصَّلَاحُ کے معنی ہیں : درست، مُنظّم، مُنضبط یا مُتوازن۔ قُرآنِ حکیم نے "صلاح" کو کبھی "فساد" کے نقیض کے طور پر اِستعمال کیا ہے اور کبھی سیِّئَہ کے۔

(ا) فساد کے نقیض کے طور پر :

★ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا (الاعراف ۷ : ۵۶) :
دیکھو! دُنیا میں یا مُلک میں ہم آہنگی و توازن اور امن و سلامتی کی حالت پیدا ہو جائے تو اُس میں ناآہنگی و عدم توازن اور برہمی و خرابی پیدا نہ کرو۔

(ب) سَیِّئَہ کے مقابلے میں :

★ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّ اٰخَرَ سَیِّئًا ؕ (التّوبۃ ۹ : ۱۰۲) :
اُنھوں نے اعمالِ صالحہ کے ساتھ اعمالِ سُوء کو خلط ملط کر دیا۔

اِصلاح میں تزکیہ کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے جیسے

★ وَ اَصْلَحَ بَالَهُمْ (مُحمّد ۴۷ : ۲) :
اور اُس (اللہ) نے ان کی اخلاقی حالت کی تہذیب و تحسین کر دی، یعنی اُن کا تزکیہ کر دیا۔

Marfat.com

اِعْتِصام بِاللّٰہ

یہ اِصطلاح ذُو معنی ہے۔ اس کا ایک معنٰی اللّٰہ تعالیٰ سے اپنا رِشتہ مضبوطی سے جوڑ لینا ہے، یعنی اللّٰہ سے شدید ترین محبّت کرنا اور صرف اُسے ہی اپنا اِلٰہ و ربّ بنانا اور پھر اس پر ثابت قدم رہنا ہے۔ دُوسرا مطلب یہ ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ کے قُرآنِ مجید کا مُستقل و مُخلص تِلمیذ اور پکّا پیروکار بن جانا؛ نیز اُسے ہی اپنا ہادی و مُرشد، مُربّی و حَکَم اور فُرقان سمجھنا اور بنانا؛ نیز اُس کے ہر قول کو قولِ فیصل اور حرفِ آخر سمجھنا۔ علاوہ بریں، اس کے کُل قوانین و احکام اور تعلیمات پر عمل کرنا اور اُن کے مطابق زِندگی کرنا۔

اِعتصام بِاللّٰہ کی غیر معمولی اہمّیت کا ترجمان اللّٰہ تعالیٰ کا یہ اِرشاد ہے :

★ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

(آلِ عمران ۳ : ۱۰۱) :

اور جو شخص اللّٰہ تعالیٰ سے اپنا رشتہ مضبوطی سے اُستوار کر لیتا ہے، اس کی حسین و فِطری اور پائدار راہِ راست کی طرف رہنمائی کی جاتی ہے۔

Marfat.com

بالفاظِ دیگر، جو اہلِ آرزو قُرآنِ حکیم کو مضبوطی سے تھام لیتا ہے وُہ صِراطِ مُستقیم کو پالیتا ہے، جو اُسے اُس کے اِلٰہ و ربّ کی جائے لِقاء۔ جنّت میں پہنچا دیتی ہے۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

★ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَاعْتَصَمُوْا بِہٖ فَسَیُدْخِلُھُمْ فِیْ رَحْمَۃٍ مِّنْہُ وَفَضْلٍ ۙ وَّیَھْدِیْھِمْ اِلَیْہِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ۝ (النّسآء ۴ : ۱۷۵) :

جو لوگ اللہ پر اِیمان لاتے اور اس سے مضبوطی سے رِشتہ جوڑتے ہیں یا قُرآنِ حکیم کو مضبوطی سے تھام لیتے ہیں، اس کے نتیجے میں، اللہ تعالیٰ اُنھیں اپنی رحمت و فضل (کی جنّت) میں داخل کرے گا اور اُنہیں اپنی طرف آنے کی حسین و فطری اور پائدار راہِ راست پر چلائے گا۔

★

Marfat.com

اَکِنَّۃ (حجاب)

کیمرے کے عدسے (Lens) پر ڈھکنا رکھ دیا جائے تو وہ ناکارہ ہو جاتا ہے۔ اِسی طرح قلب کے عدسے پر شرک و کُفر، نِفاق اور تکذیبِ کلامِ اِلٰہی کے سبب ظُلمتوں کی تہیں جم جائیں تو قلب اپنے فطری نُور سے محروم ہو جاتا ہے، اس کے نتیجے میں وہ اپنی منزلِ مقصود دیکھ سکتا ہے نہ اس کی حسین و فطری راہِ راست۔ اس طرح وہ ہدایت سے محروم رہ جاتا ہے۔ یہ ایک قلبی بیماری ہے، جسے قُرآنِ حکیم نے قلب پر پردہ پڑ جانے کی حالت سے تعبیر کیا ہے۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

★ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۝ (الکہف ۱۸ : ۵۷):

ہم نے بِلاشُبہ (اپنے قانونِ مُکافاتِ عمل کے مطابق) اُن کے دِل و دماغ پر پردے ڈال دیے ہیں جو اُنہیں (قُرآنِ حکیم کی) بات سمجھنے نہیں دیتے اور اُن کے کانوں میں گرانی ڈال دی ہے (لِہٰذا وہ قُرآن کی بات سُن اور سمجھ نہیں

Marfat.com

سکتے) ، تُم انہیں کتنا ہی ہدایت کی طرف بلاؤ وہ کبھی ہدایت نہیں پائیں گے۔

اس کا مطلب ہے کہ قلب اندھا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ایسے لوگ قیامت کے روز آنکھوں کے اندھے اُٹھائے جائیں گے۔ اس بیماری کی ایک بُنیادی وجہ کلامِ اِلٰہی سے دُوری و مہجوری ہے (طٰہٰ ۲۰ : ۱۲۵ ببعد)۔

★

Marfat.com

اِلٰہ

قُرآنِ حکیم نے اپنی اس بُنیادی اِصطلاح کی تشریح اپنے اِعجازِ بلاغت سے اس طرح کی ہے کہ اس کی معنویّت جامع طور پر آشکارا ہوگئی ہے :

★ اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوٰىہُ ط اَفَاَنْتَ تَکُوْنُ عَلَیْہِ وَکِیْلًا ○ (الفُرقان ۲۵ : ۴۳) :

کیا آپ نے اُس شخص کے (نفسیاتی احوال وظُروف) میں غور کیا ہے، جس نے اپنی تمنّا، خواہش اور جذبے (Lust, Passion, Desire) کو اپنا اِلٰہ یعنی معروضِ آرزو (Object of desire) بنالیا ہے؟ کیا آپ اس کے نگران ہو سکتے ہیں؟ (یعنی نہیں ہو سکتے) ۔

★ اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوٰىہُ وَاَضَلَّہُ اللّٰہُ عَلٰی عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰی سَمْعِہٖ وَقَلْبِہٖ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِہٖ غِشٰوَۃً ط فَمَنْ یَّھْدِیْہِ مِنْ بَعْدِ اللّٰہِ ط اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ ○ (الجاثیہ ۴۵ : ۲۳) : کیا آپ نے اس شخص (کے نفسیاتی احوال و ظُروف) میں غور کیا ہے، جس نے اپنے جذبہ و عصبیّت اور تمنّا و خواہش کو اپنا اِلٰہ بنالیا ہے اور اللہ نے (اپنے

Marfat.com

قانونِ اِحترامِ آرزو اور قانونِ مُجازات کی رُو سے) اس کے عِلم کے باوصف اس پر راہِ مُستقیم گُم کر دی اور اس کے سامعہ اور قلب (= دِل و دماغ) پر مُہر لگا دی اور اس کی باصرہ پر پردہ ڈال دیا۔ اب اللہ کے سِوا کون ہے جو اس کو راہِ مُستقیم دکھا سکتا ہے؟ کیا تُم لوگ (ان عِبرت انگیز اور سچّی مثالوں سے) نصیحت و موعظت حاصل نہیں کرتے؟

اِن آیاتِ قُرآنی میں اِلٰہ کے معنی اِعجازی انداز میں بیان کر دیے گئے ہیں۔ بحیثیّت بشر یہ ہمارا ذاتی تجربہ بھی ہے اور مُشاہدہ بھی کہ جب ہم میں سے کسی شخص کو اپنی (معروضِ) خواہش و تمنّا سے شدید ترین محبّت یا عشق ہو جاتا ہے تو وہ اس کی معبود و محبوب، مطلوب و مقصود اور حاکم و مُطاع بن جاتی ہے اور وہ شخص عاشق و غلام کی طرح بغیر سوچے سمجھے، نتائج کی پروا کیے بغیر، بِلا چُون و چرا، اِنتہائی ذوق و شوق سے اس کے ہر حکم کی تعمیل کرتا اور اس میں اپنی غایتِ زندگی کو مُضمر سمجھتا ہے؛ اسے قُرآنِ حکیم اپنی خواہش کو اپنا اِلٰہ بنانا کہتا ہے۔

ان تشریحات کی بِناء پر اِلٰہ کے معنی ہوئے: معبود و محبوب، مطلوب و مقصود اور حاکم و مُطاع۔

اِلٰہ صرف ایک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے (البقرۃ ۲: ۱۶۳)۔

Marfat.com

امراضِ قلب

قلب، اِنسان کے سینے میں ایک لطیفۂ غیبی ہے۔ یہ آزاد، خود کار و خود مُختار ایک نامیاتی کل (Organic Whole) ہے، جو فطری طور پر حسین ہے۔ جب اِنسان کے فِکر و عمل میں اِعتدال و توازن نہیں رہتا تو وہ اپنے حُسن رُبا اعمالِ سُوء کے سبب طرح طرح کی نفسیاتی بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ ان نفسیاتی بیماریوں کو قُرآنِ حکیم نے اپنی اِصطلاح میں امراضِ قُلوب سے تعبیر کیا ہے۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

★ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌۢ ۙ بِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ ○ (البقرۃ ۲: ۱۰ و بمواضعِ کثیرہ):

ان کے قُلوب (= دل و دماغ) میں بیماری ہے۔ اللہ (اپنے قانونِ اِحترامِ آرزو اور قانونِ مُجازات کے مطابق) ان کی یہ بیماریِ (مُنافقت) اور زیادہ کرتا جاتا ہے، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے، اس لیے کہ وہ جُھوٹ بولتے ہیں۔ حقیقت و واقعیّت کا اِنکار کرنے یا ان کی تردید کرنے کو ''کِذب'' کہتے ہیں۔ کِذب ایک ایسی بیماری ہے جس میں مُبتلا

Marfat.com

ہوکر اِنسان کو صلاح و فساد میں اِمتیاز کرنے کا شُعور نہیں رہتا، جس کا فِطری انجام گمراہی و بربادی ہے۔

قُرآنِ عظیم نے جن امراضِ قلب کا ذِکر کیا ہے، ان میں سے اہمّ ترین کی نشاندہی کر دی جاتی ہے :

(۱) قساوتِ قلب یا سنگدلی

اس سے قلب مُردہ ہو جاتا ہے۔ بالفاظِ دیگر، اِنسان کے باطنی نظام میں جمود و تعطّل پیدا ہو جاتا ہے، نتیجۃً، وہ اپنا وظیفہ سرانجام دینے کے قابل نہیں رہتا (دیکھیے البقرۃ ۲ : ۷۴؛ الحدید ۵۷ : ۱۶ و بمواضِعِ کثیرہ)۔

(۲) قلب کا ٹیڑھا ہو جانا

قلب ٹیڑھا ہو جائے تو اِنسان کی عقل و فِکر کی جہت بھی ٹیڑھی ہو جاتی ہے اور قِبلہ بھی۔ اس کے نتیجے میں، اِنسان فوز و فلاح کی راہِ راست کو چھوڑ کر ہلاکت و بربادی کی ٹیڑھی ترچھی راہوں پر سفرِ زندگی کرنے لگتا ہے (الصّف ۶۱ : ۵؛ آلِ عمران ۳ : ۷ بعد)۔

(۳) زنگ آلودگی

اس خطرناک بیماری سے قلب اپنے فِطری حُسن و نُور سے

Marfat.com

محروم ہوجاتا ہے اور اس کے نتیجے میں، حق و باطل، حُسن و قُبح، ہدایت و ضلالت، توحید و شرک، حلال و حرام وغیرہ وغیرہ میں اِمتیاز کرنے کے قابل نہیں رہتا (دیکھیے المُطفّفین ۸۳ : ۱۰-۱۴)۔

(۴) قلب پر پردہ پڑنا

اِس بیماری کا مطلب ہے : قلبِ اِنسانی کا شرک و ظُلم، عصبیّت و فِرقہ پرستی، کُفر و تکذیب وغیرہ وغیرہ کے اندھیروں میں کھو جانا۔ اس کے نتیجے میں، اِنسان راہِ راست کو دیکھ نہیں سکتا اور بھٹکتا رہتا ہے۔ ایسے ہی لوگ قُرآنِ حکیم کے قوانین و احکام اور تعلیمات سے ناآشنا رہتے ہیں۔ یہ بڑی خطرناک نفسیاتی بیماری ہے (الکہف ۱۸ : ۵۶ ببعد؛ الاِسراء ۱۷ : ۴۵ ببعد)۔

(۵) بیماریِ تغافُلِ جاہلانہ

اس بیماری کی وجہ سے اِنسان کلامِ اِلٰہی سے غفلت و جہالت میں رہتا ہے۔ اس طرح اس کلامِ مُنیر کی روشنی سے اس کا قلب محروم رہتا ہے، جسے قُرآنِ حکیم کے اِصطلاحی مفہوم میں "اندھا قلب" کہتے ہیں۔ ایسے لوگ قیامت کے روز اندھے اُٹھیں گے (طٰہٰ ۲۰ : ۱۲۴ ببعد)۔

Marfat.com

مُحوّلۂ بالا آیات سے مُستنبط ہوتا ہے کہ تغافُل وجہل لازم ملزُوم ہیں ، نیز جو شخص تغافُلِ جاہلانہ میں مُبتلا ہوتا ہے ، وُہ قُرآنِ مجید کے نُورِ علم سے محرُوم ہوتا ہے ، اِس لیے اس کا نظریہ ، قول وغیرہ وغیرہ ناقابلِ اِعتبار ہوگا (دیکھیے المؤمنون ۲۳ : ۶۲ بعد ؛ الذّٰریٰت ۵۱ : ۱۰ بعد وبمواضعِ کثیرہ)۔

(۶) قلب کا اندھا ہو جانا

اس نفسیاتی بیماری سے عقل اندھی ہو جاتی ہے اور اِنسان حُسن کور ، حق کور اور کور ذوق ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کو قُرآنِ حکیم چوپایوں سے بدتر اور ان سے زیادہ گمرُاہ قرار دیتا ہے (الحجّ ۲۲ : ۴۶ ؛ الاعراف ۷ : ۱۷۹)۔

(۷) قلب پر تالے پڑنا

اس کا مطلب ہے باطنی یا قلبی نظام کا مُعطّل ہو جانا۔ اس کے نتیجے میں ، اِنسان کی عقل و فِکر ماری جاتی ہے اور اس کے دل میں حق قبول کرنے کی اِستعداد مُردہ ہو جاتی ہے۔ اس طرح وہ چوپایوں کی طرح حق کور و حُسن کور بن جاتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کو قُرآنِ حکیم نے بہرے اور گُونگے کہا ہے (مُحمّد ۴۷ : ۲۲-۲۵)۔

Marfat.com

۸) قلب پر چھاپ لگنا

کُفر و شِرک ، فساد و عُدوان ، ظُلم و کِذب ایسے اعمالِ سُوء کا اِرتکاب کرنا ، آدمی کا شِعار ، نیز یہ بیماری اس کی شخصیت کی نشانی بن جائے تو اس وقت کہا جاتا ہے کہ اُس پر چھاپ لگ گئی ہے۔ طَبْع کے لیے دیکھیے الاعراف ۷ : ۱۰۰ بعد و بمواضعِ کثیرہ ۔

۹) قلب پر مُہر لگنا

اس بیماری کا مطلب ہے : سیّآت کے اندھیروں کا اِنسان کے باطنی نظام کا اس طرح اِحاطہ کر لینا کہ آفتابِ حق کی کوئی کرن اس کے اندر نہ جا سکے ، حُسن و صداقت کی کوئی بات اس کے دل میں اُتر نہ سکے ، آدمی سچ سُن سکے نہ عبرت حاصل ہی کر سکے ؛ نیز اس کے کان سچّی باتیں سُن نہ سکیں ۔ الغرض ، وہ اسفلُ السّافلین ہو جائے ۔ علاوہ بریں اس کے دل میں نفسیاتی ۔ جمالیاتی لمحہ (Psycho-Aesthetic Moment) کی وقُوع پذیری کا اِمکان ختم ہو جائے (البقرۃ ۲ : ۶ ؛ الأنعام ۶ : ۴۶ ؛ الجاثیۃ ۴۵ : ۲۳ بعد) ۔

★

Marfat.com

اِنسان

اِنسان کو عربی میں اِنس کہتے ہیں - یہ جِنّ کی ضِد ہے۔ اس کے مادّے میں اُنس کا مفہوم پایا جاتا ہے، یعنی مِل جُل کر رہنے کی فِطری خواہش و رغبت۔ اس کا موازنہ "وحشی" سے کیا جاتا ہے۔ اپنی اس سرشتِ اُنسیّت کی وجہ سے اِنسان مُتمدّن زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے۔ انگریزی میں اِنسان کو (Social Animal) یعنی عمرانی حیوان کہا جاتا ہے۔

اِرشاد ہوتا ہے :

★ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (الشُّوریٰ ۴۲ : ۳۸) :

اور ان کے معاملات باہمی مشورے سے طے پاتے ہیں۔

اِنسانیّت کا خاصّہ و تقاضا اپنے ہم نَفسوں سے محبّت کرنا اور کرانا ہے۔ اِنسان کا اِطلاق مرد اور عورت دونوں پر ہوتا ہے۔ اِسمِ جنس کے طور پر اس سے مُراد کُل بنی نوعِ اِنسان (Mankind) ہوتے ہیں۔

★

Marfat.com

اِنفاق

"اِنفاق" کے لُغوی معانی ہیں خرچ کرنا، لیکن اِصطلاحِ قرآنی میں اس کا مطلب ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا، یعنی ربُّ العٰلمین کے نام پر اس کی مخلوقات خصوصاً بنی نوعِ اِنسان کی کفالت، فلاح و بہبود، مادّی و معنوی ترقّی، نیز ان کی اِحتیاجات کو پُورا کرنے، ان کے جان و مال کے تحفُّظ اور مُلک کے دفاع کے لیے مال و دولت خرچ کرنا (البقرۃ ۲ : ۲۶۲، ۲۱۹ و بمواضعِ کثیرۃ)۔

اِنفاق کی غیر معمولی اہمّیت کا اندازہ اس آیۂ بصیرت افروز سے لگایا جاسکتا ہے :

★ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آلِ عمران ۳ : ۹۲) :
(اے افرادِ نسلِ اِنسانی!) تُم اِحسان و حسنہ اور نیکی و کُشادگی کے نزدیک بھی نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ تُم اس میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کر ڈالو، جو تُم عزیز رکھتے ہو، یعنی مال و دولت وغیرہ وغیرہ۔

جب یہ آیۂ مُبارکہ نازل ہُوئی تو اہلِ ایمان نے پیغمبرِ اعظم و آخر صلّی اللہُ علیہِ وسلّم سے اِنفاق بالمال کی مِقدار سے متعلّق دریافت کیا تو

Marfat.com

آپؐ پر یہ وحی نازل ہوئی :

★ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ قُلِ الْعَفْوَ ؕ (البقرۃ ۲ : ۲۱۹) :
اور لوگ آپؐ سے دریافت کرتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں کتنا مال و دولت خرچ کریں تو اِعلان کر دیجیے کہ جو مال و دولت جائز ضروریات سے زیادہ ہو۔ انگریزی میں

- Surplus, Shy, Idle, Barren

★

Marfat.com

اُولُوا الْاَلْبَاب

اِس کا مطلب ہے وہ لوگ جو عقلِ سلیم رکھتے ہیں، اور عقلِ سلیم سے مُراد صِحّت مند و حسین اور فعّال عقل جو اپنی اصلی فِطری حالت میں ہو۔

یہ اہلِ عقلِ سلیم ہیں، جو اپنے نفس اور کائنات میں بامقصد غور و فِکر کرتے ہیں۔

★ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ (البقرۃ ۲ : ۲۶۹): یہ صرف اہلِ عقلِ سلیم ہیں جو (اپنے نفسوں اور آفاق میں) بامقصد غور و فکر کرتے ہیں۔

اور

★ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ ۙ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ (آلِ عمران ۳ : ۷): حالانکہ ان کی تاویل صرف اللہ جانتا ہے اور وہ (جانتے ہیں) جو علم میں پُختہ ہوتے ہیں، اُن کا قول ہے کہ ہمارا ان پر اِیمان ہے۔ یہ سب ہمارے ربّ کی طرف سے ہیں۔ (حقیقت یہ ہے کہ مُتشابہات کو) وُہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو اہلِ عقلِ سلیم ہیں۔

Marfat.com

اَولیآء

اولیآء جمع ہے ولی کی، جس کا مطلب ہے : دوست، کارساز، سرپرست، یار و مددگار۔ قُرآنِ حکیم کی رُو سے اولیآء کے رنگ و رُوپ درجِ ذیل ہیں :

۱۔ اللہ تعالیٰ کی دوستی بندے کے ساتھ :

اِرشاد ہوتا ہے :

★ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ

(حٰمٓ السّجدۃ ۴۱ : ۳۱) :

دُنیا اور آخرت دونوں میں فقط ہم ہی تُمہارے دوست و سرپرست ہیں۔

۲۔ بندے کی دوستی اللہ تعالیٰ کے ساتھ :

★ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ (یُونس ۱۰ : ۶۲) :

Marfat.com

گوشِ ہوش سے سُنو! اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے دِلوں پر خوف مُسلّط ہوتا ہے نہ وہ رہینِ غم و ملال ہی ہوتے ہیں، یعنی وہ نُفوسِ مُطمئِنّہ اور وارثِ جنّت ہوں گے۔

۳۔ اِیمان والوں کی دوستی صرف مُؤمنین کیساتھ:

★ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ط (النّسآء ۴ : ۱۴۴) :

اے لوگو جو اِیمان لائے ہو مُؤمنوں کے بجائے کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ

(کافروں کے علاوہ یہُود و نصارٰی کی دوستی سے بھی منع کیا گیا ہے، المائدہ ۵ : ۵۱)۔

اولیآء اللہ صِرف وہ اہلِ اِیمان ہوتے ہیں جو مُتّقی یعنی اہلِ آرزو و خَشْیَت ہوں، عدل و اِحسان کے کام کرنے والے ہوں، معاشرے کے فعّال لوگ ہوں، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہوں۔

بخلاف اس کے، وہ لوگ جو فَقر و درویشی یا پیری کا خِرقۂ سالُوس پہن کر دُوسروں کی کمائی پر زندگی کرتے ہیں، اولیآء اللہ نہیں ہوتے اور نہ ہو سکتے ہی ہیں۔

Marfat.com

اِیمان

اس کے معنی خوف کے زائل ہونے اور نفس کے مُطمئِن ہونے کے ہیں، نیز تصدیق کے ساتھ حق کی تسلیم واِطاعت ہے۔

اِصطلاحِ قُرآنی میں اِیمان کا مطلب ہے: اِسلام کے درجِ ذیل پانچ ارکان کو تسلیم بِالیقین کرنا:

(۱) اللہ تعالیٰ (۲) یومِ آخر (۳) ملائکہ یا فرشتے (۴) سماوی کتابیں اور (۵) انبیآء عَلَیہِمُ السّلام۔

اِرشاد ہوتا ہے:

★ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ (البقرۃ ۲: ۱۷۷):

اور حسنہ کی راہ ان کی ہے جو اللہ پر، یومِ آخرت پر، ملائکہ پر، کُتب پر اور انبیآء پر اِیمان لاتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ اِیمان وعمل لازم ملزُوم ہیں، لِہٰذا اِیمان کے بغیر عمل اور عمل کے بغیر اِیمان غیر مُعتبر ہے۔ چُنانچہ یہی وجہ ہے کہ قُرآنِ مجید اِیمان اور اعمالِ صالحہ کا ذکر ایک ساتھ اور لازم ملزُوم کی طرح کرتا ہے، اور ان دونوں کو اِسلامی زندگی کی

Marfat.com

بُنیادیں قرار دیتا ہے (المآئدہ ۵ : ۶۹ ، الکہف ۱۸ : ۸۸، الفُرقان ۲۵ : ۷۰ وبمواضِع کثیرہ)۔

مذکورہ بالا اِیمانِ خمسہ سے کسی ایک کا اِنکار بھی کُفر ہے (النِّسآء ۴ : ۱۳۶)۔

★

Marfat.com

باطِل

باطِل اور حق ضِدّین ہیں ؛ اور باطل کے معنی ہیں : کِذب، دروغ، جُھوٹ یا کھوٹ، جُھوٹی، بے کار و بے مقصد اور فنا ہونے والی چیز یا بات۔ انہیں معانی میں قُرآنِ مجید نے شِرک کو باطل کہا ہے (الحجّ ۲۲ : ۶۲)۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ○ (الاسراء ۱۷ : ۸۱) :

بے شک باطل نابُود ہونے والا ہے۔

★ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَالْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَالْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَالْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ○ (الحجّ ۲۲ : ۶۲) :

یہ اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے (یعنی قائم و دائم رہنے والا سچّا ہے) اور جس چیز اور ہستی کو وہ (مُشرِک) اللہ کے سِوا پُکارتے ہیں وہ باطل ہے (یعنی فنا ہو جانے والا جُھوٹ ہے)۔

دیکھو! اصل میں اللہ ہی رفیعُ الشّان — عالی و جلیل ہے۔

شِرک کو قُرآنِ حکیم نے نہ صرف باطِل بلکہ ظُلمِ عظیم بھی قرار دیا ہے (لُقمٰن ۳۱ : ۱۳)۔

Marfat.com

شِرک اور اس کی جُملہ اقسام کو زُبان و عمل سے ماننے کو قُرآنِ حکیم نے اِیمان بِالباطل کہا ہے۔ چنانچہ اِرشاد ہوتا ہے :

★ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَکَفَرُوْا بِاللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ (العنکبوت ۲۹ : ۵۲) :

جو لوگ باطل پر اِیمان لائے اور اللہ کا اِنکار کیا، وہی حسنات کا نُقصان اُٹھانے والے ہیں۔

★

Marfat.com

بصارت و بصیرت

ظاہری آنکھ کے دیکھنے کی قُوّت کو بصارت کہتے ہیں، جبکہ قلب کی آنکھ کے نُورِ بینش کو بصیرت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اِنسان قُوّتِ بصیرت کی بدولت وقت کے تیور پہچانتا اور تاریخی عمل، عصری تقاضوں اور طبیعی و مابعد الطّبیعی قوانین کا شُعور رکھتا ہے؛ نیز حق و باطل، حُسن و قُبح، خیر و شرّ اور ہدایت و گمراہی میں اِمتیاز کر سکتا ہے۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

★ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ○ (الحجّ ۲۲ : ۴۶) :

اصل یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ قُلُوب جو سینوں میں ہیں (وہ) اندھے ہو جاتے ہیں۔

اس اِرشادِ اِلٰہی کا مطلب ہے کہ اِنسان کا قلبی نظام اپنے نُور سے محروم ہو جاتا ہے۔ دُوسرے لفظوں میں، اس کی بصیرت و عقل ماری جاتی ہے۔

★

Marfat.com

تزکِیہ

اپنے حِسّی۔ قلبی۔ نفسی نظام کی تطہیر، تحسین اور نشوونما کرنے کو تزکیۂ نفس کہتے ہیں۔

قُرآنِ حکیم کی رُو سے تزکیہ کا مطلب ہے: نفس کو شِرک و بُت پرستی (مثلاً اکابر پرستی، روضہ و مقابر پرستی، آستانہ پرستی، شبیہ پرستی، اصنام پرستی وغیرہ وغیرہ) کے منفی اثرات یا سیّآت سے پاک وصاف کرنا تاکہ حِسّی۔ قلبی۔ نفسی نظام زندہ و فعّال اور حسین و مُنوّر ہو جائے؛ نیز اپنی فِطری اِستعدادوں (Potential ities) کو قُوّۃ سے فِعل میں لانا۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

★ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝ (الشّمس ۹۱: ۹-۱۰):

وہ بامُراد و کامیاب ہو گیا جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا (یعنی اُسے کُفر و شِرک، جُرم و ظُلم، وغیرہ وغیرہ کے منفی اثرات و سیّآت سے پاک و مُنزّہ کر کے نشوونما پانے کے قابل بنا دیا)، لیکن وہ برباد ہو گیا جس نے اسے (اپنی نفسانی خواہشات اور سیّآت کے بارِ گراں تلے) دفن کر دیا (یعنی جو اپنی اِستعدادوں کو قُوّت سے فِعل میں نہ لایا، وہ بے نیلِ مرام رہا)۔

Marfat.com

تَعَقُّل

یہ ایک قلبی (نفسیاتی) بیماری ہے جِسے قُرآنِ حکیم نے "قلب پر تالے پڑ جانے" سے تعبیر کیا ہے۔ یہ بیماری اس وقت پیدا ہوتی ہے جب اِنسان قُرآنِ حکیم پر غور و فِکر کر کے عِلم و حِکمت اور نُور و ہِدایت حاصل کرنے کے بجائے اس پر اپنے دل و دماغ کے دروازے مضبوطی سے بند کر دیتا ہے۔

چنانچہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

★ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُھَا ○

(مُحمّد ۴۷ : ۲۴) :

کیا یہ لوگ قُرآن میں غور و فِکر نہیں کرتے یا اُن کے دِل و دماغ پر تالے پڑے ہُوئے ہیں ؟

(یہ جُملہ استفہامِ اِقراریہ ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اُن کا قلبی نظام مُعطّل ہو چُکا ہے۔ اس لیے قُرآنِ حکیم میں غور و فِکر کرنے کا ان کو دماغ ہے نہ یارا)۔

حُسن سے محرُوم قلب کی قساوت و شقاوت اور ظُلمت و جہالت جب اس کی فِعلی اور اِنفعالی قُوّتوں کے لیے ناقابلِ عُبور

Marfat.com

رُکاوٹ بن جائیں اور قلب اپنے فِطری وظائف ادا کرنے کے قابل نہ رہے تو قُرآنِ حکیم کے مُحاورے میں کہا جائے گا کہ اُس کے قلب پر قُفل چڑھے ہُوئے ہیں یا اُردو مُحاورے میں ان کی عقل پر تالے پڑے ہُوئے ہیں (نیز دیکھیے عُنوان "امراضِ قلب")۔

★

Marfat.com

تقویٰ

اس اہمّ اِصطلاحِ قُرآنی کا مطلب دُہرا ہے :
صِراطِ مُستقیم یا راہِ راست اور جنّتِ قُرّۃُ العین کی آرزو و جُستجو اور راہِ راست سے بھٹک کر جہنّم میں جانے کا خوف، دُوسرے لفظوں میں، اللہ تعالیٰ کے قُرب و رِضوان کی آرزو و جُستجو اور اُن سے محرومی کی خَشْیَت ؛ نیز اس کے قوانین کا خوف۔

قُرآنِ حکیم کے آغاز ہی میں اللہ تعالیٰ نے ہدایت کو تقویٰ سے مشروط کیا ہے، یعنی قُرآنِ مجید سے ہدایت حاصل کرنے کے لیے مُتّقی ہونا لازم ہے :

★ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○

(البقرۃ ۲ : ۲) :

یہ وہ (عظیم) کتاب ہے جس میں کوئی شک و شُبہ یا تردّد و اِضطراب نہیں پایا جاتا کہ یہ مُتّقیوں کو ہدایت دیتی ہے، یعنی اہلِ آرزو و خَشْیَت کو راہِ راست اور منزلِ مقصود کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ تقویٰ اور ہدایت کیوں لازم ملزُوم ہیں۔

Marfat.com

اس کا سیدھا سادہ جواب یہ ہے کہ ہدایت اُسے ملتی ہے جس کو اس کی طلب و جُستجو ہو۔ مثال کے طور پر، جس شخص کو علم کی طلب و جُستجو ہوتی ہے وُہی علم حاصل کر کے عالِم بن سکتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ عبادت کا مقصودِ حقیقی تقوٰی ہی ہے (دیکھیے البقرۃ ۲ : ۲۱، ۶۳، ۱۸۳ وبمواضِعِ کثیرہ)۔

اس سے اِستنباط کر سکتے ہیں کہ جس عبادت سے دِل میں تقوٰی فعّال نہیں ہوتا وہ عبادت بے اثر و لاحاصل ہوتی ہے۔

★

Marfat.com

تکذیبِ دِین

تکذیب کے معنی ہیں : اِنسان جس بات کا قولاً قائل ہو لیکن اس کا عمل اس بات کی شہادت نہ دے۔ اِصطلاحِ قُرآنی میں تکذیبِ دِین کا مطلب ہے کہ کوئی اہلِ اِیمان ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے نظامِ حیاتِ کُلّی (= دِین) کو اپنے اعمال یا بے عملی سے جُھٹلائے۔

اِرشاد ہوتا ہے :

★ اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِىْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝

(الماعون ۱۰۷ : ۱-۷) :

کیا تُو نے اس شخص (کے احوال وظروف) میں غور کیا ہے جو دِین یا اِسلام کے نظامِ حیاتِ کُلّی کو عملاً ماننے سے اِنکار کرتا ہے (یعنی تکذیبِ دین کرتا ہے) - یہ وہ ہے جو بے یار و مددگار لوگوں کو دھتکارتا ہے اور حاجتمندوں

Marfat.com

کی کفالت کا بندوبست کرنے کی ترغیب (حکومت اور مُعاشرہ کو قلم وزُبان کے ذریعے) نہیں دیتا۔ اُن نمازیوں کے لیے تباہی ہے جو اپنی صلوٰۃ کی غرض وغایت اور تقاضوں کو سمجھنے سے غفلت برتتے ہیں، جو ریاکاری یا دکھاوا کرتے ہیں اور اشیائے ضرورت کو حاجت مندوں تک پہنچنے سے روک دیتے ہیں، یعنی نہیں دیتے۔

★

Marfat.com

تِلاوت

اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی کتابوں کے اِتباع کو تِلاوَۃٌ کہا جاتا ہے۔ کبھی یہ اِتّباع اُن کی قراءت (پڑھنے) کی صُورت میں ہوتا ہے اور کبھی اُن کے اوامر و نواہی (احکام) پر عمل کرنے کی صُورت میں۔

اِرشاد ہوتا ہے :

★ وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ کِتَابِ رَبِّکَ ط (الکہف ۱۸: ۲۷):

اور (اے پیغمبرؐ!) آپ کے ربّ کی کتاب جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اس کا درس دیں (تاکہ لوگ اس کی پیروی کریں)۔

اَلْقِرَاءَت : قرآنِ مجید کا پڑھنا۔ تجوید بھی قراءت میں آتی ہے۔ قَرَأْتُ الْقُرْآن کے معنی ہیں : میں نے قرآنِ مجید کو اُصولِ تجوید کے مطابق پڑھا (قاموس، تاج العروس)۔ اس کے مقابل میں تلاوت کے معنی ہیں : قرآنِ مجید کا درس دینا، تاکہ لوگ اس کی آیات سُن کر اُن پر عمل کریں۔

★

Marfat.com

توبہ

اس کے معانی ہیں : جُرم وگُناہ پر نادم وپشیمان ہوکر صِدقِ دل کے ساتھ مغفرت کے لیے ربِّ رحیم سے رُجوع کرنا اور عہد کرنا کہ وہ پھر اُس جُرم وگُناہ کا اِعادہ نہیں کرے گا۔

یاد رہے کہ توبہ کا اعتبار حُسنِ عمل ہے۔ اِرشاد ہوتا ہے :

★ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ○

(الفُرقان ۲۵ : ۷۱) :

اور جو توبہ کرتا ہے، یعنی ندامت وپشیمانی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے رُجوع کرتا ہے اور پھر عدل واِحسان اور اِصلاح وفلاح کے کام کرتا ہے، وُہی اصل میں اللہ تعالیٰ سے رُجوع کرنے کا حق ادا کرتا ہے۔

توبہ حُسنِ عمل سے سچّی (یعنی توبۃ النّصوح) بنتی ہے۔ توبہ کرنے سے آدمی کے اعمالِ سُوء کے آتشیں اثرات محو ہوجاتے ہیں، اور حُسنِ عمل کے تواتر سے سیّآت بھی حسنات میں بدل جاتی ہیں (الفُرقان ۲۵ : ۷۰)؛ نیز سچّی توبہ کرنے والے جنّت میں داخل ہوں گے (مریم ۱۹ : ۶۰)۔

یاد رہے کہ اِعترافِ گُناہ اور اس سے باز رہنے کا مُصمّم اِرادہ پیش شرط ہے توبہ اور اس کی قبولیّت کی (التّوبۃ ۹ : ۱۰۲)۔

Marfat.com

جلال و جمال

یہ ایک ہی حقیقت کے دو مظاہر ہیں، اور وہ حقیقت "حُسن" ہے۔ دُوسرے لفظوں میں، جلال و جمال، جزوِ جَین ہیں، حُسن کے اجزائے لاینفک ہیں۔

جلال (Sublimity)، عظمت و کِبریائی، سطوت و ہیبت، دبدبہ و جبروت اور عِزّت و قُدرت کا مظہر ہے۔ اس کے برعکس، جمالِ محبوبیّت و دِلرُبائی اور لطافت و نزاکت سے عبارت ہے۔

اصل میں جلال و جمال "حُسن" کے ذاتی و صِفاتی عناصر ہیں اور یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی صِفاتِ حسنہ میں سے ہیں۔

★ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ○ (الرّحمٰن ۵۵:۲۷)؛
اور تیرے ربِّ جلالت مآب اور مالکِ صِفاتِ جمیلہ کی ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔

اِرشادِ نبویؐ ہے:

★ اَللّٰهُ جَمِيْلٌ يُّحِبُّ الْجَمَالَ (المِشکوٰۃ):
اللہ تعالیٰ جمیل ہے (اور) جمال سے محبّت کرتا ہے۔

Marfat.com

جنّت

جنّت کے لُغوی معنی ہیں : اشجار سے معمور باغ۔
اِصطلاحِ قُرآنی میں اس سے مُراد بہشت ہے۔
جنّت کے متعلّق اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے کہ اُسے کسی مُتنفّس، یعنی کسی بشر، جنّ یا کسی اور ہستی نے نہ دیکھا ہے اور نہ اس کی ماہیّت کا عِلم ہی رکھتا ہے۔
اِرشادِ ربّانی ہے :

★ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (السّجدۃ ۳۲ : ۱۷) :

کوئی مُتنفّس نہیں جانتا کہ کون سی قُرّۃُ العین (آنکھوں کی ٹھنڈک)، شے (اِنتہائی حسین و سُرور انگیز یعنی جنّت) اُن کے لیے چُھپا کر رکھّی ہُوئی ہے۔ یہ اہلِ جنّت کے حُسنِ عمل کا صِلہ ہے جو وہ (دُنیا میں) کیا کرتے ہیں۔

★

Marfat.com

جِہاد

اِصطلاحِ قُرآن میں اس کا مطلب ہے : اِنسانی حقوق کے تحفُّظ، دِین (یا نظامِ حیاتِ کُلّی) کی بقا و سلامتی اور مُلک کے دِفاع کی خاطر زُبان و قلم، مال و دولت اور جسم و جان کے ساتھ جِدّوجُہد کرنا یا قِتال کرنا اور اس راہِ حق میں جو مُشکلات و خطرات پیش آئیں اُن کا صبر و اِستقامت سے مُقابلہ کرنا۔ اِسے اللہ کی راہ میں جِہاد کرنا کہتے ہیں۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

★ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

(التّوبۃ ۹ : ۴۱) :

جہاد کے لیے نِکلو، خواہ ہلکے ہو یا بھاری اور اپنے مال و دولت اور جسم و جان کے ساتھ اللہ کی راہ میں دُشمنانِ حق کے ساتھ جنگ کرو۔ یہ تُمہارے لیے احسن و افضل ہے، اگر تُم جانو (نیز دیکھیے المآئدہ ۵ : ۳۵؛ الحجّ ۲۲ : ۷۸ و بمواضِعِ کثیرہ)۔

Marfat.com

یہ بھی یاد رہے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر، نیز تواصی بالحق و تواصی بالصبر اور تبلیغِ اسلام بھی جہاد کی قسمیں ہیں (آلِ عمران ۳ : ۱۰۴، ۱۱۰، ۱۱۴؛ الاعراف ۷ : ۱۵۷؛ الحج ۲۲ : ۴۱؛ العصر ۱۰۳ :)۔

جہاد کرنے والے کو "مجاہد"، جہاد میں کامیابی حاصل کرنے والے کو "غازی" اور جہاد میں جان دینے والے کو "شہید" کہتے ہیں۔

جہاد مسلم معاشرے کے افراد اور حکومت پر فرض ہے، لہٰذا جہاد (خصوصاً جہاد بالسیف) کے فرمانِ الٰہی کا انکار کفر ہے۔

★

Marfat.com

حُبّ (یا محبّت)

حسین چیزوں سے محبّت کرنا، جمالیاتی حِس کا خاصّہ ہے، لیکن قُرآنِ حکیم کی رُو سے سب حسین اشیاء، چیزوں اور ہستیوں سے زیادہ اور شدید ترین محبّت یا عشق اللہ تعالیٰ سے کرنا چاہیے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ اِلٰہِ حقیقی ہے۔ عشقِ اِلٰہی اِیمان کا خاصّہ اور تقاضا ہے۔

چُنانچہ اِرشاد ہوتا ہے :

★ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (البقرۃ ۲ : ۱۶۵) :
اور جو اہلِ اِیمان ہیں وہ اللہ سے دیگر ہستیوں اور اشیاء کی بہ نسبت شدید ترین محبّت (یا عشق) کرتے ہیں۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ اِنسان جو اللہ تعالیٰ کا تصوّر تک نہیں کر سکتا اُس سے شدید محبّت کرے تو کیسے؟

یہ مسئلہ بھی قُرآنِ حکیم نے حل کر دیا، چُنانچہ اِرشاد ہوتا ہے :

★ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آلِ عمران ۳ : ۳۱) : (اے نبیؐ!) لوگوں پر واضح کر دو کہ اگر تُم اللہ سے محبّت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، یعنی میری سُنّتِ حسنہ پر

Marfat.com

عمل اور میرے اُسوۂ حسنہ کے مطابق کُل زندگی کرو، (نتیجۃً) اللہ تُم سے محبّت کرے گا۔

محبّت کا سچّا اور عالمگیر معیار یہ ہے کہ اِنسان کو اپنے اِللہ سے شدید ترین محبّت ہو۔ اِللہ سے محبّت ہو تو اس کی مخلوقات سے بھی محبّت ہوتی ہے، کیونکہ محبوب کی ہر چیز پیاری ہوتی ہے۔ جذبۂ محبّت جب قُوّہ سے فعل میں آتا ہے تو رحمت کہلاتا ہے۔ ان معنٰی میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبرِ اعظم و آخر صلّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلّم کو "رحمۃٌ لِّلعٰلَمِین" ایسے بے مثال لقب سے مُلقّب کیا ہے۔ یہ اس واقعیّت کی سند ہے کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات سے محبّت اور اِحسان کرتے تھے، اور ان کے لیے رحم و کرم کے جذبات رکھتے تھے۔

یہ اصلِ عظیم یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی دُوسری ہستی سے، چاہے وہ کتنی برگزیدہ کیوں نہ ہو، محبّت کرنا، شرک ہے، اور شرک ناقابلِ معافی ظُلمِ عظیم ہے۔

★

Marfat.com

حُدُودُ اللّٰہ

حدّ کا مطلب ہے : وہ چیز جو دو چیزوں کے درمیان آڑ یا روک بن جائے۔ حُدود اللّٰہ سے مُراد اللّٰہ کی حدّ بندیاں ہیں، جن سے تجاوُز کرنا، اس کی نافرمانی اور ظُلم ہے۔

اِرشادِ باری اللّٰہ تعالیٰ ہے :

★ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (البقرۃ ۲ : ۲۲۹) :

یہ اللّٰہ کی مُقرّر کردہ حدّ بندیاں ہیں، ان سے تجاوُز نہ کرو۔ جو اللّٰہ کی حُدود سے باہر نکلیں تو وُہی ظالم ہیں (یعنی اپنے آپ پر ظُلم کرنے اور حُقوقِ اِنسانی کو غصب وسلب کرنے والے ستمگر ہیں)۔

اِسلام دِینِ فِطرت ہے۔ اِس بِناء پر اللّٰہ تعالیٰ کی مُقرّر کردہ حُدود اِنسان کی فِطرت کے عین مطابق ہیں، جن کو توڑنے سے مُعاشرے میں فِتنہ وفساد واقع ہوتا ہے، اور خود ایسا کرنے والا اِنسان اپنا دُشمن اور نظامِ اِسلام کا تخریب کار بن جاتا ہے۔

★

Marfat.com

حُسن

یہ اصلاً لطافت ہے؛ دُوسرے لفظوں میں، حُسن نظرافروزی و سُرُور انگیزی کی مُنزّہ و نامُصوّر شے ہے، جس کو اپنی پیدائی کے لیے کسی ٹھوس چیز یا شکل کی ضرورت ہوتی ہے۔

؎ لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی
چمن زنگار ہے آئینۂ بادِ بہاری کا
(غالبؔ)

حُسن کی بڑی شیُون یہ ہیں: جمال و جلال، رنگ و نُور اور حیات و قیُّومیّت، خُوشبو اور نظافت و طہارت وغیرہ وغیرہ۔

حُسن، قُرّۃُ العین ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اہلِ نظر کو اس کے جمالیاتی مُشاہدے سے جمالیاتی حظ و سُرُور ملتا ہے۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ (البقرۃ ۲: ۶۹)

اور اُس کا رنگ دیکھنے والوں (یعنی اہلِ نظر) کو مسرّت بخشتا ہے۔

اور

وَلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ (الاحزاب ۳۳: ۵۲):

Marfat.com

اگرچہ اُن (عورتوں) کا حُسن تجھے تعجّب خیز خُوشی بخشے۔

اللہ تعالیٰ "اَلحُسن" ہے، چُنانچہ اِرشاد ہوتا ہے :

★ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى (الاعراف ۷ : ۱۸۰) :

تمام حسین اسمآء، یعنی صِفات، اللہ ہی کے لیے ہیں، یعنی وہ حسین صِفات کا مالک بِالذّات ہے۔

اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ چُونکہ اِسم بامُسمّٰی ہے، لِہٰذا وہ "اَلحُسن" ہے۔

گویا زندگی کی اصل حُسن ہے، اس کا راز حُسن ہے، اس کی غایت حُسن اور غایتُ الغایات "اَلحُسن" کا قُرب و رِضوان اور ہم نظری و ہم کلامی ہے۔

★

Marfat.com

حُسنُ المآب

یہ قُرآنِ حکیم کی جمالیاتی اِصطلاح ہے۔ اس کے معانی ہیں:
لَوٹ کر آنے کی جگہ (یا گھر) کا حُسن۔ اس کی ضِد شَرُّ المآب ہے۔
یہ تعبیر قُرآنِ مجید نے جنّتِ قُرَّۃُ العین کے لیے اِختیار کی ہے جو اس حقیقت کی آئینہ دار ہے کہ جنّت اِنسان کا حُسن وسُرور سے معمور حقیقی گھر ہے۔ یہ اس دُنیا میں دُوسروں سے اِحسان کے ساتھ پیش آنے والوں، توازن برقرار رکھنے والے کام کرنے والوں، بندگانِ تسلیم ورضا اور اہلِ آرزو وخَشْیَت کا گھر ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

★ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ○ (صٓ ۳۸: ۴۹):
اور یہ اہلِ آرزو وخَشْیَت کے لَوٹ کر آنے کا حسین وسُرور بداماں گھر ہے۔

حُسنُ المآب اور شَرُّ المآب ضِدّین ہیں اور دونوں دارالآخرت میں ہوں گے، جسے قُرآنِ حکیم نے "الحَیَوَان" سے تعبیر کیا ہے (العنکبوت ۲۹: ۶۴)؛ یعنی وہ موت سے مُنزّہ جہان ہے۔

Marfat.com

حق

اس کی ضد ہے باطل۔ اس کے معنی ہیں: حقیقت، واقعیت، صداقت، سچ یا سچّا، حقیقی اِفادیّت و مقصدیّت، مفید و سچّی شے جو قائم و دائم رہنے والی ہو۔ چنانچہ کائنات کی تخلیق بالحق (الانعام ۶ : ۷۳) کا مطلب ہے کہ اسے ربّ کریم نے بنی نوعِ انسان کے لیے مستقل جمالیاتی و مادّی اِفادیّت و منفعت کے لیے مرحلہ وار تخلیق کیا ہے، لہٰذا یہ باطل نہیں (صٓ ۳۸ : ۲۷) بلکہ پائیدار اور اِفادی و جمالیاتی اقدار کی حامل ہے۔ انہیں معانی میں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم کو "الحق" کہا ہے (الانعام ۶ : ۶۶)۔

چونکہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ خود ایک قدیم و مستقل حقیقت اور صداقت ہے، اس لیے اس نے اپنے آپ کو بھی "الحق" کہا ہے (الانعام ۶ : ۶۲)۔

حق کے معنی جائز حصّے کے بھی ہوتے ہیں۔ قرآنِ حکیم کا واضح ارشاد ہے کہ ربُّ العٰلمین نے زمین اور اس میں جو نعمتیں ودیعت کی ہیں، ان میں تمام افرادِ نسلِ انسانی کا مساوی یا برابر کا حصّہ ہے (حٰمٓ السّجدہ ۴۱ : ۹-۱۰)، اس بناء پر ربِّ رزّاق نے اس مساوی

Marfat.com

حصّے کو "حقِّ معلوم" کہا ہے۔ چُنانچہ اِرشاد ہوتا ہے :

★ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ○ (المعارج ۷۰ : ۲۴) :
اور جن کے مال و منال میں مُساوی حِصّہ ہے ان کے لیے جو
(اس سے) محروم اور مُحتاج ہیں۔

اس حقّ کو "اِنسانی حق" (Human Right) سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ اس اِنسانی حقّ کو مار کر ہی لوگ مال و دولت جمع کر سکتے ہیں، اس لیے قُرآنِ حکیم نے مال و دولت کو جمع کر رکھنے کو گُناہِ کبیرہ قرار دیا ہے۔ یاد رہے کہ اِنسانی حق غصب و سلب کرنا گُناہِ کبیرہ ہے (البقرۃ ۲ : ۱۸۸)۔

★

Marfat.com

حُقوقُ العِباد

اس سے مُراد بنی نوعِ اِنسان کے بُنیادی یا اِنسانی حُقوق (Fundamental or Human Rights) ہیں۔ قُرآنِ حکیم کی رُو سے بڑے بڑے اِنسانی حُقوق یہ ہیں :

۱- مُساوی پیداواری حق یا حقِّ معلوم : اِرشاد ہوتا ہے :

★ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۭ سَوَاۗءً لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ○ (حٰمٓ السّجدۃ ۴۱ : ۱۰) :

اور اُس، یعنی ربِّ رحمٰن، نے اس زمین میں اس کے اُوپر پہاڑ بنائے اور اس میں مُسلسل نعمتیں پیدا کرنے کی صلاحیّت ودیعت کردی اور (مخلوقات خصوصاً بنی نوعِ اِنسان کی بُنیادی ضروریات پُوری کرنے کی خاطر اس میں ہر قسم کی غذائی پیداوار یا روزی کا سامان ذخیرہ کر دیا)۔ یہ سب کچھ چار اَیّام یعنی ادوار میں ہُوا۔ ان نعمتوں اور غذائی پیداوار میں (سب) طلبگاروں کا مُساوی حقّ یا حِصّہ ہے۔

Marfat.com

اِس آیۂ کریمہ کی رُو سے ربّ رحمٰن نے ارضی پیداوار میں ہر فردِ بشر کا مُساوی حقّ یا حصّہ مُقرّر کر دیا ہے اور اسے "حقِّ معلوم" سے تعبیر کیا ہے (المعارج ۷۰ : ۲۴)۔

۲۔ **تکریمِ اِنسانی** : یعنی ہر اِنسان کو واجب التّکریم سمجھنا فرض ہے۔

★ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ (الاسراء ۱۷ : ۷۰) :

اور ہم نے بنی آدم کو شرف و تکریم سے نوازا، یعنی اُسے مُکرّم بنایا ہے۔

علاوہ بریں، قُرآنِ حکیم کی رُو سے دیگر اِنسانی حقوق یہ ہیں :

۳۔ **آزادیِ اِکتساب** : یعنی روزی کمانے کی آزادی (الجاثیہ ۴۵ : ۲۲؛ وبمواضعِ کثیرہ)۔

۴۔ **آزادیِ فِکر و عمل** : (الاحزاب ۳۳ : ۷۲)۔

۵۔ **دین یا نظامِ زندگی کے اِنتخاب** (Choice) کی آزادی : البقرۃ ۲ : ۲۵۶)۔

۶۔ **تعلیم و تربّیت حاصل کرنے کا حق** : (البقرۃ ۲ : ۱۲۹، ۱۵۱؛ آلِ عمران ۳ : ۱۶۴)۔

۷۔ **کفالتِ کُلّی کا حق** : یعنی روٹی، پانی، لباس، مکان، تعلیم و تربّیت، عِلاج مُعالجہ، عِزّت و آبرو اور جان و مال کے

Marfat.com

تحفُّظ کا حق : (الحجّ ۲۲ : ۴۱ ؛ المعارج ۳۶ : ۲۴ ؛ حٰمٓ السجدہ ۴۱ : ۹، ۱۰ ؛ الماعُون ۱۰۷ : ۱تا۷) ۔

۸۔ سیر و سیاحت کا حق : (العنکبوت ۲۹ : ۲۰) ۔

قوم کے ہر فرد کی ان تمام بُنیادی یا اِنسانی حُقوق تک رسائی کا احسن انتظام کرنا اِسلامی حکومت اور مُعاشرے پر فرض ہے ۔

★

Marfat.com

حِکمت

راغب اِصفہانیؒ کے نزدیک اَلحِکمۃُ کے معنی عِلم و عقل کے ذریعے حق بات دریافت کر لینے کے ہیں؛ حِکمتِ اِلٰہی کا معنیٰ اشیاء کی معرفت اور اُن کو احکام کی غرض و غایت کے ساتھ تخلیق کرنا ہے۔ اور اِنسان کی حِکمت، موجودات کی معرفت معلوم کرنا اور حسنہ و خیر اور عدل و اِحسان کے کام کرنا ہے۔ حِکمتِ لُقمان کے یہی معنی ہیں (المُفردات)۔

۲۔ حِکمت کا مطلب ہے: عِلم اور حُسنِ عمل، یا اس کے معنی ہیں: احسن و اکمل علم کے ذریعے احسن و اکمل اشیاء کی معرفت (تاج)۔

۳۔ جدید عربی میں، حِکمت سے فلسفہ اور سائنس مُراد لیے جاتے ہیں (لین)۔

رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

★ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً: بعض اشعار حِکمت یا دانائی کے حامل ہوتے ہیں (المُفردات)۔

قُرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے حِکمت کو خیرِ کثیر کہا ہے:

Marfat.com

★ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝ یُّؤْتِی الْحِکْمَۃَ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا ؕ وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ (البقرۃ ۲ : ۲۶۸ - ۲۶۹):

اور اللہ تعالیٰ بڑی وُسعت وکُشادگی۔عِلمِ کُلّی رکھنے والا ہے ؛ (اپنے عِلم سے اپنے قوانینِ اِحترامِ آرزو و مشیّت وحِکمت کے مطابق) جسے چاہتا ہے حِکمت (Wisdom) عطا کرتا ہے۔ جسے حِکمت عطا ہُوئی اُسے بِلاشُبہ خیرِ کثیر مل گئی یعنی کثرت سے مادّی ۔معنوی فوائد حاصل ہو گئے۔اس سے صرف صاحبانِ عقل ودانش ہی سبق حاصل کرتے ہیں۔

اِصطلاحِ قُرآن میں حِکمت کا مطلب نظری وعملی عقلِ سلیم یا بالفاظِ دیگر، کمال دانشمندی اور دانشمندانہ طریقے سے اُمور سرانجام دینے کی صلاحیّت ہے۔

★

Marfat.com

حَمد

الحمد ایک جامع اِصطلاحِ قرآنی ہے۔ اس کے معنی دُہرے ہیں : (۱) تعریف وثنائے جمیل (۲) تشکُّر و سپاس۔ قرآنِ مجید موقع ومحل کے مطابق اپنی اس اِصطلاح کو کبھی تعریف و ثنا، کبھی تشکُّر و سپاس اور کبھی دونوں معانی میں اِستعمال کرتا ہے۔

ستائش وثنا کے لیے اِرشاد ہوتا ہے :

★ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (الانعام ۶:۱) :

تمام تعریف وستائش اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو اِرتقائی انداز میں تخلیق کیا۔

اور تشکُّر و سپاس کے لیے :

★ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ (الانعام ۶ : ۴۵) :

پھر ظالموں کو جڑ سے اکھاڑ دیا گیا اور شُکر و سپاس ہے اللہ کا (جس نے ظالموں کی بیخ کنی کی) جو تمام اقوامِ عالم کا ربّ ہے۔

دونوں معنی کے اِستعمال کے لیے دیکھیے یُونس ۱۰ : ۱۰ -

Marfat.com

حمد فقط اِختیاری و اِرادی افعال پر کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آیات کا علم حاصل کر کے ان میں غور و فکر کیا جائے تو آدمی منطقی طور پر اللہ سُبحانہٗ و تعالیٰ کی حمد کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ چُنانچہ قرآنِ حکیم کا اِرشاد ہے کہ جو اللہ کی حمد نہیں کرتے وہ بے علم یعنی جاہل ہوتے ہیں (النحل ۱۶ : ۷۵)۔

★

Marfat.com

حیاتِ طیّبہ

اس کے اِصطلاحی معنی ہیں : حسین و مُنوّر، پاکیزہ و نظیف، مُطمئِن و خُوشحال اور اِرتقاء کرنے والی کُل" زندگی۔

"کُل زندگی" کا مطلب ہے : اِنفرادی - اِجتماعی، مادّی — معنوی اور دُنیوی - اُخروی زندگی۔

قُرآنِ حکیم کی رُو سے حیاتِ طیّبہ مُؤمن و صالح اور اہلِ آرزو ہی بسر کر سکتے ہیں۔

★ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً (النّحل ۱۶ : ۹۷) :

جو شخص عدل و اِحسان اور اِصلاح و فلاح کے کام کرے گا، مرد ہو یا عورت، اور وہ مُؤمن بھی ہُوا تو ہم اس کو (دُنیا میں) حیاتِ طیّبہ بسر کرائیں گے۔

حیاتِ طیّبہ کی ضِد ہے حیاتِ خبیثہ، یعنی ناپاک و غلیظ، ناکارہ و قبیح زندگی۔

★

Marfat.com

اَلحَیَوَان

اِصطلاحِ قُرآنی میں اس سے مُراد موت سے مُنزّہ جہانِ حیات ہے۔

قُرآنِ حکیم نے انہیں معنوں میں دارُالاخرت کو الحَیَوَان کہا ہے:

★ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانُ (العنکبوت ۲۹:۶۴):
اور آخرت کا گھر یا جہان ایسا جہان ہے جہاں زندگی ہے، موت نہیں۔

اس سے ظاہر ہے کہ آخرت محض عالمِ حیات ہے، جہاں زندگی ہوگی، موت نہ ہوگی۔

الحَیَوَان کے دو جہان ہیں: ایک کو جنّت اور دُوسرے کو جہنّم سے تعبیر کیا گیا ہے۔

جنّتِ قُرَّۃُ العین میں اِنسان موت سے مُنزّہ حیاتِ جاوداں بسر کرے گا؛ اور جہنّم میں وہ موت اور حیات دونوں کی لذّت سے محروم ہوگا:

★ ثُمَّ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی (الاعلیٰ ۸۷: ۱۳):
پھر وہ وہاں مرے گا نہ زندوں ہی میں ہوگا۔

Marfat.com

ختم

اس کے معانی ہیں: باطنی نظام کا اس طرح مُعطّل و مُردہ ہو جانا کہ اس کے اِحیاء کی اُمید نہ رہے۔ یہ ایک قلبی (نفسیاتی) بیماری ہے۔ اِنسان کی حسین فِطرت جب افکارِ باطل اور اعمالِ قبیح کی وجہ سے قطعی طور پر مسخ ہو جائے اور اس کا قلب کُفر و مَعْصِیَت کی تاریکیوں میں اس طرح محصور ہو جائے کہ آفتابِ حقیقت کی کوئی کِرن بھی اِس میں داخل ہونے کی راہ نہ پا سکے تو اِس نفسیاتی حالت کو قُرآنِ حکیم کی اِصطلاح میں قلب پر ختم یا مُہر لگنا (To seal) کہتے ہیں۔

چُنانچہ اِرشاد ہوتا ہے:

★ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ (الجاثیہ ۴۵: ۲۳):

کیا تُو نے اُس شخص (کے نفسیاتی احوال و ظروف اور کِردار) میں غور کیا، جس نے اپنی خواہشات (Lusts) کو اپنا اِلٰہ

Marfat.com

یعنی معبود و مُطاع اور معروضِ خواہش (Object of desire) بنا لیا ہے اور اللہ نے (اپنے قانونِ مُکافاتِ عمل کے مطابق) اُسے عِلم کے باوجود گمراہ کر دیا ہے، اور اس کے سامعہ اور قلب پر مُہر لگا دی ہے (Has been sealed)۔ پس کون ہے جو اللہ کے بعد اس کو ہدایت دے سکے، یعنی راہِ راست دکھا سکے؟ کیا پھر بھی تُم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟

قُرآنِ حکیم کا اِرشاد ہے کہ اِنسان کی ہر نفسیاتی بیماری کا علاج مُمکن ہے، لیکن جب اس کے دل و دماغ پر مُہر لگ جاتی ہے تو یہ مرض لاعلاج ہو جاتا ہے اور شِفاء کی کوئی اُمید باقی نہیں رہتی۔ ایسے شخص کو حق و صداقت کی دعوت دینا لاحاصل ہے۔

چُنانچہ اِرشاد ہوتا ہے :

★ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَعَلٰی سَمْعِھِمْ ط وَعَلٰٓی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ ز وَّلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ○ (البقرۃ ۲ : ۶-۷)

بِلاشُبہ جن لوگوں نے (حق و صداقت کو تسلیم کرنے سے) انکار کر دیا، اُن کے لیے یکساں ہے کہ تُم انہیں خبردار کرو یا نہ کرو، وہ کبھی اِیمان لانے والے نہیں۔ اللہ (کے قانونِ

Marfat.com

مُکافاتِ عمل) نے ان کے دِل و دماغ اور کانوں پر مُہر لگا دی ہے اور اُن کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے اور ان کے لیے بھیانک اور شدید ترین عذاب ہے۔

(نیز دیکھیے عُنوان "امراضِ قلب")۔

★

Marfat.com

خُسر

اس کے بُنیادی معنی ہیں : حسنات یا نیکیوں کا خسارہ، زِیاں، گھاٹا، نُقصان اور کمی۔ یہ قرآن کی فکر انگیز اور جامع اِصطلاح ہے جو اِنسان کی "کُل زندگی" یعنی اِنفرادی۔ اِجتماعی، مادّی ۔ معنوی اور دُنیوی۔ اُخروی زندگی کو مُحیط ہے۔

اِرشاد ہوتا ہے :

★ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَالْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ○ (الحجّ ۲۲ : ۱۱) : اس نے دُنیا میں بھی (بلحاظِ حسنات) نُقصان اُٹھایا اور آخرت میں بھی۔ یہی تو مُنہ بولتا گھاٹا ہے۔

زندگی مُسلسل گھاٹے میں :

★ وَالْعَصْرِ ۙ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ○ (العصر ۱۰۳ : ۱-۲) : تاریخی عمل شاہد ہے کہ اِنسان (دُنیوی اور اُخروی حسنہ کے اِعتبار سے مُسلسل) گھاٹے میں جا رہا ہے۔

شِفاء اور رحمت سے محرومی :

★ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ○ (الاسراء ۱۷ : ۸۲) :

Marfat.com

اور ہم قُرآن میں سے جو بھی نازل کرتے ہیں اُس میں اُس کے (احکام و تعلیمات کو) تسلیم بِالیقین کرنے والوں کے لیے (قلبی و نفسی امراض سے) شِفاء اور رحمت ہے، لیکن (ان احکام و تعلیمات کا قولًا یا فِعلًا اِنکار کرنے والے اس سے جتنا زیادہ دُور و مہجور ہوتے جاتے ہیں تو وہ) ظالم اُتنا ہی خسارہ پاتے ہیں، یعنی اس کی شِفاء و رحمت سے محروم و دُور ہوتے جاتے ہیں۔

اشیاء میں مِلاوٹ یا کم تولنے والے گھاٹے میں ہیں :

★ اَوۡفُوا الۡكَيۡلَ وَلَا تَكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُخۡسِرِيۡنَ ۝

(الشّعرآء ۲۶ : ۱۸۱) :

پیمانے پُورے بھرا کرو اور اُن (زیاں کار لوگوں) میں سے نہ ہو جانا جو لوگوں کو (وزن اور پیمانے، مِقدار، کیفیّت یا خالصیّت اور قیمت کے لحاظ سے) ان کی چیزیں کم دینے کے عادی ہیں۔

★

Marfat.com

خلق و امر

اصطلاحِ قرآن میں خلق کا مطلب ہے: مادی تخلیق (Material creation) اور "امر" کا معنی ہے: رُوحانی اِیجاد (Spiritual Invention)۔ اب ان دونوں اصطلاحات کی فرداً فرداً مختصراً صراحت کردی جاتی ہے:

۱۔ خلق: ربِ کریم کی سُنّتِ تخلیقی یہ ہے کہ وہ جمالیاتی۔ تزویجی اور اِرتقائی۔ نمایاتی ہے، اور یہ قابلِ تغیُّر و تبدُّل ہے۔ چُنانچہ اُس کا اِرشاد ہے کہ اُس نے "الدُّخان" یعنی مختلف قسم کی گیسوں (Gases) کے ایک عظیم ترین تودے (Mass) سے آسمانوں اور زمین کو چھے ادوار (Ages) میں اِرتقائی یا تدریجی انداز میں پیدا کیا (حٰمٓ السّجدۃ ۴۱: ۹ تا ۱۲؛ نیز دیکھیے ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کی کتاب سرگُذشتِ فلسفہ، جلد ۱: ص ۳۹۵ بعد)۔

اسی طرح اُس نے جہانِ آب میں ایک نفس یا ایک جرثومۂ حیات سے اِنسان کی چھے ادوار میں اِرتقائی و تزویجی انداز میں تخلیق کی (الفُرقان ۲۵: ۵۴)۔

یہ اِنسانی جرثومۂ حیات (اللہ کی تخلیقی سُنّت اور اس کے

Marfat.com

قانونِ فلَق کے مطابق، شق ہوکر دو حِصّوں میں مُنقسم ہوگیا؛ ان میں سے ایک نر تھا اور دُوسرا مادہ، اور یہ عمل مُدّتوں جاری رہا۔ پھر یہ حیاتیاتی جرثومے نشوونُما پاتے اور مختلف شکلیں اِختیار کرتے، ساحل سے پہلے کھنکھناتی ٹھیکری کی طرح کے علاقے میں جا بسے، جسے قُرآنِ حکیم نے صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ سے تعبیر کیا ہے۔ ہجرت یا سفر کرنا، اِنسان کا طبعی و معنوی خاصّہ ہے۔ چنانچہ وہ یہاں سے ہجرت یا نقلِ مکانی کرکے ساحل کے مُتّصل خطّے میں جا بسے، اس کے لیے قُرآنِ حکیم نے صَلْصَالٍ کَالْفَخَّارِ کی تعبیر اِختیار کی ہے؛ اس کے معنٰی ہیں: مُتعفّن کیچڑ ایسی مٹّی۔ اللہ جانے کتنی مُدّتوں کے بعد اِنسان نے یہاں سے نقلِ مکانی کی اور ساحل پر اُترا؛ پہلے وہ طِینِ لازب میں، پھر طین اور آخر میں تُراب میں جا بسا۔ یہاں آکر اس نے دو قدموں پر چلنا شروع کیا اور راست قامت بن گیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی رُوح میں سے پُھونکا تو اس میں حِسّی۔ قلبی نظام فعّال ہوگیا (مفصّل بحث کے لیے دیکھیے ڈاکٹر نصیر احمد ناصر: سرگزشتِ فلسفہ، حِصّہ اوّل، ص ۳۹۸ - ۴۳۹)۔

سائنس نے بھی قُرآنِ مجید کے اِس اِنکشاف کی تصدیق کر دی ہے، اِنسان کا بچّہ ایک نُطفے سے اِسی طرح چھے اِرتقائی مرحلوں میں پیدا ہوتا ہے (حوالۂ مذکورہ)۔

Marfat.com

جب معاملہ اسے رب کریم کی رُوحانی ایجاد سے تعبیر کرکے تب جسم سے متعلق اس نے انسان کو کم علم دیا ہے۔ (الاسراء ۱۷: ۸۵) ارشاد ہوا:

★ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَآ أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ۝ (الاسراء ۱۷: ۸۵)

(اے پیغمبر!) لوگ آپ سے "رُوح" کی ماہیت و حقیقت کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ ان کو بتا دیجئے کہ رُوح میرے پروردگار کی رُوحانی ایجاد ہے۔ اور تمہیں بہت کم اس کی حقیقت و ماہیت کا علم دیا گیا ہے۔

دُوسرے مقام پر قرآنِ حکیم نے اپنے حُسنِ معمول کے مطابق، اس کے متعلق ایک اہم راز کی نشاندہی کر دی ہے۔ ملاحظہ ہو:

★ تَنَزَّلُ الْمَلَٰٓئِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ۝ (القدر ۹۷: ۴):

اس میں فرشتے اور رُوح (جو) اپنے پروردگار و آقا کی رُوحانی ایجاد ہیں، اس کے حکم سے نزول کرتے ہیں۔

ملائکہ کے مقابل رُوح کو لا کر اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیقی۔ تزویجی سُنّت کی نشاندہی کر دی ہے کہ یہ یعنی فرشتے اور رُوح زوجین ہیں؛ اور دونوں اپنے پروردگار کی رُوحانی ایجاد ہیں۔

Marfat.com

خلیفۃُ الارض

اس کا مطلب ہے : زمین یا دُنیا میں اللہ کے قوانین کو نافذ اور اُن کے مطابق حکومت کرنے والا۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

★ وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ

(البقرۃ ۲ : ۳۰) :

جب تیرے ربّ نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین یعنی دُنیا میں (اِنسان کو) خلیفہ یا حُکمران مُقرّر کرنے والا ہوں۔

اور

★ یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ (صٓ ۳۸ : ۲۶) :

اے داؤدؑ! ہم نے تجھے مُلک میں خلیفہ یعنی حُکمران مُقرّر کیا ہے، اس لیے تجھ پر لازم ہے کہ تُو لوگوں کے درمیان حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے۔

اصل یہ ہے خلیفہ یا حکمران کا وظیفہ (Function) صرف احکامِ اِلٰہیہ کے مطابق حکومت کرنا ہے، جو حُکمران ایسا نہیں کرتا وُہ

Marfat.com

تلمیحِ قُرآنی میں فرعون ہے، اُس کے وزراء اور درباری ہامان ہیں اور عُلماءِ سُوء جو اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں آزر ہوتے ہیں۔

قُرآنِ حکیم کی رُو سے خلافت کا حقدار وہ شخص ہوتا ہے جو علم، صحّت اور دماغی صلاحیتوں کے اِعتبار سے دُوسروں پر فوقیّت رکھتا ہو (البقرۃ ۲ : ۲۴۷)۔

★

Marfat.com

خنّاس

اس کے معنی ہیں : چُھپکے سے غلط خیالات پھیلا کر یا وسوسے ڈال کر پیچھے ہٹ جانے یا پوشیدہ ہو جانے والا۔

خنّاس کی دو قسمیں ہیں :

ایک اِبلیس کی ذُرّیّت سے ہے جسے عموماً شیطان کہتے ہیں۔ نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اِرشاد ہے کہ اِبلیسی شیطان اِنسان کے خُون میں گردش کرتا رہتا ہے (حدیثِ نبویؐ در المشکوٰۃ) ۔ دُوسری قسم ذُرّیّتِ آدم سے ہے جسے عام طور سے "شریر" کہتے ہیں (النّاس ۱۱۴ : ۴) ۔

دُوسری قسم کے شیطانوں کا کام لوگوں کے دِلوں میں وسوسے پیدا کرنا ہے۔ وسوسہ اندازی کے معنی ہیں : اللّٰہ تعالیٰ کے قُرآن اور احکام و تعلیمات کے بارے میں اِنسان میں بدگُمانی پیدا کرنا یعنی اِنسان کو اس کے اِلٰہ و ربّ، قُرآنِ حکیم، حقّ و صداقت، عدل و اِحسان، حسنہ و خیر (صِراطِ مُستقیم) سے دُور کرنے یا رکھنے کی خاطر ورغلانا، اُسے شِرک و کُفر، ظُلم و جُرم اور عُدوان و حُدود شکنی پر اُکسانا، فواحش و مُنکر اور بُخل و جمعِ مال کی ترغیب دینا اور زکوٰۃ و اَلْعَفْوَ

Marfat.com

دینے سے باز رکھنے کی کوشش کرنا۔

اِسلامی مُعاشرے میں عائلی زندگی کو غیر معمولی اہمیّت حاصل ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عائلی زندگی سے خاندان بنتا ہے اور خاندانوں سے قوم یا اُمّت تشکیل پاتی ہے۔ اِس اِعتبار سے خاندان قوم کی اساس ہُوا جس کے اِنتِصال کے لیے شیطان (اِبلیسی ہو یا اِنسانی) میاں بیوی میں بدگمانی پیدا کرنے میں کوشاں رہتا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ شیطان قُرآنِ حکیم کا دُشمن ہے اور مُسلمانوں کو اس سے دُور و مہجور رکھنے کی کوشش کرتا رہتا ہے؛ اس لیے ربّ رحمٰن نے ہمیں قُرآنِ حکیم کی تِلاوت کرنے سے پہلے تعوّذ پڑھنے، یعنی شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی تاکید کی ہے (النّحل ۱۶ : ۹۸)۔

اس بحث سے اِس امر کی بھی توجیہ ہو جاتی ہے کہ کیوں قُرآنِ حکیم نے ہمیں شیطان یا خنّاس کی وسوسہ اندازی سے ربِّ رحمٰن کی پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔

چُنانچہ اِرشاد ہوتا ہے :

★ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ
مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ
صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

(النّاس ۱۱۴ : ۱ تا ۶) :

Marfat.com

کہو! میں بنی نوعِ اِنسان کے پروردگار و آقا، اِنسانوں کے بادشاہ، اِنسانوں کے معبود و محبوب، مطلوب و مقصود اور حاکم و مُطاع کی پناہ مانگتا ہوں، یعنی پناہ میں آنے کی اِستدعا کرتا ہوں، اُس وسوسے ڈالنے والے کے شرّ سے جو بار بار پلٹ کر آتا ہے، جو لوگوں کے قُلوب میں (جو سینوں میں ہیں) وسوسے ڈالتا ہے، جِنّوں میں سے ہو یا اِنسانوں میں سے۔

★

Marfat.com

خوف وحُزن

الخوف کے معنی ہیں : قرائن و شواہد سے کسی آنے والے خطرے کا اندیشہ کرنا۔ خوف کی ضِدّ امن ہے اور یہ اُمورِ دُنیوی و اُخروی دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے (بنی اسرائیل ۱۷ : ۵۷)۔

اَلْحُزْنُ وَالْحَزَنُ کے لُغوی معنی زمین کی سختی کے ہیں، نیز غم کی وجہ سے جو اِضطراب و بے قراری طبیعت کے اندر پیدا ہوتی ہے اسے بھی حَزَن یا حُزْن کہا جاتا ہے (التّوبۃ ۹ : ۴۰)۔

خوف مُستقبل کے اندیشوں پر بولا جاتا ہے، جبکہ حُزن ماضی کے مصائب و نُقصانات اور حادثات سے پیدا ہونے والے اِضطراب و بیقراری کی آگ کے کرب و غم کے لیے اِستعمال ہوتا ہے۔ خوف و حُزن سے قلب میں آگ لگ جاتی ہے۔ اس بناء پر "عذابُ النّار" کی اِصطلاحِ قرآنی آتشِ خوف و حُزن اور آتشِ جہنّم دونوں پر حاوی ہے (البقرۃ ۲ : ۲۰۱)۔

خوف و حُزن عبارت ہے نفسیاتی امراض سے، جن میں سے چند ایک یہ ہیں : اِحساسِ تنہائی، پریشانی، اعصابی دباؤ، کھنچاؤ، اِنتشارِ ذہنی، فِشارِ دم یا بلڈ پریشر، اِحساسِ محرومی،

Marfat.com

خوفِ مرگ و زیاں، کرب خطر، بے خوابی وغیرہ وغیرہ۔

یہ اِس یقینِ محکم یا ایمان کے فقدان کے سبب لاحق ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا ربّ ہے، جو رحمان و رحیم، مولیٰ و نصیر، مستجیب الدّعوات اور غفّار و توّاب ہے، نیز اُس کے سوا کوئی ہستی بھی کسی کو نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

★ اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَ لَا تَحۡزَنُوۡا وَ اَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ○ (حٰمٓ السّجدۃ ۴۱ : ۳۰)

جن لوگوں نے کہا: اللہ ہمارا ربّ (پروردگار) ہے اور پھر اپنے اِس قول و قرار پر ثابت قدم رہے، ان پر یقیناً فرشتے نازل ہوتے ہیں اور اُن سے کہتے ہیں: "ہرگز خوف نہ کھاؤ اور نہ غم ہی کرو، بلکہ خوش ہو جاؤ، جنّت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے"۔

محوّلۂ بالا آیتِ قرآنی میں غور و فکر کریں تو اس نتیجے پر پہنچنا ایک فطری امر ہے کہ خوف و حُزن علامت ہے انسان کے ناکام و نامراد اور دوزخی ہونے کی، جبکہ مُوحِّد اور اہلِ آرزو و خشیّت خوف و حُزن کے کرب سے محفوظ و مطمئن رہتے ہیں۔

Marfat.com

دھْر

اللہ تعالیٰ زمان و مکان (Time & Space) کا خالق ہے۔ اس لیے اِن سے ماوراء ہے۔ لیکن وہ جس عالَم میں رہتا تھا اور رہتا ہے، ظاہر ہے وہ کوئی اور ہی عالَم ہوگا، اس لیے وہ عالَمِ زمان و مکان نہیں ہوسکتا، لہٰذا اُسے لاَ زمان و لاَ مکان کہتے ہیں۔ لیکن قُرآنِ حکیم نے اس کے لیے "دَھْر" کی تعبیر اِختیار کی ہے۔ دَھْر ایک حالِ مُدام و سرمدی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ، جو قدیم و زندہ اور فعّال و قیّوم ہے ہر آن اپنے جلال و جمال کی شانِ نَو بنَو (یا ہر لحظہ نئی جمالیاتی۔ تخلیقی فِعلیّت) میں جلوہ افروز رہتا ہے (الرّحمٰن ۵۵ : ۲۹)۔

اِنسان کا جہان عالَمِ زمان و مکان ہے اور اللہ تعالیٰ کا جہان دَھْر ہے۔ دَھْر کی اِبتداء و اِنتہا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے سِوا کوئی نہیں جانتا۔ لیکن زمانے کا ظہور اُس وقت ہُوا، جب آسمانوں اور زمین کی تخلیق ہُوئی۔ سلسلۂ زمان کی کڑیوں کو آن (لمحہ یا لحظہ)، روز و شب، ماہ و سال، قرن اور عصر کے ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اِس اِعتبار سے زمان کو

Marfat.com

دَھر ہی کے غیر مرئی سلسلے کی ایک کڑی کہہ سکتے ہیں۔

اِرشاد ہوتا ہے :

★ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ○ (الدّھر ۷۶ : ۱) :

بے شک دَھر میں اِنسان (Mankind) پر ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے کہ وہ کوئی قابلِ ذکر شے نہ تھا۔

★

Marfat.com

دِین

دِین کا اِطلاق اپنے وسیع تر مفہوم میں عملی و نظری "طریقِ زندگی" پر ہوتا ہے۔ اس اِصطلاحِ قُرآن کا بنیادی مفہوم ہے: اِنسان کی اِنفرادی و اجتماعی، مادّی و معنوی اور دُنیوی و اُخروی زندگی کا نظام۔

اِرشاد ہوتا ہے:

★ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ۔

(النّسآء ۴ : ۱۲۵):

اور اس شخص سے احسن و اکمل اور کس کا دِین، یا کُل حیاتِ اِنسانی کا نظام ہو سکتا ہے، جس نے اللہ کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا ہو اور وہ اِحسان کرنے والا بھی ہو۔

★ اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِىْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝

(الماعون ۱۰۷ : ۱ تا ۳):

کیا تُم نے اس شخص کے احوال و ظُروف میں غور کیا ہے جو دِین (اِسلام کے نظامِ زندگی) کو جُھٹلاتا ہے، وہ جو یتیم کو دھتکارتا ہے اور (مُعاشرے اور حکومت کو) ترغیب

Marfat.com

نہیں دیتا کہ اہلِ اِحتیاج کو اس کے مُقرّر کردہ حِصّے کا رزق
(= حقِّ معلوم) اُسے فراہم کرے۔

★ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (آلِ عمران ۳ : ۱۹):
دِین (عملی و نظری طریقِ زندگی) تو اللہ کے نزدیک صرف
اِسلام ہے۔

"دِین" کی اِصطلاح کو قُرآنِ حکیم نے بدلہ و مُکافات کے معنی میں بھی اِستعمال کیا ہے:

★ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ (الفاتحہ ۱ : ۴) :
جزا و مُکافات کے دن کا (تنہا اور بلا شرکتِ غیرے) مالک۔

اور آئین کے معانی میں بھی :

★ مَا كَانَ لِیَاْخُذَ اَخَاهُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِكِ (یُوسف ۱۲ : ۷۶):
(یُوسفؑ کا شِعار نہ تھا) کہ وہ اپنے بھائی کو بادشاہِ
(مِصر) کے شاہی قانون کے مطابق پکڑتا۔

اکثر لوگ "مذہب" کو دِین کے مُترادف کے طور پر اِستعمال کر لیتے ہیں جو سراسر غلط ہے، کیونکہ مذہب کا معنیٰ مکتبِ فِکر (School of Thought) ہے۔

★

Marfat.com

ذِکر

"ذِکر" ایک وسیع المعانی اِصطلاحِ قرآنی ہے، جسے قرآنِ حکیم نے ان معانی میں اِستعمال کیا ہے: قرآنِ مجید، نصیحت، صلوٰۃ، تفکّر بالحق، یاد کرنا، شرف و عظمت، اسماءِ حُسنیٰ کا ورد کرنا وغیرہ وغیرہ۔

قرآنِ مجید کے معنی میں:

★ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ (الحجر ۱۵ : ۹):
بے شک یہ ذِکر (قرآن) ہمیں نے (بذریعۂ وحی) نازل کیا ہے اور ہمیں اس کے مُحافظ ہیں، یعنی اس کو لفظی و موضوعی تحریفات سے تحفّظ فراہم کرنے والے ہیں۔

نصیحت:

★ فَذَكِّرْ ۘ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ (الجاثیۃ ۸۸ : ۲۱):
(اے پیغمبرؐ!) آپ پند و نصیحت کرتے رہیں، یقیناً آپ پند و نصیحت کرنے والے ہیں۔

Marfat.com

صلوٰۃ:

★ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ؕ (الجمعۃ ۶۲ : ۹) :
اے لوگو! جو اِیمان لائے ہو، جب جُمعہ کے وقتِ قیام صلوٰۃ کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذِکر یعنی قیامِ صلوٰۃ کے لیے جلد (مسجد) جاؤ اور خرید و فروخت ترک کر دو۔

مُشاہدہ و تفکّر:

★ وَمَا ذَرَاَ لَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّذَّکَّرُوْنَ ○ (النّحل ۱۶ : ۱۳) :
اور "اُس" نے زمین میں جو مُختلف رنگوں کی چیزیں پیدا کیں، اس میں راہنما نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے مُشاہدہ اور غور و فِکر کرنا جن کا معمول ہے۔

یاد یا تذکرہ

★ فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ (البقرۃ ۲ : ۱۵۲) :
سو تُم مجھے یاد کرو (یعنی میری صِفات اور قوانین و احکام کا تذکرہ یا اِظہار و اِبلاغ کرو) میں تمھیں یاد کروں گا (یعنی

Marfat.com

تُمھارا ذِکر بُلند کروں گا)۔

شرف وعظمت :

★ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ (الزّخرف ۴۳ : ۴۴) :
دیکھیے : آپ کی اور آپ کی قوم کی عظمت ورِفعت کا راز اس میں مُضمَر ہے۔

اسماءِ حُسنٰی کا وِرد :

★ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ○ (الدّھر ۷۶ : ۲۵) :
اور صُبح وشام اپنے ربّ کے اسماءِ (حُسنٰی) کا ورد کرتے رہو۔

★

Marfat.com

رَان (زنگ آلودگی)

قلبِ اِنسانی کی مِثال ایک صاف وشفّاف اور لطیف و حسّاس آلے (Instrument) جیسی ہے؛ یہ اگر شِرک وجُرم اور تکذیب وتکبُّر ایسے گُناہ کے سبب اپنے فِطری وظائف ادا کرنے کے قابل نہ رہے تو اُسے زنگ لگ جاتا ہے۔ یہ ایک قلبی۔نفسیاتی بیماری ہے جسے قُرآنِ حکیم نے "زنگ آلودگیِ قلب" سے تعبیر کیا ہے۔

اِرشاد ہوتا ہے:

★ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ (المطفّفین ۸۳: ۱۴): بلکہ ان کی سیاہ کاریوں کے سبب ان کے قُلوب کو زنگ لگ چُکا ہے۔

اِنسان جب روزِ حساب وجزا اور جہنّم کے عذاب کی تکذیب، حُدود اللہ سے تجاوز وسرکشی، آیاتِ اِلٰہیہ کی تکفیر و تکذیب کرتا ہے تو اس کے قلب کو زنگ لگ جاتا ہے (المطفّفین ۸۳: ۱۰ تا ۱۷)۔

قلب کو زنگ لگنے کا مطلب یہ ہے کہ اس بیماری کے سبب اس پر حُسن وحق کی باتوں کا اثر نہیں ہوتا۔ بالفاظِ دیگر، اس میں اثر پذیری کی اِستعداد مسلُوب ہو جاتی ہے (نیز دیکھیے عُنوان "امراضِ قلب")۔

Marfat.com

ربّ

امام راغب اِصفہانی رح لکھتے ہیں : الرّبّ کے معنی کسی چیز کو درجہ بدرجہ نشوونُما دے کر حدِّ کمال تک پُہنچانا (المفردات) یعنی اپنی تخلیقات کی اس محبّت وشفقت کے ساتھ پرورش و نگہداشت کرنا جس محبّت وشفقت سے ماں اپنی اولاد کی پرورش ونگہداشت کرتی ہے ؛ نیز اس کی اِستعدادوں (Potentialities) کو اس طرح قُوّت سے فِعل میں لانا کہ وہ اپنے کمال کو پہنچ جائے۔

قرآنِ مجید کی اِصطلاح میں ربّ کے معانی کا خُلاصہ یہ ہے :

اللّٰہ وحدہٗ لاشریک جو اپنی جُملہ مخلوقات ، خصوصاً بنی نوعِ اِنسان کو درجہ بدرجہ ترقّی دے کر حدِّ کمال تک پہنچاتا ہے ؛ اور ان کا مالک و آقا اور ہادی و مُنعِم ہے ؛ نیز اُن کا رازق و پروردگار ، حاجت روا و مددگار ، مولیٰ و کارساز ، مُشکل کُشا و دستگیر ہے اور دعائیں سُننے اور قبول کرنے والا ہے ؛ اس لحاظ سے وہ بنی نوعِ اِنسان کے لیے کافی ہے۔ لِہٰذا اِنسانوں کو "اُس" کے سِوا اوروں کو ارباب (ربّ کی جمع) بنانے کی حاجت نہیں۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو شرک کرتا ہے ، جو ناقابلِ معافی گُناہِ کبیرہ اور ظُلمِ عظیم

Marfat.com

ہے (لُقمٰن ۳۱ : ۱۳)۔

اِرشاد ہوتا ہے :

★ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ (حٰمٓ السّجدۃ ۴۱ : ۳۰) :

جن لوگوں نے اِقرار کیا کہ ہمارا پروردگار فقط اللہ ہے اور وہ (اس قول و قرار پر) قائم رہے ، ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں (جو اُن سے کہتے ہیں کہ) خوف کھائیں نہ غم ہی کریں بلکہ خُوش ہو جائیں اُس جنّت میں جانے کے لیے جس کا تُم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

اِسلام توحیدِ اُلُوہیّت و ربوبیّت کا علمبردار ہے۔ اس کا مطلب ہے تنہا اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک ماننا اور اپنا ربّ سمجھنا اور عملاً دیگر ارباب و الٰہۃ کی نفی کرنا (الفُرقان ۲۵ : ۱-۳ ؛ التّوبۃ ۹ : ۳۱ ؛ حٰمٓ السّجدۃ ۴۱ : ۳۰)۔

★

Marfat.com

رجیم

رجم کے معنی ہیں کسی پر پتھر پھینکنا، سنگسار کرنا (یٰسٓ ۳۶ : ۱۸)؛ قرآنِ مجید کی رُو سے رجم کے معنی لعن بھی ہیں اور لعن کے معنی ہیں : ناراضگی کی بناء پر کسی کو اپنے سے دُور کر دینا (المفردات، بذیل مادّہ رجم)۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت کا مطلب اِنسان یا جنّ کا قُدرت کے قانونِ مُکافاتِ عمل کی رُو سے اپنے اِلٰہ و ربّ کی رحمت و مغفرت اور قُرب و رِضوان، نیز دُنیوی و اُخروی حسنہ اور حیاتِ طیّبہ سے دُور ہو جانا ہے۔ ایسے ہی شخص کے لیے قرآنِ مجید نے رَجِیم یا ملعون کی تعبیر اِختیار کی ہے (الاحزاب ۳۳ : ۶۱)۔ اِرشاد ہوتا ہے :

★ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝ وَّ اِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ (الحجر ۱۵ : ۳۴-۳۵) :

اللہ تعالیٰ نے حُکم دیا (اے شیطان!) تُو یہاں سے نکل جا، کیونکہ تُو ملعون ہے اور یقیناً یومِ حساب و جزا تک تم پر لعنت ہے، یعنی تو میری رحمت و مغفرت، قُرب و رِضوان اور دُنیوی و اُخروی حسنہ سے محروم و دُور رہے گا۔

Marfat.com

الرّحمٰن

یہ ایک ازبس اہمّ قُرآنی اِصطلاح ہے، جو فقط اللہ تعالیٰ کی ذات سے خاص ہے۔ قُرآنِ حکیم نے اسے اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کی دو بُنیادی صِفات (ربّ اور اِلٰہ) کے مُترادف کے طور پر اِستعمال کیا ہے۔

اِرشاد ہوتا ہے :

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ (الاسراء ۱۷ : ۱۱۰) :

کہہ دیجیے! اللہ کہہ کر پُکارو یا رحمٰن کہہ کر پُکارو (ایک ہی بات ہے)۔

★ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ

(الرّعد ۱۳ : ۳۰) :

اور یہ رحمٰن کا انکار کرتے ہیں۔ کہہ دیجیے : وُہی تو میرا ربّ ہے، جس کے سِوا کوئی اِلٰہ یعنی معبود و محبوب اور حاکم و مُطاع نہیں۔

اِس سے مُستنبط ہُوا کہ "رحمانیّت" اللہ تعالیٰ کی صِفتِ عینِ ذات ہے۔ جب احسنُ الخالقین نے جمالیاتی۔ تخلیقی فِعلیّت کا آغاز کیا تو سب سے پہلے اسی صِفت کا ظہور ہُوا (طٰہٰ ۲۰ : ۱ تا ۸)۔

Marfat.com

یہی وجہ ہے کہ جب قُرآنِ حکیم کا نزول شروع ہُوا تو اللہ تعالیٰ نے الرّحمٰن کو الرّحیم سے پہلے رکھّا۔ رحمٰن کے معانی ہیں: رحمٰن بالذّات، ازل سے اپنی مخلوقات، خصوصًا بنی نوعِ اِنسان سے شدید ترین محبّت و شفقت کرنے اور ان کو دُنیوی و اُخروی حسنہ عطا کرنے والا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ان کو قُرآنِ مجید سکھاتا رہا ہے اور ابدُالآباد تک سِکھاتا رہے گا (الرّحمٰن ۵۵ : ۱-۲)۔

★

Marfat.com

رحمت

یہ قرآنِ مجید کی کثیر المعانی اِصطلاح ہے جو رحمانیّت و رحیمیّت، دُنیوی و اُخروی حسنہ، اِحسان و خیر، شفقت و محبّت، ہمدردی و غم گُساری، عفو و درگُزر، فیّاضی و کریمی، لُطف و کرم اور اِیثار و قُربانی کے مفاہیم پر حاوی ہے۔ ربِّ رحمٰن نے جذبۂ رحمت کو اِنسان میں ودیعت کیا ہُوا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ کہا ہے:

★ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ (الانبیآء ۲۱: ۱۰۷):

اور (اے ہمارے پیغمبرؐ!) ہم نے آپ کو تمام اقوامِ عالم اور دیگر مخلوقات کے لیے رحمتِ محض بنا کر بھیجا ہے۔

اس کا مطلب ہے کہ آپؐ کی سیرتِ طیّبہ اور سُنّتِ حسنہ کے فیضان سے ہر زمان و مکان کی مخلوقات بہرہ مند ہوتی رہیں گی۔

نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْنَ کا بیمثال لقب خُود ربِّ رحمٰن نے عطا کیا تھا اور اِسے آپؐ کا طُغرائے اِمتیاز کہیں تو

Marfat.com

بے بہا ہوگا۔ اس کے ساتھ آپ کو اس عمل عظیم سے آگاہ فرمایا کہ آپ خلقِ عظیم کے افضل و اعلیٰ مقام پر متمکن ہیں۔ اس سے یہ استنباط کر سکتے ہیں کہ رحمۃ للعالمین اور خُلقِ عظیم لازم ملزوم ہیں۔

قرآن مجید کی تشریحات و تصریحات کی رُو سے رحمت کے معنی ہیں: "دُنیوی و اُخروی حسنہ"۔ دُنیوی حسنہ سے مُراد ہر وہ شے ہے جو آدمی کے لیے باعثِ مسرت و طمانیت ہو، مثلاً کامیابی، خوشحالی، ترقی، مال و دولت، صحت، آل اولاد وغیرہ وغیرہ، اور خوف و حُزن کے کرب سے نجات دلانے والی ہو۔ اُخروی حسنہ سے مُراد مغفرت و بخشش، جنتِ قُرّۃُ العین اور اس کی بے قیاس نعمتیں ہیں (دیکھیے آلِ عمران ۳: ۱۰۶، ۱۰۷؛ الاعراف ۷: ۱۴۹، ۱۵۱؛ النور ۲۴: ۱۴، ۲۱؛ القصص ۲۸: ۷۳؛ المؤمن ۴۰: ۹ و بمواضعِ کثیرہ)۔

ارشاد ہوتا ہے:

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ (الاعراف ۷: ۱۵۶):

اور میری رحمت تمام اشیاء کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

اللہ سُبحانہٗ و تعالیٰ کی رحمت میں آنے کا مطلب، اللہ کی پناہ اور نظرِ کرم میں آنا ہے (الاعراف ۷: ۱۵۱)۔

Marfat.com

اَلرَّحِیْم

رحمٰن اور رحیم میں رحمت کے تمام معانی اور ترحّم کی جُملہ کیفیّات کا اِجتماع ہے۔ یہ اِسلام کا ایسا بُنیادی کُلّیہ ہے جس سے اللہ اور بندے کے درمیان تعلّق کا تعیّن ہو جاتا ہے کہ اللہ ہر حال میں رحم کرنے والا یعنی بے اِنتہا ترس کھانے، درگُزر اور دلِدّر دُور کرنے والا اور رحمت سے نوازنے والا ہے۔ اور بندہ ہر صُورت میں اُس کی رحمتوں کا مُحتاج ہے۔

احسنُ الخالقین نے اِنسان کو پیدا کیا اور اسے فِکر و عمل اور اِرادہ و اِختیار کی آزادی ودیعت کر کے زمین میں خلیفہ مُقرّر کر دیا۔ افرادِ نسلِ اِنسانی سے اِرادی یا غیر اِرادی طور پر جُرم و گُناہ سرزد ہوئے تو وہ اُن کے اثرات سے خوف و حُزن کی آگ کے عذاب میں مُبتلا ہو گئے، اور ان کے دل میں حسرت و ندامت کے جذبات اُمنڈ پڑے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کے سرچشمۂ رحمانیّت سے رحیمیّت کا چشمہ پھُوٹا جو گلشنِ حیات کے گوشے گوشے کو سیراب کرنے لگا، اور اُس نے توبہ و اِستغفار کرنے والوں کی آتشِ قلب کو ٹھنڈا کر دیا۔ اصل یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ

Marfat.com

اِن صِفاتِ رحیمیّت کا مالک نہ ہوتا اور اِنسان کو بخشش و مُعافی کی اُمید نہ ہوتی تو ہمارے لیے یہ دُنیا حسین ہوتی نہ زندگی۔

ربِّ رحیم کی رحمت سب مخلوقات کے لیے ہے، لیکن خاص طور پر ان پر ارزانی ہوتی ہے جو اُس کی آرزو کرتے ہیں۔ اپنے اِس قانونِ اِحترامِ آرزو کی بناء پر، جسے سُنّتِ اِلٰہی سے تعبیر کر سکتے ہیں، ربِّ رحمٰن نے نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پردے میں ہر اِنسان کو یہ دُعا مانگنے کا اِرشاد فرمایا ہے:

★ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ○

(المؤمنون ۲۳ : ۱۱۸) :

اور دُعا مانگو: میرے ربّ! میری سیّآت کو محو کر دے اور ان سے میری حفاظت فرما اور مجھے اپنی رحمت سے نواز۔ بیشک تو کُل رحم کرنے والوں سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

★ اَنْتَ وَلِیُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الْغٰفِرِیْنَ ○

(الاعراف ۷ : ۱۵۵) :

(اے ربّ!) تو ہی ہمارا ولی یا دوست و کارساز ہے۔ لِہٰذا سیّآت یا گُناہوں سے ہماری حفاظت فرما، ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما، تو سب سے بڑھ کر بخشنے اور سیّآت محو کرنے والا اور ان سے حفاظت کرنے والا ہے۔

Marfat.com

رِضْوان

اس کا مطلب ہے : اللہ تعالیٰ کی رضا اور خُوشنودی جو اُس کے بندوں کے لیے عظیم ترین نِعمت ہے۔

اِرشاد ہوتا ہے :

★ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ (التّوبۃ ۹ : ۷۲) : اور اللہ تعالیٰ کی رضا تو سب سے بڑی نِعمت ہے، یہ اِنسان کی عظیم کامیابی ہے۔

ہر عبادت کا، اِنفرادی ہو یا اِجتماعی، ایک بڑا مقصد رِضوانِ اِلٰہی کا حصول ہے۔ یہ اصلِ عظیم یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کی رضا انہیں حاصل ہوتی ہے، جو اُس کے اہلِ تسلیم و رضا بندے ہیں اور سب سے زیادہ محبّت اُس سے کرتے ہیں؛ اُس کی نِعمتوں پر خُوش ہونا اور اُس کا شُکر بجا لانا، جن کا شِعار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں، وہ ہر مسئلے اور ہر معاملہ میں صرف "اُس" کی طرف (یعنی قُرآن کی طرف) رُجوع کرتے ہیں۔ ایسے ہی اہلِ آرزو و خَشْیَت (= مُتّقی) اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہیں اور جنّت میں جاتے ہیں (الفجر ۸۹ : ۲۸ تا ۳۰)۔

Marfat.com

زکوٰۃ

اس ازبس اہمّ اِصطلاحِ قُرآنی کا مفہوم یہ ہے : ہر صاحبِ نصاب مُسلمان پر قُرآن و سُنّہ کے مطابق اپنے کُل مال و منال، قیمتی اثاثوں، منقولہ و غیر منقولہ جائداد، تجارتی اشیاء، صنعتی پیداوار یا مصنوعات، مشینری اور آلات وغیرہ وغیرہ کی مالیّت پر ڈھائی فی صد سالانہ کے حساب سے اِسلامی / مُسلم حکومت کو رقم دینا فرض ہے ؛ اور حکومت کا، اپنے اہلکاروں کے ذریعے، یہ رقم یا زکوٰۃ وصول کرنا اور سرکاری خزانے یا بیت المال میں جمع کرنا، پھر اس سرمائے سے اہلِ اِحتیاج کی کفالت کا نظام قائم کرنا، بُنیادی فریضہ ہے۔ کفالت کا مطلب ہے : بے کار و ضرورت مند لوگوں کے لیے روزگار کا بندوبست کرنا، نیز اُن کے لیے رِزق، کپڑے، مکان، تعلیم و تربیّت اور مُفت علاج مُعالجے کا اِنتظام کرنا۔ علاوہ ازیں اُن کی اِحتیاجات کو پُورا کرنے کے لیے اِحسان کاری (یعنی قرضِ حسنہ اور مالی امداد دینے) کا احسن و پائدار نظام قائم کرنا، اِیتائے زکوٰۃ کا بُنیادی معنی اور مقصد ہے۔

Marfat.com

اِرشاد ہوتا ہے :

★ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ ؕ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ ○ (الحجّ ۲۲ : ۴۱) :

(سچّے مُسلمانوں کا شیوہ یہ ہوتا ہے کہ) جُونہی ہم اُن کو زمین میں اِقتدار و حکومت دیتے ہیں تو وہ (رسُولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور ان کے صحابۂ کرامؓ کی طرح بِلا تأخیر) صلوٰۃ، زکوٰۃ، امر بالمعروف اور نہی عن المُنکَر کے نِظام قائم کرتے ہیں، اور کُل اُمور کے فیصلہ کرنے کا اِختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔

زکوٰۃ کے لُغوی معنٰی ہیں : تطہیر کرنا، پاک و صاف کرنا، نشوونما پانا۔ اِن معنی کے لحاظ سے حدیث میں آیا ہے کہ زکوٰۃ دینے سے باقی مال پاک ہو جاتا ہے (بُخاری)۔

★

Marfat.com

زیغِ قلب

اس کا مطلب ہے کہ کسی نفسیاتی بیماری کی وجہ سے اِنسان کا کج اندیش اور کج رو ہو جانا، جس کے نتیجے میں اُس کے فِکر و عمل کی راہ و جِہت ٹیڑھی ہو جاتی ہے، اور وہ راہِ راست سے بھٹک کر دوزخ کی ٹیڑھی ترچھی راہوں پر سفرِ زندگی کرنے لگتا ہے۔ اصل میں یہ ایک قلبی بیماری ہے، جِسے قُرآنِ حکیم کی اِصطلاح میں زیغِ قلب سے تعبیر کیا گیا ہے؛ بالفاظِ دیگر، جو شخص صِراطِ مُستقیم سے بھٹک کر ٹیڑھی و ترچھی راہوں پر ہو لیتا ہے تو اُس کی کج روی سے اس کا نفسیاتی توازن بگڑ جاتا ہے، جسے قُرآنِ حکیم نے زیغِ قلب کہا ہے۔

اِرشاد ہوتا ہے:

★ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِیْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ ؕ فَلَمَّا زَاغُوْۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ○ (الصّف ۶۱ : ۵):

اور جب مُوسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا: "اے میرے برادرانِ قوم! تم مجھے کیوں اِیذا دیتے ہو، حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں

Marfat.com

تُمہاری طرف اللہ کا رُسول بن کر آیا ہوں۔ چُنانچہ جب وہ ٹیڑھے چلے تو اللہ نے (اپنے قوانینِ مُجازات و اِحترامِ آرزو کے مطابق) ان کے دِل ٹیڑھے کر دیے اور اللہ (اپنے قانونِ مُکافاتِ عمل کی وجہ سے) حدِّ اعتدال سے تجاوز کرنے والوں کو منزلِ مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

عقلِ سلیم کا خاصّہ ہے کہ اُسے ہمیشہ حقّ و صداقت کی آرزو اور تلاش رہتی ہے، لیکن جب وہ بعض عوامل کی وجہ سے بگڑ جاتی ہے تو اس کی فکر کی جِہت ٹیڑھی ہو جاتی ہے، جسے قُرآنِ حکیم نے زیغِ قلب یا دل و دماغ کی کجی سے تعبیر کیا ہے (آلِ عمران ۳ : ۷)۔

Marfat.com

سادات و اکابر پرستی

یہ شرک ہے جو توحید کی ضِدّ اور ناقابلِ مُعافی ظُلم و گُناہِ عظیم ہے ؛ نیز اس سے اِنسان جنّت کو جانے والی راہِ راست سے بھٹک کر دوزخ کے راستوں پر سفرِ زندگی کرنے لگتا ہے۔ یہ اصلِ عظیم مُشرکوں پر روزِ قیامت آشکارا ہوگی اور وہ اس طرح اس کا اِعتراف کریں گے :

★ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ○

(الاحزاب ۳۳ : ۶۷) :

(مُشرک جب اُلٹے مُنہ جہنّم کو دھکیلے جائیں گے تو) وہ اس واقعیّت کا اقرار کریں گے کہ ہم اپنے سادات اور اکابر کا کہا مانا کرتے تھے، نتیجۃً، انہوں نے ہم پر صِراطِ مُستقیم یعنی جنّت کو جانے والی راہِ راست گُم کر دی (اور ہم جہنّم کے راستے پر چل پڑے)۔

اس واقعیّت کو قُرآنِ حکیم نے اس طرح بھی بیان کیا ہے :

★ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ

Marfat.com

اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ (التّوبۃ ۹ : ۳۱) :
انہوں (یعنی اہلِ کتاب) نے اپنے عُلماء اور راہبوں، (درویشوں اور مشائخ) کو اللہ کے سِوا اپنے ربّ، یعنی رازق، آن داتا اور کارساز بنا لیا ہے اور اسی طرح مسیحؑ ابن مریمؑ کو بھی، حالانکہ ان کو ایک اِلٰہ، یعنی معبود و محبوب، مطلوب و مقصود اور حاکم و مُطاع کے سِوا کسی اور کی طاعت اور فرمانبرداری کرنے کا حُکم نہیں دیا گیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ "اُس" کے سِوا کوئی اِلٰہ نہیں اور وہ مُنزّہ و پاک ہے اُن کے مُشرکانہ عقائد و رُسوم سے اور اُن سے جن کو وہ اللہ کا شریک ٹھیراتے ہیں۔

اپنے عُلماء و مشائخ، پیروں اور فقیروں کی باتوں اور احکام کو اس طرح قولاً اور فعلاً تسلیم کرنا، جس طرح اللہ تعالیٰ کی باتوں اور احکام کو تسلیم کرنا چاہیے، سادات و اکابر پرستی ہے۔

اس پر درجِ ذیل حدیثِ طیّبہ سے استشہاد کیا جاتا ہے :

حضرت عدی بن حاتمؓ جو پہلے عیسائی تھے، رسُولِ اکرم صلّی اللہُ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر حلقہ بگوشِ اِسلام ہوئے تو انہوں نے آپؐ سے عرض کیا : مذکورہ بالا آیت میں ہم پر اپنے عُلماء اور درویشوں کو اپنا ربّ بنا لینے کا

Marfat.com

جو الزام عائد کیا گیا ہے، اس کی حقیقت کیا ہے؟ ہم اُن کی عبادت تو نہیں کرتے۔ آپؐ نے فرمایا: "کیا ایسا نہیں ہے کہ جس بات کو وہ حرام ٹھیرا دیتے ہیں، تم حرام سمجھ لیتے ہو، جس بات کو حلال کر دیتے ہیں، حلال مان لیتے ہو؟" عرض کیا: ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: "یہی تو اُن کی عبادت کرنا ہے" (ترمذی۔ البیہقی، فی سُنَن)۔

★

Marfat.com

سُبْحَان

یہ لفظ اسمائے حُسنٰی سے ہے۔

سُبْحَان کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہونے کی وجہ سے قُرآنِ مجید کی اہمّ ترین اِصطلاحات میں سے ہے۔ اس کا مطلب دُہرا ہے : ایک یہ کہ وہ اپنی ذات میں بے نیاز و بے اِحتیاج ہے، دُوسرے وہ ہر قسم کے عیب نقص اور شراکت و مُعاونت سے نیز اِبنیّت، تثلیث، اوتاریّت ایسے تمام مُشرکانہ عقائد سے پاک و مُنزّہ ہے۔ اس آیۂ بصیرت افروز کا یہی مطلب ہے :

★ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ (الصّٰفّٰت ۳۷ : ۱۵۹) :
اللہ تعالیٰ ہر قسم کے باطل و مُشرکانہ عقائد سے جو اُس کی ذات و صِفات سے منسوب کیے جاتے ہیں، پاک و مُنزّہ ہے۔

★

Marfat.com

سجدۃ

یہ قرآنِ حکیم کی وسیع المعانی اِصطلاح ہے : مثال کے طور پر، سرِ تسلیم خم کرنا، سرنگوں ہو جانا، اللہ تعالیٰ کا مُطیع و فرمانبردار بن جانا، اپنی خواہشات و تمنّیات کو بُھلا کر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے (Surrender) کر دینا، نیز عبادت یا پرستش و بندگی کرنا۔ قرآنِ حکیم نے اس اِصطلاح کو موقع و محلّ کی مناسبت سے ان تمام معانی میں اِستعمال کیا ہے، جن کی علیٰحدہ علیٰحدہ صراحت کی جاتی ہے :

۱۔ تعظیم و فرمانبرداری کے معانی میں :

★ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ○ (الحجر ۱۵ : ۲۹) :
جب اُسے (یعنی بشر کو) راست قامت بنا دُوں اور اس میں اپنی رُوح میں سے پُھونک دُوں تو اس کے سامنے سرنگوں ہو جانا، یعنی اس کے مُطیع و فرمانبردار بن جانا۔

Marfat.com

اور

★ وَ اِذَا قُرِئَ عَلَیۡہِمُ الۡقُرۡاٰنُ لَا یَسۡجُدُوۡنَ ؕ۩ بَلِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا یُکَذِّبُوۡنَ ﴿الانشقاق ۸۴ : ۲۱-۲۲﴾ :

اور جب ان کو قرآن سنایا جاتا ہے تو مان کر سرِ تسلیم خم نہیں کرتے، بلکہ منکرانِ حق اُسے جھٹلاتے ہیں۔

نکتہ : یُکَذِّبُوۡنَ نے یسجدون کی تفسیر کر دی ہے۔ تکذیب کی ضدّ تصدیق ہے، اِس سے مُستنبط ہُوا کہ یسجدون کا مطلب تصدیق و تسلیم کرنا ہے۔

ب۔ صلوٰۃ میں سجدہ بھی قیام و رکوع کی طرح ایک اہم رُکن ہے :

★ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا ارۡکَعُوۡا وَ اسۡجُدُوۡا وَ اعۡبُدُوۡا رَبَّکُمۡ وَ افۡعَلُوا الۡخَیۡرَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۩ ﴿الحج ۲۲ : ۷۷﴾ :

اے لوگو جو ایمان لائے ہو ! رکوع و سجود کرتے اور اپنے ربّ کی اطاعت و بندگی کرتے رہو اور لوگوں کو دُنیوی و اُخروی حسنہ پہنچانے کے کام کرتے رہو تاکہ تم مادّی و معنوی نشوونُما اور کامیابی پاؤ۔

اور

★ وَ مِنَ الَّیۡلِ فَاسۡجُدۡ لَہٗ وَ سَبِّحۡہُ لَیۡلًا طَوِیۡلًا ﴿الدھر ۷۶ : ۲۶﴾ :

Marfat.com

اور رات کے ایک حصّے میں اُس (اللہ) کے حضور سر بسجُود ہو جایا
کرو اور گئی رات تک اس کی تقدیس و تنزیہ کرتے رہو۔

ج - اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دینے کے معانی میں :

★ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝ السجدۃ (العلق ۹۶ : ۱۹) :
اپنے ربّ کا بندۂ تسلیم و رضا بن کر اپنے آپ کو اُس کے
حوالے کر دو اور اس کا تقرّب حاصل کرو۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات
(علّامہ اقبالؒ)

★

Marfat.com

سِحْر

قُرآنِ حکیم نے سِحْر کو شُعبدہ گری یا شُعبدہ بازی، فریب اور نظر بندی وغیرہ وغیرہ کے معنوں میں اِستعمال کیا ہے۔ سِحْر چُونکہ ہر صُورت میں باطل ہے، اس لیے اسے باطل یا جھُوٹ کے معانی میں بھی اِستعمال کیا گیا ہے۔

اِرشادِ ربّانی ہے:

★ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ○ (طٰہٰ ۲۰ : ۶۶) :

(مُوسیٰؑ نے) کہا! بلکہ پہلے تُم (جو تُمہیں ڈالنا ہے) ڈالو، جب اُنہوں نے اپنی رسّیاں اور لاٹھیاں پھینکیں تو دفعتًا نظر بندی کی وجہ سے مُوسیٰؑ نے گُمان کیا جیسے وہ اِدھر اُدھر تیز تیز رینگ رہی ہوں (اس کا مطلب ہے کہ رسّیوں اور لاٹھیوں نے تیز تیز رینگنا شروع نہیں کر دیا تھا، بلکہ شُعبدہ گروں کی نظر بندی کے باعث حضرت مُوسیٰؑ کو ایسا دکھائی دیا)۔

★ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ○ (طٰہٰ ۲۰ : ۶۹) :

Marfat.com

اور (اے مُوسیٰؑ!) جو چیز (یعنی عصا) تُمہارے داہنے ہاتھ میں ہے اُسے پھینکو (یعنی زمین پر ڈال دو)، جو کچھ شُعبدہ گروں نے بنایا ہے اُسے وہ نِگل جائے گا؛ جو کچھ اُنہوں نے بنا کر دکھایا ہے وہ شُعبدہ گروں کے ہتھکنڈے ہیں، اور شُعبدہ باز جس عالَم میں بھی ہوں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

گویا رسّیاں اور لاٹھیاں جو شُعبدہ بازوں نے پھینکی تھیں وہ جُوں کی تُوں زمین پر پڑی تھیں۔ لیکن (نظر بندی کی وجہ سے) لوگوں کو اور حضرت مُوسیٰؑ کو تیز تیز رینگتی نظر آ رہی تھیں۔ حضرت مُوسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ کے حُکم سے اپنا عصا زمین پر پھینکا تو وہ سچّ مچ اژدہا بن گیا اور رسّیوں اور لاٹھیوں کو نگل گیا۔ فرعون کے شُعبدہ باز جو اپنی شعبدہ گری یا نظر بندی سے کماحقّہٗ آگاہ تھے، فوراً تاڑ گئے کہ ہمارا سِحر جھُوٹ، اور یہ تو سچّ ہے اور مُعجزہ ہے، جسے اللہ تعالیٰ کی عطا کے بغیر کوئی شخص دکھا نہیں سکتا۔ لہٰذا سجدے میں گِر کر پکار اُٹھے کہ ہم ربّ ہارُونؑ و مُوسیٰؑ پر ایمان لائے (طٰہٰ ۲۰ : ۷۰)۔

یہ نُکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ہر تخلیق کی قدر (Value) مُقرّر کی ہوئی ہے (الفرقان ۲۵ : ۲)، جس کو تبدیل کرنے کی طاقت دُنیا میں کسی کے پاس نہیں ہے۔ ایسا صِرف

Marfat.com

اللہ ہی کے حُکم سے ممکن ہے، اور اسے مُعجزہ کہتے ہیں، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض پیغمبروں ؑ کو عطا فرمایا تھا کہ وہ کافروں پر اِتمامِ حُجّت کرسکیں۔ اِرشاد ہوتا ہے :

★ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۖ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ ○

(طٰہٰ ۲۰ : ۲۱) : اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اسے پکڑ لو اور ڈرو مت، ہم اِسے ابھی پہلی سرشت پر لوٹا دیں گے۔

اس آیۂ بصیرت افروز سے یہ اصلِ عظیم معلوم ہوئی کہ سِحر کی وجہ سے اشیاء کی سیرت یا فِطرت نہیں بدلتی، بلکہ بدلی ہُوئی دکھائی دیتی ہے، جبکہ مُعجزے سے سیرتِ اشیاء تبدیل ہو جاتی ہے۔

قُرآنِ حکیم نے "سِحر" کو جُھوٹ اور فریب کے معنی میں بھی اِستعمال کیا ہے۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

★ وَلَئِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ مَبْعُوثُونَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ○ (ھُود ۱۱ : ۷) :

اگر آپؐ ان سے کہیں کہ تُم موت کے بعد (دوبارہ) زندہ اُٹھائے جاؤ گے تو جو نہیں مانتے وہ کہہ دیں گے کہ یہ تو کُھلا جُھوٹ یا جادو ہے (یا فریب دینے والی بات ہے)۔

یہ مقولہ جتنا مشہور ہے اُتنا جُھوٹا بھی ہے کہ "جادو برحق ہے، لیکن کرنے والا کافر ہے"۔ وجہ یہ ہے کہ جادو برحق نہیں بلکہ باطل ہے۔

Marfat.com

سریعُ الحساب

اس کا مطلب ہے : اللہ تعالیٰ اِنسان کے اعمال کا، خواہ صالحہ ہوں یا سُوء ، فی الفور یا ساتھ ساتھ حساب چکانے والا ہے۔

اِمتحان گاہِ دُنیا میں اِنسان رہینِ مُکافاتِ عمل ہے۔ ہر اچھّے یا بُرے عمل کے اثرات فی الفور اُس کے قلب پر مُرتّب ہوتے ہیں۔ اعمالِ صالحہ کے اثرات طمانیّت خیز و مسرّت آفریں، اور اعمالِ سُوء کے اثرات غم انگیز و خوف آفریں ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اِنسان کے لیے دُنیا میں ہر آن، آنِ حساب و جزا ہے۔

اِرشاد ہوتا ہے :

★ وَاللّٰہُ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ (البقرۃ ۲ : ۲۰۲) :

بے شک اللہ فی الفور حساب چکاتا ہے۔

یاد رہے کہ اِنسان کے عُمر بھر کے اعمال کا مُکمّل حساب قیامت کو ہوگا اور ساتھ ہی اُس کے جنّت یا دوزخ میں جانے کا حُکم سُنایا جائے گا۔ اس لیے وہ جزا کا دن (یوم الدین) ہوگا۔

★

Marfat.com

سلِیم

السَّلَمَ وَ السَّلَامَۃُ کے معنی ہیں : ظاہری و باطنی آفات و امراض سے پاک اور محفوظ و مصئُون ہونا (المُفردات)۔

احسنُ الخالقین نے اپنی ہر تخلیق صُوری و معنوی طور پر حسین بنائی ہے (السّجدۃ ۳۲ : ۷؛ المؤمن ۴۰ : ۶۴)۔ اگر وہ چیز اپنی حسین و فِطری حالت میں ہو تو اُسے "سلیم" کہتے ہیں، مثلاً قلبِ سلِیم اور عقلِ سلِیم وغیرہ وغیرہ۔

اِنسان کے اپنے عمل یا اعمالِ سُوء کی بِناء پر اگر قلب مُختلف اخلاقی و نفسیاتی بیماریوں میں مبتلا ہو جائے تو وہ سلِیم نہیں رہتا۔ قُرآنِ حمید کی رُو سے قلب کی بیماریاں مندرجۂ ذیل ہیں :

۱۔ وہ کج یا ٹیڑھا ہو جاتا ہے (الصّف ۶۱ : ۵)۔

۲۔ زنگ آلود ہو جاتا ہے (المطفّفین ۸۳ : ۱۰ تا ۱۴)۔

۳۔ اس پر طبع لگ جاتی ہے (مُحمّد ۴۷ : ۱۶)۔

۴۔ وہ مُہر بند ہو جاتا ہے (الجاثیہ ۴۵ : ۲۳)۔

۵۔ اس پر قُفل لگ جاتا ہے (مُحمّد ۴۷ : ۲۳ تا ۲۵)۔

۶۔ وہ اندھا ہو جاتا ہے (الحجّ ۲۲ : ۴۶)۔

Marfat.com

نیز دیکھیے عُنوان "امراضِ قلب"۔ (مُفصّل بحث کے لیے ملاحظہ ہو، ڈاکٹر نصیر احمد ناصر: جمالیات، قرآنِ حکیم کی روشنی میں، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، کراچی)۔

یہ حقیقت ہمیشہ پیشِ نظر رہنا چاہیے کہ حاملِ قلبِ سلیم ہی وارثِ جنّت ہے:

★ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ۝ (الشّعراء ۲۶: ۸۸-۸۹):

بروزِ قیامت، مال و دولت اور بیٹے کسی کام نہیں آئیں گے، مگر جو شخص قلبِ سلیم (یعنی فعّال و حرکی اور حسین و مُنوّر باطنی نظام کے ساتھ) اللہ تعالیٰ کے حضور آئے گا (وُہی جنّت میں جائے گا)۔

قرآنِ حکیم کی اِصطلاحات (صاحبِ) قلبِ سلیم "اور نفسِ مُطمئنّہ" ہم معنی مُترادفات ہیں۔ دلیل یہ ہے کہ جس طرح صاحبِ قلبِ سلیم جنّت میں جائے گا، اسی طرح مُطمئن نفس بھی جنّت میں جائے گا (الفجر ۸۹: ۲۷-۳۰)۔

★

Marfat.com

سَیِّئَہ

[ہر شے جو اِنسان کو غم میں مُبتلا کر دے اُسے سُوء کہا جاتا ہے، خواہ وہ اُمورِ دنیا سے تعلّق رکھتی ہو یا آخرت سے (المُفردات)]۔ یہ حسنہ کی ضد ہے۔ اِصطلاحِ قُرآن میں حسنہ کے معنی ہیں : ہر وہ شے جو طمانیّت و مسرّت دے اور قلب کو باغ باغ کر دے ؛ اور اُخروی حسنہ سے مُراد اَن دیکھی جنّتِ قُرَّۃُ العین ہے (البقرۃ ۲ : ۲۰۱) ۔ بخلاف اِس کے، سیّئہ سے مُراد ہر وہ شے ہے جو خوف و حُزن پیدا کرے اور دِل میں آگ لگا دے۔

بنی نوعِ اِنسان میں وہ لوگ جو اعمالِ سُوء، یعنی کُفر و شِرک، ظُلم و اِستحصال، حقوقِ اِنسانی غصب و سلب کرتے، فواحش و مُنکَر اور فِتنہ و فساد پھیلاتے، جُرم و تخریب کاری کرتے اور مُعاشرتی زندگی کا توازُن بگاڑتے ہیں، تو اُن کے اعمال کے اثرات، یعنی خوف و حُزن کی آگ، بِلا تاخیر اُن کے قُلوب کو مُحیط ہو جاتی ہے ؛ نتیجۃً، وہ دُنیا میں اہلِ نار بن جاتے ہیں۔ ایسے لوگ آخرت میں ہمیشہ کے لیے آتشِ دوزخ میں جلتے

Marfat.com

رہیں گے۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

★ بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَۃً وَّ اَحَاطَتْ بِہٖ خَطِیْٓئَتُہٗ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ○

(البقرۃ : ۲ : ۸۱) :

اصل یہ ہے کہ جو کوئی اعمالِ سُوء کرے گا تو اس کے اعمال کے فِطری اثرات (اس کے قلب کو) گھیر لیں گے۔ ایسے لوگ اہلِ نار ہوتے ہیں اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے۔

★

Marfat.com

شَرّ

شرّ ضِد ہے خیر کی۔ قُرآنِ حکیم اس کو عموماً سیّئہ کے معانی میں اِستعمال کرتا ہے۔ چُنانچہ ہر شے جو کُل زندگی (اِنفرادی و اِجتماعی، مادّی و معنوی یا دُنیوی و اُخروی) کے لحاظ سے نُقصان دِہ، ضرر رساں، مُوجبِ تنزّل و اِنحطاط اور غم انگیز و خوف آفریں ہو، شرّ ہے۔

اِرشاد ہوتا ہے:

★ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ○ (المعارج ۷۰ : ۲۰):
(اِنسان اتنا کم حوصلہ ہے کہ) جب اُسے شرّ پہنچتا ہے، یعنی اُسے نُقصانِ جان و مال ہوتا ہے تو گھبرا اُٹھتا ہے۔

چُنانچہ سُورۂ فلق میں اللہ تعالیٰ نے اِنسان کو ہر قسم کے شرّ سے اس کی پناہ مانگنے کا حُکم دیا ہے (الفلق ۱۱۳ : ۱ تا ۵)۔

★

Marfat.com

شِرک

[اَلشِّرْکَۃُ والمُشَارَکَۃُ کے معنی ہیں : دو مِلکیّتوں کو باہم ملا دینا۔
بعض نے کہا ہے کہ اس کے معنی ہیں : ایک چیز میں دو یا دو سے زیادہ آدمیوں کا شریک ہونا (المفردات)۔]

شِرک ازبس اہمّ اِصطلاحِ قُرآن ہے۔ شِرک کی ضِد توحید ہے۔ قُرآنِ حکیم کی رُو سے اللہ وحدہٗ لاشریک ہے اور کوئی شَے اس کے مِثل نہیں (الشُّوریٰ ۴۲ : ۱۱)، چنانچہ کسی ہستی کو اس کی ذات، صِفات، تدبیرِ اُمور یا اُمورِ خُدائی میں شریک ماننا شِرک ہے۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

★ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَ رُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْٓا اِلٰھًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ؕ سُبْحٰنَہٗ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ○ (التّوبۃ ۹ : ۳۱) :
انہوں (یعنی اہلِ کتاب) نے اپنے عالموں، مشائخ، درویشوں اور صُوفیوں کو اپنے ارباب (ربّ کی جمع)، یعنی رازق، پالنہار، اَن داتا، مُشکل کُشا، حاجت روا وغیرہ وغیرہ

Marfat.com

بنالیا ہے اور مریمؑ کے بیٹے مسیحؑ کو بھی، حالانکہ انہیں حُکم دیا گیا تھا کہ فقط اللہ واحد کی عبادت کریں؛ اُس کے سِوا کوئی معبود و محبوب، مطلوب و مقصود اور حاکم و آقا نہیں۔ وہ بے نیاز و بے احتیاج ہے، نیز اس بات سے مُنزّہ و ماوراء ہے کہ اُمورِ خُدائی میں اُس کا کوئی شریک ہو۔

شِرک کی مُتعدّد اقسام ہیں، مثلاً اِبنیّت و تثلیث اور اوتاریت کے عقائد؛ نیز سادات پرستی و اکابر پرستی (یعنی اپنے بزرگوں، مشائخ و عُلماء اور صُوفیہ، شُہداء، ائمّہ، وغیرہ وغیرہ) کو اپنے ربّ سمجھنا اور بنانا اور اُن کی باتوں اور حُکموں کو اِس طرح ماننا جس طرح ربُّ العٰلمین کے حُکموں کو ماننا چاہیے؛ علاوہ ازیں، اصنام پرستی (یعنی قبر، روضہ، مُجسّمہ اور شبیہ و نُجوم پرستی، فِرقہ پرستی وغیرہ وغیرہ)؛ غیرُاللہ کو مدد یا حاجت روائی یا مُشکل کشائی و کارسازی کے لیے پُکارنا۔

قُرآنِ مجید کی رُو سے شِرک ظُلمِ عظیم ہے (لُقمان ۳۱ : ۱۳)۔

اور

جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شِرک کرتا ہے، یعنی اُس کی ذات و اُمورِ فرماں روائی میں کسی کو شریک اور اُس کا مُعاون قرار دیتا ہے، اُس پر جنّت حرام کر دی گئی ہے (المآئدہ ۵ : ۷۲)۔

Marfat.com

شہید (جمع شُہداء)

شہادت کے معنی ہیں : طلب و جُستجوئے حق، صداقت کا حقُّ الیقین، حق کی گواہی دینا، حق کی تصدیق و تائید کرنا اور حق کی خاطر جان تک قُربان کر دینا۔ علاوہ بریں، اس میں مُشاہدۂ جمال و جلالِ "دوست" کا مفہوم بھی مُضمَر ہے۔ اس اِعتبار سے شہیدؔ طالب و شاہدِ حق ہوتا ہے اور قتیلِ حق بھی؛ یہ صرف اسی صُورت میں ممکن ہے کہ آدمی صاحبِ عقلِ سلیم اور اہلِ آرزو و خَشیَت ہو، اور غور کے کانوں سے سُننا اور دِیدۂ عِبرت نگاہ سے تفکّر بِالحق کرنا، اُس کا شِعار ہو۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

★ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ (قٓ ۵۰ : ۳۷) :

(ان واقعات و حقائق میں) اس شخص کے لیے عِبرت و تنبیہ ہے جو قلبِ سلیم و حاضر رکھتا اور غور کے کانوں سے سُنتا ہے (یعنی ایسا کرنا اس کا شِعار ہے)۔

شُہداء، اللہ تعالیٰ کے اِنعام یافتہ بندے اور اہلِ جنّت

Marfat.com

ہوتے ہیں، جن کی رفاقت کی قُرآنِ حکیم نے تعریف کی ہے (النّسآء ۴ : ۶۹)۔

شہید دراصل اُس راسخُ العلم مردِ حق کو کہتے ہیں جو جان پر کھیل کر بھی حق کی شہادت دے۔

شہید، علم حاصل کر کے دُوسروں کو سکھانے یا پہنچانے کو بھی کہتے ہیں (الحجّ ۲۲ : ۷۸؛ دیکھیے لِسان العرب، تاج العروس، المُحکم)۔

★

Marfat.com

شیطان

یہ اپنی خِلقت کے اِعتبار سے "ناری" اور جِنّوں میں سے ہے (الکہف ۱۸ : ۵۰) اس لیے غیر مرئی ہے۔ یہ اِبلیس اور اُس کی ذُرِّیّت میں سے ہے؛ اور اِنسان کی قُوّتِ عِلم اور خلافتِ ارضی سے حسد کی وجہ سے اُس کا کُھلا دُشمن ہے۔

اِنسان فِطرۃً حُسن پسند ہے، اور شیطان اُس کی اِس جمالیاتی کمزوری سے واقِف ہے، لِہٰذا وہ اِنسان کی قبیح خواہشات کو اپنی وسوسہ اندازی اور جمالیاتی فریب کاری سے خُوبصورت و دِلکش بنا کر دکھاتا ہے تاکہ وہ اُن پر عمل کرے۔ اس طرح اُسے مُشرک و کافِر اور مُجرِم و غاصبِ حقوقِ اِنسانی بناتا اور اُسے اِنسانیّت کے ارفع و اعلیٰ مقام سے دھکیل کر بہیمیّت کے تحت الثّرٰی میں گِرا دیتا ہے۔

★ وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (الانعام ۶ : ۴۳) :

بلکہ ان کے دِل اور سخت ہو گئے اور شیطان ان کے اعمال انہیں خُوشنما و دِلکش بنا کر دکھاتا رہا۔

Marfat.com

قُرآنِ مجید نے مُفسِد و شریر اور ظالم و فِتنہ پرداز اِنسانوں کے لیے بھی شیاطین کی تعبیر اِختیار کی ہے، جن کے چار بڑے گروہ یہ ہیں: ہر زمانے کے فرعون، ہامان، قارون اور آزر (المجادلہ ۵۸ : ۱۹ بعد)۔

ہر اِنسان کا شیطان ہوتا ہے جو اس کا رفیق یا ساتھی ہوتا ہے، جسے قُرآنِ حکیم "قرین" کہتا ہے (قٓ ۵۰ : ۲۷)۔ ایک روایت کی رُو سے یہ خُون کی طرح جسم میں گردش کرتا رہتا ہے۔ نفس کُشی سے شیطان مرتا نہیں، البتّہ اِنسان اپنے تقوٰی کے بل پر اِس شیطان کو اپنا مُطیع و فرماں بردار بنا سکتا ہے (حدیثِ نبویؐ)۔

★

Marfat.com

صالِح

یہ ایک جامع قُرآنی اِصطلاح ہے۔ اس کے بُنیادی معانی ہیں : عدل و اِحسان ، اِصلاح اور فلاح و بہبود کے کام کرنے والا؛ نیز فِتنہ و فساد، ظُلم و سِتم اور مُشرکانہ عقائد و رُسُوم اور مخاصمت و تعصّبات کو دُور کرنا، لوگوں میں صُلح و صفائی کرانا اور حیاتِ اِجتماعیہ میں امن و سلامتی اور توازن و ہم آہنگی قائم کرنے کی کوشش کرنا اُس کا شِعار ہو۔ قُرآنِ حمید نے اِسے فساد، جبر اور سیّئہ کی ضِد کے طور پر اِستعمال کیا ہے۔

اِرشاد ہوتا ہے :

★ وَ اِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ (البقرۃ ۲ : ۱۱) :

اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ زمین (یعنی دُنیا یا مُلک) میں فساد نہ کرو، یعنی خرابی یا بدنظمی پیدا نہ کرو، تو کہتے ہیں کہ ہم تو احوال و ظُروف کی اِصلاح کرنے یا ہیئتِ اِجتماعیہ میں توازُن پیدا کرنے والے ہیں۔

★ اِنْ تُرِیْدُ اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ جَبَّارًا فِی الْاَرْضِ وَمَا تُرِیْدُ اَنْ

Marfat.com

نَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ○ (القصص ۲۸ : ۱۹) :
انہوں نے کہا: (اے مُوسیٰ!) تُم تو یہی چاہتے ہو کہ مُلک میں سرکشی اور ظُلم و سِتم کرتے پھرو اور یہ نہیں چاہتے کہ امن و سلامتی اور توازن و ہم آہنگی کے کام کرنے والوں میں شامل ہو۔

★ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ○ (حٰمٓ السّجدۃ ۴۱ : ۴۶) :
جو شخص اعمالِ صالحہ کرتا ہے، یعنی عدل و اِحسان، فلاح و بہبود اور اِصلاح کے کام کرتا ہے تو وہ اپنے لیے ہی کرتا ہے، یعنی اُن کا اجرِ حسنہ (یا حسین صِلہ) اسے ملے گا۔ بخلاف اس کے، جو شخص اعمالِ سُوء کرتا ہے، یعنی کُفر و شِرک، تکذیبِ حق، غصب و سلبِ حُقوقِ اِنسانی اور جور و سِتم کرتا ہے، اُس کا وبال اسی پر ہو گا۔ یاد رکھو کہ تُمہارا پروردگار اپنے بندوں کے ساتھ ہرگز نا اِنصافی نہیں کرتا۔

صالح شخص اللہ تعالیٰ کا دوست ہوتا ہے (الاعراف ۷ : ۱۹۶)۔

صالح لوگوں کا شمار اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندوں میں ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی رفاقت کو حسین رفاقت سے تعبیر کیا ہے۔ (النّسآء ۴ : ۶۹)۔

Marfat.com

صبر

صبر کے معنی ہیں : مُشکلات و خطرات کے سامنے ثابت قدم و سینہ سپر رہنا ؛ مصائب و شدائد کو عزم و ہمّت اور حوصلے سے برداشت کرنا ؛ مسائل حل کرنے کے لیے مُسلسل سعی و جُہد کرتے رہنا ۔ قرآنِ حکیم کی رُو سے یہ خسارے سے محفوظ رہنے کی پیش شرط ہے (العصر ۱۰۳ : ۱-۳) ۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

★ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (آلِ عمران ۳ : ۲۰۰) :

اے اِیمان والو ! صبر یعنی مُشکلات و خطرات میں اِستقامت و ثابت قدمی اور حوصلہ مندی و پامردی کے ساتھ دشمنوں کے سامنے سینہ سپر رہنے کو اپنا شِعار بناؤ اور صبر میں مدِّ مقابل حریفوں سے سبقت لے جاؤ ، اور آپس میں رابطہ اُستوار رکھّو ؛ نیز اللہ کی طلب و آرزو کرتے رہو ، اور اس کے قانونِ مُکافاتِ عمل سے ڈرتے رہو تاکہ تُم دُنیوی و اُخروی حسنہ پاؤ ۔

Marfat.com

راہِ راست پر اِستقامت و اِستقلال سے گامزن رہنا اور راستے کی مُشکلات کا ثابت قدمی و ہمّت سے مقابلہ کرنا، اس طرح کہ پائے اِستقامت کو لغزش نہ آئے، عبارت ہے "صبر" سے؛ اور اس کی باہم تلقین و تاکید کرتے رہنا اِنسان کو حسنات کے خسارے سے محفوظ رکھتا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ صبر کا حُکم دیتا ہے (العصر ۱۰۳ : ۱-۳)۔

★

Marfat.com

صِبْغَةُ اللّٰہ

اس کے لفظی معانی ہیں : اللّٰہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگے جانا، لیکن اِصطلاح میں اس کا مطلب ہے : اللّٰہ تعالیٰ کی صِفاتِ حسنہ کو اپنے اندر، اپنے ظرف کے مطابق جذب کرنا اور لوگوں سے مُعاملہ کرتے وقت ان کا اِظہار کرنا۔

چُنانچہ اِرشاد ہوتا ہے :

★ صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ○ (البقرۃ ۲ : ۱۳۸) :

ہم اللّٰہ کی صِفات سے اپنے خُلق کو مُزیّن کرتے ہیں، اور صِفاتِ حسنہ کے لحاظ سے اللّٰہ سے حسین تر اور کون ہو سکتا ہے ؟ اور ہم تو فقط اسی کی طاعت و بندگی کرنے والے ہیں۔

صِبْغَةُ اللّٰہ کی احسن و اکمل مثال نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیّبہ ہے ؛ اِس سے اِس امر کی توجیہ ہو جاتی ہے کہ کیوں اللّٰہ تعالیٰ نے اُسے اُسوۂ حسنہ سے تعبیر کیا ہے (الاحزاب ۳۳ : ۲۱)۔

★

Marfat.com

صدر

یہ اِصطلاحِ قُرآنی ہے جس سے مُراد اِنسان کا حِسّی۔قلبی۔ نفسی نظام ہے۔ یہ اِنسان کا باطنی نظام ہے جس میں قلبی نظام (یعنی دل و دماغ) قُوّتِ مُنتظمہ (Controlling Authority) کی حیثیت رکھتا ہے۔ اِنسان کی آزادیِ فِکر و عمل کی باگ ڈور قلب کے ہاتھوں میں ہوتی ہے، جو راہ و منزل کا تعیّن کرتا ہے۔ جو شخص اللہ پر اِیمان رکھتا ہو، اللہ اس کے قلب کو ہدایت دیتا ہے (التّغابن ۶۴ : ۱۱)۔ قُرآنِ حکیم صدر کو حِسّی و قلبی نظام کے مُترادف کے طور پر بھی اِستعمال کرتا ہے۔ چُنانچہ اِرشاد ہوتا ہے:

★ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ (الزّمر ۳۹ : ۲۲):

کیا جس شخص کا سینہ (حِسّی و قلبی نظام) اللہ نے اِسلام کے لیے کھول دیا ہے، یعنی اُسے فعّال و حرکی بنا دیا ہے، اور وہ اپنے ربّ کی طرف سے روشنی میں ہے، یعنی ہدایت پر ہے، اُس شخص جیسا ہو سکتا ہے جو اِس نُور یا ہدایت سے محروم ہے؟ تو تباہی ہے ایسے لوگوں کے

Marfat.com

لیے، جن کے قلب اللہ کے ذِکر کے واسطے اکڑ گئے ہیں، یہی لوگ کُھلی گمراہی میں ہیں۔

★ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ (الانعام ۶ : ۱۲۵) : چُنانچہ اللہ جسے (اُس کی آرزوئے ہدایت کی بِناء پر) ہدایت دینے کا اِرادہ کرتا ہے تو اس کا سینہ، یعنی حِسّی و قلبی نظام اِسلام (کی معنویّت سمجھنے اور قبول کرنے کے لیے) کھول دیتا ہے۔

★ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ (طٰہٰ ۲۰ : ۲۵) :
اے میرے ربّ (یعنی آہستہ آہستہ نشوونُما دے کر حدِّ کمال تک پہنچانے والے)! میرا حِسّی و قلبی نظام کھول دے، یعنی اُسے فعّال و حرکی بنا دے۔

اِسلام کے لیے شرحِ صدر یا کُشادگیِ قلب کا ایک مطلب دینِ اِسلام کی معنویّت کا آشکارا ہونا اور قلب کا اُسے ذوق و شوق سے قبول کرنا ہے۔ یہ حقیقتِ عُظمٰی یاد رکھنا چاہیے کہ قلب میں ہدایت کی آرزو ہو تو اُسے ہدایت ملتی ہے۔ یہ قُدرت کا قانونِ اِحترامِ آرزو ہے۔ یہ مطلب ہے هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (البقرۃ ۲ : ۲) کا : قُرآنِ مجید مُتّقیوں یعنی اہلِ آرزو و خَشْیَت کو ہدایت دیتا ہے، یعنی اُنہیں جنّت کی راہِ راست پر لگا دیتا ہے۔

Marfat.com

صِدّیق

صِدّیق کے معنی ہیں : طبعًا سچّ بولنے والا، جس نے کبھی جھوٹ نہ بولا ہو۔ دُوسرے لفظوں میں سچّ کا اس قدر خوگر ہو کہ اس سے جھوٹ کا اِمکان ہی نہ ہو؛ نیز جو اپنے قول و اِعتقاد میں سچّا ہو اور سچّائی کی تصدیق اپنے عمل سے بھی کر دکھائے۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

★ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ

(الاحزاب ۳۳ : ۲۳) :

مُؤمنوں میں سے وہ (صِدّیق) لوگ جنھوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو اپنے عمل سے سچّ کر دکھایا۔

اِنسان کے قول و فعل کی مُکمّل ہم آہنگی، حُسنِ نیّت و عمل، خُلوصِ دل، تقویٰ، نیز کِذب و باطل سے طبعًا نفرت کرنے کو صِدق کہتے ہیں۔ اس اِعتبار سے صِدّیق مُجاہدِ حق، دُشمن و نبرد آزمائے باطل اور شہیدِ حق ہوتا ہے۔

صِدّیق، اللہ تعالیٰ کے اِنعام یافتہ بندوں میں سے ہوتا ہے جن کی رفاقت کو اللہ تعالیٰ نے حُسنِ رفاقت سے تعبیر کیا ہے (النّسآء ۴ : ۶۹)۔

Marfat.com

صِراطِ مُستقیم

قُرآنِ حکیم کی رُو سے، صِراطِ مُستقیم اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ یا اس کی جنّت کی طرف جانے کی حسین و فِطری اور مُستقل و پائدار راہِ راست ہے (الانعام ۶ : ۱۵۳)، اور یہ قُرآنِ حکیم کے احکام وتعلیمات پر عمل کرنے سے عبارت ہے!

★ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّیْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ○ (الزّخرف ۴۳ : ۶۴) :

بے شک، اللہ تعالیٰ ہی میرا اور تُمہارا پروردگار و آقا ہے۔ اُسی کے احکام وتعلیمات پر عمل (= عبادت) کرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔

قُرآنِ حکیم نے صِراطِ مُستقیم کی کئی ایک مقام پر تشریح کی ہے، جن میں چند ایک مندرجۂ ذیل ہیں :

۱۔ یہ تیرے ربّ کا حسین و راست اور قائم و دائم راستہ ہے (الانعام ۶ : ۱۲۶)۔

۲۔ ربّ النّاس یا بنی نوعِ اِنسان کا پروردگار بھی صِراطِ مُستقیم پر

Marfat.com

ہے، یعنی وہ سچّے اور ٹھیک احکام و قوانین اور تعلیمات دینے والا ہے (ھُود ۱۱ : ۵۶)۔

۳۔ صِراطِ مُستقیم، سیدھا اللہ تعالیٰ کے پاس جاتا ہے (الحجر ۱۵ : ۴۱)۔

۴۔ اِیمان بِالآخرۃ نہ ہو تو اِنسان صِراطِ مُستقیم سے ہٹ کر چلتا ہے (جو راہِ جہنّم ہے (المُؤمنون ۲۳ : ۷۴)۔

★

Marfat.com

صلوٰۃ

اس ازبس اہمّ اِصطلاحِ قُرآنی کو قُرآنِ مجید نے لُغوی اور اِصطلاحی دونوں مفاہیم میں اِستعمال کیا ہے۔

(الف) صلوٰۃ کے لُغوی معنی ہیں : نظامِ زندگی اور اُس پر عمل کرنے کا طریقہ۔

اِرشاد ہوتا ہے :

★ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُسَبِّحُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّیْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَہٗ (النّور ۲۴ : ۴۱) :
کیا تُو نے غور و فِکر نہیں کیا کہ اللہ کی تقدیس و تنزیہ کرتے ہیں جو بھی آسمانوں اور زمیں میں ہیں، اور پَر پھیلائے ہُوئے پرند بھی؛ نیز سب اپنے نظامِ زندگی اور اُس پر عمل کرنے کے طریقوں سے واقف ہیں۔

(ب) اِصطلاح میں صلوٰۃ سے مُراد پنجگانہ صلوٰۃ (نماز) ہے جو مسجد میں باجماعت قائم کی جاتی ہے۔

اِرشاد ہوتا ہے :

★ حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی ق وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ

Marfat.com

قٰنِتِیْنَ ○ (البقرۃ۲ : ۲۳۸):
(مُسلمانو!) تمام نمازوں کی حفاظت کرو (یعنی اُن کے قیام کو یقینی بنالو اور اُن کے تقاضوں کو پُورا کرتے رہو) خصوصًا درمیان والی نماز (یعنی صلوٰۃ الفجر: اس لیے کہ بوقتِ سَحَر قُرآنِ مجید اپنی معنویّت کے ساتھ قلوب پر آشکارا ہوتا ہے (الاسراء ۱۷ : ۷۸ ؛ نیز مُسلمانوں کا دن غروبِ آفتاب سے شروع ہوتا ہے) اور صبر و اِستقامت سے اللہ تعالیٰ کے احکام و قوانین اور تعلیمات پر عمل کرو۔

اس سے مُستنبط ہُوا کہ پنجگانہ نماز اور اللہ تعالیٰ کے احکامات و قوانین اور تعلیمات پر عمل لازم ملزُوم ہیں۔

صلوٰۃ کے بُنیادی تقاضے:

قُرآنِ حکیم کی رُو سے صلوٰۃ کے بُنیادی تقاضوں کو پُورا کرنا ہر نمازی پر فرض ہے، اور وہ یہ ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کے سِوا کسی اور کی اِطاعت و بندگی نہ کرنا، دُوسرے لفظوں میں، اللہ تعالیٰ کے سِوا کسی کے احکام و قوانین پر عمل نہ کرنا (ھُود ۱۱ : ۸۷)۔

۲۔ اپنے مال و دولت کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صِرف اُس کے

Marfat.com

احکام کے مطابق خرچ کرنا، بُخل کرنا نہ اِسراف و تبذیر کرنا۔
اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

★ قَالُوْا یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِیْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِیْمُ الرَّشِیْدُ ○ (ھُود ۱۱ : ۸۷) :

اُنھوں نے جواب دیا : "اے شُعیبؑ! کیا تُمہاری صلوٰۃ یہ تقاضا کرتی ہے کہ ہم اُن معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی اِطاعت و بندگی ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں؛ یا ہم اپنے مال و منال کے ساتھ جیسا چاہیں تصرّف نہ کریں ؟ بس تم ہی ایک عقلمند اور راستباز رہ گئے ہو!

۳— صلوٰۃ بُخل اور بے حیائی، نیز ہر قسم کے ناجائز و قبیح کام کرنے سے منع کرتی ہے۔

★ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ (العنکبوت ۲۹ : ۴۵) : بِلاشُبہ صلوٰۃ بُخل و بے حیائی اور ناجائز و غیر فِطری افعال سے منع کرتی ہے۔

۴— حکومت اور مُعاشرے کو عوام کے لیے بُنیادی ضروریات (= اِجتماعی کفالت) کا نظام قائم کرنے کی ترغیب نہ دینا یا اِس میں حائل ہونا۔

Marfat.com

★ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۙ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝ (الماعون ۱۰۷ : ۴ تا ۷) :

فی الواقع اُن نمازیوں کے لیے ہلاکت و تباہی ہے، جو اپنی صلوٰۃ یا نماز کے تقاضوں سے غافِل ہیں، یعنی ان کو پُورا نہیں کرتے، جو ریا کاری کرتے ہیں، یعنی محض دکھاوے یا نیک نامی کے لیے نماز ادا کرتے ہیں، اور حاجتمند لوگوں کو بُنیادی ضروریات کی چیزیں فراہم نہیں کرتے یا نہیں کرنے دیتے، یعنی قومی کفالت کا نِظام قائم نہیں کرتے یا نہیں کرنے دیتے۔

اللہ تعالیٰ کی نظر میں حقیقی مُصلّین وہ ہیں جو پنجگانہ صلوٰۃ یا نماز کو اُن کے تقاضوں کے ساتھ قائم کرتے ہیں یعنی اُن کے فرائض اور مُقتضیات کو پُورا کرتے ہیں، یہی مُصلّین یا سچّے نمازی بہشت کے ارفع سے ارفع تر باغوں میں عِزّت و آبرو کے ساتھ رہیں گے (المعارج ۷۰ : ۱۹ تا ۳۵)۔

★

Marfat.com

طاغُوت

طَغَوْتُ وطَغَیْتُ، طَغْوَانًا وَطُغْیَانًا کے معنی ہیں : حدّ اور پیمانے سے باہر ہو جانا اور سرکشی کرنا۔ طُغیان کا معنیٰ سرکشی اور نافرمانی میں حدّ سے زیادہ تجاوز کر جانا ہے۔ قُرآنِ مجید میں فرعون کے متعلّق آیا ہے :

★ اِنَّہٗ طَغٰی (طٰہٰ ۲۰ : ۴۳) : وہ حدّ سے زیادہ سرکش ہو گیا ہے۔

اور قومِ ثمود کے متعلّق ہے :

★ کَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰھَآ (الشّمس ۹۱ : ۱۱) : قومِ ثمود نے اپنی سرکشی کے سبب (پیغمبرؑ) کو جُھٹلایا۔

اَلطَّاغُوْتُ سے مُراد ہر وہ شخص ہے جو حُدود شکن ہو، اور وہ ہستی یا چیز جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے۔ یہ واحد اور جمع دونوں طرح اِستعمال ہوتا ہے (المُفردات)۔

طاغوت اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو کسی کو صِراطِ مُستقیم سے بہکا کر غلط راستوں پر لگا دے (لِسان، مُحیط، تاج العُروس)۔

قُرآنِ مجید میں اللہ کے مقابلے میں الطّاغوت کا لفظ کئی بار آیا ہے جو اس اصل پر دلالت کرتا ہے کہ اس سے مُراد مُعاشرتی

Marfat.com

سرطان یعنی فرعون و ہامان اور قارون و آزر ہیں، جو تخت و کُرسی یا مسند پر بیٹھ کر خُدائی کا دم بھرتے ہیں اور لوگوں کے اِلٰہ و ربّ بننے کی کوشش کرتے ہیں۔

اِرشاد ہوتا ہے :

★ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ج (النّحل ۱۶ : ۳۶) :
فقط اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی کرو، یعنی اس کے قوانین و احکام پر عمل کرو اور الطّاغوت، یعنی مُعاشرتی سرطانوں اور معبودانِ باطلہ (کی عبادت) سے اِجتناب کرو، یعنی ان کا کہا مانو نہ اُن کی صُحبت و رفاقت میں رہو۔

★

Marfat.com

طَبْع (چھاپ)

اس کا مطلب ہے اِنسان کے قلبی یا باطنی نظام کا مُعطّل و بے نُور ہو جانا۔ یہ ایک قلبی (نفسیاتی) بیماری ہے۔ حق و ہدایت کو قبول نہ کرنا جب اِنسان کی زندگی کا چلن بن جائے اور اس کی شخصیّت گُناہ کے سانچے میں اِس طرح ڈھل جائے کہ شِرک و ظُلم، فِسق و فُجور، کُفر و مُنافقت اور کِذب و عُدوان کے داغ اس پر واضح طور پر مُرتسم ہو جائیں تو اس وقت اِصطلاحِ قُرآنی میں کہا جائے گا کہ اس کے قلب پر طبْع (چھاپ) لگ گئی ہے۔

تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ○ (الاعراف ۷ : ۱۰۱) :

یہ ہیں (دُنیا کی بعض) آبادیاں جن کے کچھ حالات ہم تمُہیں سُناتے ہیں۔ اِن سب میں اُن کے پیغمبرؑ (اللہ تعالیٰ کی) واضح آیات (یعنی مُحکم عِلمی دلائل) لے کر آئے، مگر ان کے مکین ایسے نہ تھے کہ جن آیات اور واضح احکام و دلائل کو

Marfat.com

وہ پہلے جُھٹلا چُکے تھے انہیں سچّ مان لیں۔ اس طرح اللہ (اُن کی تکذیبِ وحی و تنزیل کی پاداش میں اپنے قانونِ مُکافاتِ عمل کے مطابق) اُن کے دل و دماغ پر چھاپ لگا دیتا ہے، یعنی ان کے باطنی نِظام کو مُعطّل کر دیتا ہے اور ان میں قبولیّتِ حق کی اِستعداد مفقود ہو جاتی ہے۔

★ اَوَلَمْ یَهْدِ لِلَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَاۤ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ○ (الاعراف ۷ : ۱۰۰):

کیا اُن لوگوں کو جو پہلے لوگوں کے بعد مُلک کے وارث بنے ہیں، اس واقعیّت سے عِبرت نہیں ہُوئی کہ اُن کی طرح اِن کے گُناہوں کی پاداش میں ہمارا قانونِ مشیّت و مُجازات اِن کو بھی اپنی گرفت میں لے سکتا ہے؟ لیکن اِن کو عبرت اس لیے نہیں ہوتی کہ یہ نشۂ تغافُل میں سرشار دیکھتے ہیں نہ سُنتے ہیں، (نتیجۃً) ہم (اپنے قانونِ مُکافاتِ عمل کے مطابق) اُن کے قُلوب پر چھاپ لگا دیتے ہیں لہٰذا اِن میں (حق) سُننے کی اِستعداد مُردہ ہو جاتی ہے۔

تکذیبِ حق کرنے والوں اور معصیت میں مبتلا لوگوں کے علاوہ مُنافقوں کے قُلوب پر چھاپ لگ جاتی ہے (المُنافقون

Marfat.com

۶۳ : ۱ تا ۳)، جس کی وجہ سے وہ شُعور و فہم سے بالکل عاری ہو جاتے ہیں اور گمراہی اور محرومی ان کے نصیبوں کا لکھّا بن جاتی ہے (نیز دیکھیے عُنوان "امراضِ قلب")۔

★

Marfat.com

ظُلم

ظُلم کے معنی ہیں : کسی دُوسرے کی مِلکیّت میں بے جا تصرّف کرنا، حدّ سے تجاوُز کرنا، نیز نا اِنصافی کرنا وغیرہ وغیرہ۔ اِسی بِناء پر قُرآنِ حکیم کے نزدیک شِرک ظُلمِ عظیم ہے (لُقمٰن ۳۱ : ۱۳)۔

ظالم ان لوگوں کو بھی کہتے ہیں جو دُوسروں کے حقوق غصب یا سلب کرلیں۔

ظُلم کی چار بڑی اقسام ہیں :

۱۔ اپنے آپ پر ظُلم کرنا :

★ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ (فاطر ۳۵ : ۳۲):

ان میں سے بعض اپنے آپ پر ظُلم کرنے والے ہیں، یعنی اپنے آپ کو طمانیّت سے محروم کر کے رہینِ خوف و حُزن بناتے ہیں۔

۲۔ اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ کی ذات و صِفات سے متعلّق جھُوٹ بولنا :

★ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ○ (ھُود ۱۱ : ۱۸) :

اور اُس میں سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھُوٹ گھڑے،

Marfat.com

یعنی اس کی ذات و صِفات سے متعلّق جھوٹی باتیں اور روایات وضع کرے۔

۳- اللہ کے بندوں پر ظُلم کرنا :

★ اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ (الشُّوریٰ ۴۲ : ۴۲) : الزام تو اُن لوگوں پر ہے جو بنی نوعِ اِنسان پر ظُلم کرتے ہیں، یعنی ان کے اِنسانی حُقوق غصب و سلب کرتے اور ان پر جور و جفا کرتے، نیز تضحیک و اِستہزاء کا ہدف بناتے ہیں۔

۴- حُدودُ اللہ سے تجاوُز کرنا :

★ وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (البقرۃ ۲ : ۲۲۹):

اور جو اللہ کی حُدود سے تجاوز کریں، یعنی نافرمانی کریں، وُہی ظالم ہیں۔

★

Marfat.com

عِبادت

عبد کے معنی ہیں غلام۔ ایک آقا کو وہ غلام زیادہ پسند ہوتا ہے جو اُس کے احکام پر خُوش دِلی سے عمل کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور حُکم عدولی نہیں کرتا۔

احکامِ اِلٰہیہ سے مُراد قُرآنِ حکیم کے اِعتقادات، تعلیمات، قوانین اور اوامر و نواہی ہیں، جن پر حتّی المقدور، بہ رضا و رغبت، عمل کرنے کی کوشش کرتے رہنا عِبادت ہے۔

عِبادت یعنی احکامِ اِلٰہیہ پر عمل، اللہ تعالیٰ کی نُصرت و فتح کی دُعا مانگنے کی پیش شرط ہے، جیسا کہ اِس آیۂ فِکر انگیز سے ثابت ہوتا ہے:

★ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ○ (الفاتحہ ۱: ۵):

ہم تیری ہی عبادت یعنی تیرے قوانین و احکام اور اوامر و نواہی پر عمل کرتے ہیں اور فقط تجھ ہی سے نُصرت و مدد مانگتے ہیں۔

★

Marfat.com

عدل و احسان

عدل کے معنی ہیں : دوسروں کا حق پورا پورا دینا۔ احسان یہ ہے کہ اُن کو اُن کے حق سے زیادہ دینا تاکہ وہ خوش ہو جائیں۔

قرآنِ حکیم کا ارشاد ہے :

★ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ (النحل ۱۶ : ۹۰) :

اللہ تعالیٰ عدل و احسان کا حکم دیتا ہے۔

عدل حق و صداقت کو اور احسان عدل کے ساتھ ایثار و قربانی کو چاہتا ہے۔ زندگی کا کوئی شعبہ ہو، انسان بحکمِ ربِ رحمٰن دوسروں کے ساتھ عدل و احسان کرنے کا مکلّف ہے۔

(دیکھیے "احسان" صفحہ ۲۴)۔

★

Marfat.com

عذابِ قبر

اس سے مُراد عذابِ برزخ ہے۔ اِسے واضح طور سے سمجھنے کے لیے اِس اصلِ عظیم کو ذہن نشین کر لینا ناگزیر ہے کہ قرآنِ حکیم کی رُو سے ہر اِنسان مرنے کے بعد صرف قیامت کے روز ہی دوبارہ زندہ کیا جائے گا (النّسآء ۴ : ۸۷؛ الاسراء ۱۷ : ۱۳؛ طٰہٰ ۲۰ : ۱۲۴؛ العنکبوت ۲۹ : ۲۰ وبمواضعِ کثیرہ)۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ موت کی لذّت سے آشنا ہونے کے بعد نفسِ اِنسانی قیامت تک عالَمِ برزخ میں رہے گا، جیسے وہ عالَمِ خواب میں رہتا ہے۔ اگر وہ نفسِ مُطمئِنّہ ہوگا تو عالَمِ کیف و سُرور میں اس طرح زندگی کرے گا جس طرح وہ حسین خواب میں کرتا ہے۔ بخلاف اس کے، اگر وہ آتش بداماں نفس ہوگا تو وہ عالَمِ رویا میں خوف و حُزن کی آتشِ سوزاں کے عذاب میں ہوگا۔

اسے عذابِ قبر سے تعبیر کیا گیا ہے، اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

★ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ○ (المؤمنون ۲۳ : ۱۰۰) : ان کے سامنے (عالَمِ) برزخ ہوگا جس میں وہ دوبارہ اُٹھائے جانے کے دن تک (رہیں گے)۔

Marfat.com

عذابُ النّار

یہ اِصطلاح وسیعُ المعانی ہے۔ اس کے لُغوی معنی ہیں "آگ کا عذاب"۔ ایک آگ ہوتی ہے خوف و خطر اور غم و اندوہ کی، جو دُنیا میں کُفر و شرک، غصب و سلبِ حُقوقِ انسانی، نیز ہر قسم کے جُرم و گناہ کے اثرات سے دل کو لگتی ہے اور اُسے اہلِ نار یا سَمندر سرشت بنا دیتی ہے۔

دُوسری آگ آخرت میں جہنّم کی ہوگی، جس میں مُجرم ڈالے جائیں گے۔ یہ آگ ان کے تن من کو جلائے گی، جس کی طرف قُرآنِ مجید نے بلیغ اِشارہ کیا ہے:

★ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝ اِنَّهَا عَلَیْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝ فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝

(الھمزۃ ۱۰۴: ۶ تا ۹):

یہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو اُن کے قُلوب (یعنی دل و دماغ) کو گھیر لے گی اور وہ آگ کے لمبے لمبے سُتونوں میں مُقیّد ہوں گے، یعنی جہنّم میں مُجرم آگ کے اندر ہوں گے اور آگ اُن کے اندر ہوگی۔

Marfat.com

العفو

اِس ازبس اہم اِصطلاح کے معانی ہیں : وہ مال و متاع جو اِنسان کے پاس حُسنِ ضرورت سے زیادہ ہو اور تجوریوں یا بینکوں وغیرہ میں بند ہو جائے۔ دُوسرے لفظوں میں، وہ فالتو دولت جو گردش میں ہونے کے بجائے ناکارہ و بانجھ ہو۔ انگریزی میں العفو کی اس طرح تعریف کر سکتے ہیں :

Surplus wealth or capital which is idle and shy

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

★ وَیَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ط قُلِ الْعَفْوَ ط (البقرۃ ۲:۲۱۹)

اور آپ سے پُوچھتے ہیں کہ ہم کیا یا کتنا (مال و منال) اللہ کی راہ میں خرچ کریں۔ (میرے نبیﷺ!) کہہ دیجیے کہ جو فالتو ہو (یعنی جو مال و متاع حُسنِ ضرورت سے زیادہ ہو اور گردش میں نہ ہو) اُسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔

یہ نُکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگر فالتو مال و دولت اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کیا جائے تو وہ اِنسان کے پاس جمع ہوتا جائے گا اور دولت کو جمع کر کے رکھنا بُخل اور

Marfat.com

حرامِ مُطلق ہے۔ چُنانچہ، دولت جمع کر کے رکھنے والوں کو جہنّم کے شدید عذاب کی وعید دی گئی ہے (التوبۃ ۹ : ۳۴؛ الیل ۹۲ : ۸ تا ۱۱؛ الھمزۃ ۱۰۴ : ا تا ۹ و بمواضعِ کثیرہ)۔

اِسلامی مُعاشرے میں اگر کوئی فرد ضرورت سے زائد مال و متاع مُعاشرے یا حکومت کو واپس نہ کرے تو مُسلم حکومت کی یہ ذِمّے داری ہے کہ فالتو مال و دولت اُس سے زکوٰۃ کی طرح قانونًا وصول کرے اور افرادِ مُعاشرہ کی کفالت اور فلاح وبہبود، اِسلام کی تبلیغ، قُرآنِ مجید کی تعلیم اور مُلک کے دفاع اور ترقّیاتی کاموں پر خرچ کرے۔

چُنانچہ اِرشاد ہوتا ہے :

★ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ○ (الاعراف ۷ : ۱۹۹) :

(اے نبیؐ !) لوگوں سے (حُسنِ) ضرورت سے زیادہ مال و دولت کو (زکوٰۃ کی طرح قانونًا) لے لو۔ اور حسین کاموں کے کرنے کا حکم دیتے رہو اور جاہلوں کی بات نہ سُنو (جو العفو کے متعلّق لایعنی و باطل گُفتگو کرتے ہیں)۔

یاد رہے کہ قُرآنِ مجید نے "العفو" کو مُعافی یا درگُزر کے معانی میں کہیں اِستعمال نہیں کیا، لِہٰذا یہاں اس کے معانی

Marfat.com

مُعافی یا درگُزر کرنا درست نہیں۔ دُوسرے، اس آیۂ بصیرت افروز کے سیاق و سباق کے لحاظ سے بھی خُذِ العفوٗ کے وُہی معانی ہیں جو اُوپر دیے گئے ہیں۔

العفوٗ، علّامہ اِقبالؒ کی نظر میں :

جو حرفِ قُلِ الْعَفوٗ میں پوشیدہ ہے اب تک
اِس دور میں شاید وہ حقیقت ہو نمودار

(ضربِ کلیم)

★

Marfat.com

عُمی القلُوب

یہ ایک قلبی (یا نفسیاتی) بیماری ہے۔ اِنسان جب غفلت و جہالت میں ڈوب جاتا ہے تو وہ حقیقت کا مُشاہدہ نہیں کرتا، جس کی وجہ سے اس کے قلب کی فِعلی اور اِنفعالی قُوّتیں مسلُوب ہو جاتی ہیں اور وہ اپنے فِطری حُسن اور نُورِ بصیرت سے محروم ہو جاتا ہے۔ قلب کی اس حالت کو قرآنِ حکیم نے "قلب کے اندھاپن" سے تعبیر کیا ہے، جس کی وجہ سے وہ حق کور و حُسن کور بن جاتا ہے۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

★ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۖ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ○ (الحج ۲۲ : ۴۶):

کیا اُن لوگوں نے زمین میں با مقصد سیر و سیاحت نہیں کی (کہ عبرت حاصل کرتے)، اُن کے دل و دماغ سمجھنے، بُوجھنے اور کان سُننے کے قابل ہو جاتے یعنی ان کے قُلوب سلیم اور گوش حق نیوش ہو جاتے۔ (واقعہ یہ ہے کہ)

Marfat.com

آنکھیں اندھی نہیں ہو جایا کرتیں ، بلکہ قُلوب اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

قلب نابینا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اِنسان حُسن کور اور حق کور ہو جاتا ہے۔ بدیں وجہ، وہ زندگی کے واقعات اور حوادثِ زمانہ کو دِیدۂ عِبرت نگاہ سے دیکھنے کے قابل نہیں رہتا۔ ایسے حق کور لوگ کلامِ اِلٰہی کے حُسنِ معانی کا مُشاہدہ نہیں کر سکتے۔ لِہٰذا وہ قیامت کے روز نابینا اُٹھیں گے اور اِسی حالت میں اُنھیں دھکیل کر دوزخ میں ڈالا جائے گا (طٰہٰ ۲۰ : ۱۲۴ بعد)۔

★

Marfat.com

عہد

عہد کا مطلب ہے قول و قرار، پکّا عہد و پیمان (Covenant)۔
قُرآنِ حکیم نے عہد کو مِیثاق کے مُترادف کے طور پر بھی اِستعمال کیا ہے (دیکھیے عُنوان "مِیثاق")۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد :

★ وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ (الرّعد ۱۳ : ۲۵) :
اور جو لوگ اللہ سے پکّا عہد (Covenant) کر کے اُسے توڑ ڈالتے ہیں۔

اور

وَاَوْفُوْا بِعَھْدِیْٓ اُوْفِ بِعَھْدِکُمْ (البقرۃ ۲ : ۴۰) :
تُم مُجھ سے کیا ہُوا اپنا عہد پُورا کرو، میں (اللہ تعالیٰ) تم سے کیا ہُوا اپنا عہد پورا کرونگا۔

آپس میں عہد :

★ وَاَوْفُوْا بِالْعَھْدِ ۚ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا ○ (الاسراء ۱۷ : ۳۴) :
اور قول و قرار کو پُورا کرو، یقیناً قول و قرار کے بارے میں (قِیامت کے روز) پُوچھ گچھ ہو گی۔

اِنسان کے لیے عہد کو پُورا کرنا لازم ہے۔ عہد توڑنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت بھیجی ہے۔ اور اُنہیں (عذاب کی) سخت وعید دی ہے (الرّعد ۱۳ : ۲۵)۔

Marfat.com

غَمر (غفلت و جہالت)

یہ ایک قلبی (یانفسیاتی) بیماری ہے۔ اِنسان کے دل و دماغ پر جب ایک مُدّت تک شرک وکُفر اور ظُلم وجہل کا پردہ پڑا رہے تو اُسے حُسن وحق کا اِحساس رہتا ہے نہ شعُور۔ نتیجۃً، وہ حُسن کور و حق کور اور تغافُل شِعار بن جاتا ہے۔ اس نفسیاتی بیماری کو قرآنِ حکیم نے غَمر یعنی غفلت و جہالت سے تعبیر کیا ہے۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

★ وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَّنطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ○ بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ○ (المؤمنون ۲۳: ۶۲-۶۳):

اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو حقیقت بیان کرتی ہے اور لوگوں کے ساتھ کبھی ناانصافی نہیں ہوتی۔ (حقیقت یہ ہے کہ) ان کے دل و دماغ اِس (قرآن) سے غفلت و جہالت میں پڑے ہوئے ہیں اور اس غفلت شِعاری کے علاوہ ان کے اور بھی اعمالِ (سوء) ہیں جو وہ کرتے ہیں۔

Marfat.com

اِس غفلت و جہالت کا اِنسان کی نفسیاتی کیفیّات پر یہ اثر پڑتا ہے کہ وہ دِین وحیات کے مسائل کو عِلم کی روشنی کے بجائے ظن و تخمین سے حل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے نتیجے میں، وہ کامرانیٔ حیات کی حسین راہِ راست کو کھو کر غلط راہوں میں بھٹکتا رہتا ہے۔

چُنانچہ اِرشاد ہوتا ہے :

★ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۝

(الذّٰرِیٰت ۵۱ : ۱۰-۱۱) :

اٹکلیں دوڑانے والے مارے گئے ؛ وہ غفلت وجہالت میں ڈُوبے ہُوئے حقیقت سے بے خبر ہیں۔

ایسے تغافُل پیشہ لوگ ہی گمُراہ اور اہلِ نار ہوتے ہیں۔

★

Marfat.com

غیب

غیب کے لُغوی معنی ہیں : پوشیدہ، مخفی، غیر مرئی، حسّی مُشاہدے یا مُدرکہ کی رسائی سے دُور۔ اِصطلاحِ قُرآنی میں اس کے یہ بھی معانی ہیں : اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ، اُس کے ملائکہ، عالمِ برزخ اور آخرت یعنی قِیامت، روزِ حساب وجزا، جنّت ودوزخ نیز وہ تمام حقائق جو نوِید یا وعید کی صُورت میں ہیں، ان سب پر اِیمان لانا فرض ہے۔

یہ اصلِ عظیم یاد رکھنے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اُس کی کُل مخلوقات مشہود ہیں، غیب یا پوشیدہ نہیں۔ غیب صرف اِنسان وجنّ، ملائکہ وغیرہ وغیرہ کے لیے ہے۔

قُرآنِ حکیم اگرچہ ہر زمان ومکان کے بنی نوعِ اِنسان کے رُشد وہدایت کے لیے ہے، لیکن ہدایت صِرف مُتّقیوں کو دیتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی غیر مرئی باتوں کو تسلیم بالیقین کرتے ہیں :

★ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ ۝ (البقرۃ ۲ : ۲-۳)؛

Marfat.com

یہ کتابِ اِلٰہی یعنی قرآنِ حکیم جس کے من جانب اللہ اور سچّا ہونے میں شک و اِضطراب کی قطعاً گنجائش نہیں، مُتقیوں یعنی اُن لوگوں کو راہِ راست دکھاتا ہے، جنہیں اس کی طلب و جُستجو ہوتی ہے، اور وہ غیب پر اِیمان لاتے ہیں، یعنی غیر مرئی حقائق و واقعات کو تسلیم بِالیقین کرتے ہیں۔

غیب کا عِلم اللہ تعالیٰ کے سِوا کسی اور کو نہیں (النّحل ۲۷ : ۶۵) اور اِس حقیقت کا اِعتراف اللہ تعالیٰ نے پیغمبرِ اعظم و آخر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی زُبانِ صِدق سے اس طرح کرایا ہے :

★ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ (ھُود ۱۱ : ۳۱) : اور میں نہیں کہتا کہ میرے پاس (اللہ کی نِعمتوں) کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں۔

نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے اِس قول کو نہ ماننا اور آپ کو عالِمُ الغیب سمجھنا، آپؐ کی اور قرآنِ حکیم دونوں کی تکذیب ہے، جس سے کُفر لازم آتا ہے۔ دُوسرے مقام پر اِرشاد ہوتا ہے :

★ عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ○ (المؤمنون

Marfat.com

۲۳ : ۹۲): "وہ" غیب یعنی غیر مرئی و غیر محسوس اشیاء اور حال و ماضی اور مُستقبل و آخرت کے احوال وظُروف کا بھی علم رکھتا ہے اور مرئی و محسوس اشیاء کے احوال وظُروف کا بھی۔ دیکھو! (یہ مُشرک لوگ) جو شرک کرتے ہیں یعنی مُشرکانہ باتیں اور کام کرتے ہیں، اُن سے "وہ" پاک و مُنزّہ ہے۔

اس سے یہ اِستنباط کر سکتے ہیں کہ کسی نبیؑ یا برگزیدہ ہستی سے متعلّق یہ کہنا کہ وہ غیب کا علم رکھتا ہے یا رکھتا تھا، شرک ہے، اور ایسا عقیدہ رکھنے والے مُشرِک ہیں۔

★

Marfat.com

فاسِق

جو لوگ اللہ کے ساتھ مضبوط عہد و پیمان کر کے فسخ کر دیتے اور جن باتوں، یعنی صِلۂ رحمی، قول و قرار، حلف و سوگند وغیرہ وغیرہ کو برقرار رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، کو توڑتے ہیں، یا جو زمین میں فساد برپا کرتے ہیں، یعنی حیاتِ اِجتماعیہ کا توازن بگاڑتے ہیں اور ان میں بے نظمی و ناہمواری پیدا کرتے ہیں، اُن کو اِصطلاحِ قُرآنی میں فاسق کہتے ہیں۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

★ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

(البقرۃ ۲ : ۲۶-۲۷):

دیکھو! وہ یعنی اللہ (اپنے قانونِ معدلت و مشیّت کے مطابق) اِس سے فاسقوں کے سِوا کسی کو گمراہی میں بھٹکنے نہیں دیتا۔ (اور فاسق لوگ) وہ ہیں جو اللہ سے (بذریعۂ کلمۂ طیّبہ) عہد و پیمان کر کے توڑ دیتے ہیں اور

Marfat.com

اُن (مُعاہدوں اور رِشتوں کو) مُنقطع کر دیتے ہیں، جن کو اُستوار رکھنے کا اللہ نے قطعی حُکم دیا ہے اور اس طرح وہ دُنیا یا مُلک میں بدنظمی و برہمی پیدا کرتے ہیں۔ یہی لوگ حسنات کے لحاظ سے خسارے میں رہتے ہیں (یعنی دُنیا میں حیاتِ طیّبہ اور آخرت میں جنّت سے محروم رہنے والے ہیں)۔

★

Marfat.com

فحشآء

اس اِصطلاح کا مطلب ہے : بے حیائی اور بُخل (Lewdness and stinginess)۔(ا) بے حیائی کے معانی ہیں : جسم فروشی، فحش حرکات، جِنسی مُحرّکات و افعال وغیرہ وغیرہ (ب) بُخل۔ عربوں کے نزدیک بُخل بھی بے حیائی ہے۔ اِصطلاح میں اس کے معنٰی ہیں، اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنا۔

(ا) جنسی بے راہ روی ، اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

★ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ (یُوسُف ۱۲:۲۴):
اس نے یعنی عزیزِ مصر کی بیوی نے ہم آغوشی کی خاطر، اُس (یُوسفؑ) کی طرف بڑھنے کا اِرادہ کیا، اگر (یُوسفؑ) اپنے ربّ کی دلیل (یعنی گُناہ کو اُس کی اصل گھناؤنی شکل میں) نہ دیکھ لیتے تو وہ اس کی طرف جُھک جاتے (لیکن انہوں نے گُناہ کو اس کی اِنتہائی گھناؤنی شکل میں دیکھا تو وہ عزیزِ مصر کی بیوی سے خوفزدہ ہو کر بھاگ گئے)۔ اس طریقے سے ہم نے اُسے بے حیائی کے اندوہناک اور گھناؤنے فعل سے بچا لیا۔

Marfat.com

علاوہ ازیں، جِنس فروشی، ضمیر و قوم فروشی، سمگلنگ، مُنشّیات فروشی یا قِمار بازی وغیرہ وغیرہ سب کام فحشآء کے ضمن میں آتے ہیں۔

(ب) بُخل کے معنی میں۔ اِرشاد ہوتا ہے:

★ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ (البقرۃ ۲ : ۲۶۸):

شیطان (اِبلیسی ہو یا بشری) تُمہیں (طرح طرح کے خطرات سے) خوف دلاتا رہتا ہے کہ (اگر تُم اللہ کی راہ میں زکوٰۃ، عُشر، العَفو، الماعُون، قرضِ حسنہ وغیرہ وغیرہ دو گے تو) تم مُفلس و مُحتاج ہو جاؤ گے اور (اس بناء پر) تُمہیں فحشآء (دولت جمع رکھنے اور اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے) کی ترغیب دیتا رہتا ہے۔ لیکن (بخلاف اس کے، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے صِلے میں) اللہ اپنی طرف سے تُمہیں (مُفلسی و محتاجی وغیرہ کے خطرات سے تحفُّظ فراہم کرنے اور اِحسانِ فراواں سے نوازنے کی) بشارت دیتا ہے۔ اور اللہ (اپنی رحمت و مغفرت اور موہبت و عطا میں) بے اِنتہا وُسعت رکھنے والا۔ کُل موجودات کا علمِ کُلّی رکھنے والا ہے۔

Marfat.com

فِرعون

یہ قُرآنی تلمیحات (Historical Symbols) میں سے ہے۔ اس کی مُختصراً صراحت کی جاتی ہے :

یہ علامت ہے مُتکبّر و سرکش حُکمران کی جو اللہ تعالیٰ کے احکام کے بجائے اپنے احکام سے رعایا پر حکومت کرتا اور اُن کا اِستحصال کرتا ہے، نیز وہ صلوٰۃ و زکوٰۃ اور امر بالمعروف و نہی عنِ المُنکر کے رحمانی اِداروں کو قائم نہیں کرتا، نہ کرنے ہی دیتا ہے، بلکہ اپنی حکومت کو مضبوط رکھنے کی خاطر شیطان کے ہامانی، قارونی اور آزری اِدارے قائم کرتا ہے، نتیجۃً، لوگوں کو اُن کے بُنیادی اِنسانی حقوق (Fundamental or Human Rights) یا حُقوقُ العباد سے محروم کر کے اُن کے لیے راہِ مُستقیم پہ چلنا نا مُمکن بنا دیتا ہے۔

★

Marfat.com

اَلفُرقان

اِس کے لُغوی معنی ہیں : ایک چیز کو دُوسری چیز سے جُدا کر دینا اور الگ کر دینا (ابنِ فارس) ۔ الفاروق ؛ وہ بدلی جو دُوسری چھائی ہوئی بدلیوں سے الگ ہو کر برسے (تاج العروس) ، نیز کسوٹی جو کھوٹے کھرے کے فرق کو واضح کر دیتی ہے ۔

اللہ تعالیٰ نے قُرآنِ حکیم کو "اَلفُرقان" کے نام سے موسوم کیا ہے ، کیونکہ یہ اِیمان وکُفر ، توحید و شِرک ، حق و باطل ، ہدایت وضلالت اور عدل وظُلم کو صاف صاف واضح کر کے دکھاتا ہے :

اِرشاد ہوتا ہے :

★ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ط (آلِ عمران ۳ : ۴) :

اور (اللہ نے) حق و باطل میں فرق کرنے والا (یعنی قُرآن) نازل کیا ۔

قُرآنِ مجید کو الفُرقان کہنے کا مطلب ہے کہ یہ صیرفیِ حق و باطل ہے ، لِہٰذا اس کا ہر فیصلہ قولِ فیصل اور حرفِ آخر کی

Marfat.com

حیثیت رکھتا ہے، اِس بناء پر قُرآنِ مجید پر اِیمان رکھنے والوں کو دِینی مسائل، قُرآنِ حکیم کی آیات یعنی اللہ تعالیٰ کے قوانین و احکام اور تعلیمات کے اِفہام و اِدراک کے لیے قُرآنِ عظیم کے علاوہ روایات وغیرہ وغیرہ کی قطعاً حاجت نہیں۔

★

Marfat.com

فساد

فساد کی ضِد اِصلاح اور مُفسِد کی مُصلِح ہے۔ قُرآنِ مجید نے فساد کو اِصلاح کی ضِد یا نقیض (Contrary) کے طور پر مُتعدّد معنٰی میں اِستعمال کیا ہے۔ فساد کی بڑی بڑی اقسام یہ ہیں : قلبی، بدنی، سیاسی، عمرانی، معاشی یا اِقتصادی، مذہبی، اخلاقی، عِلمی اور ثقافتی فساد یا بے نظمی و برہمی۔ ان معنٰی میں ہر وہ شخص مُفسِد ہے جو زندگی کے کسی گوشے یا شُعبے میں اس کے نظم و ضبط اور اِعتدال و توازن کو بگاڑ دے، یعنی اس میں خرابی و برہمی، بے نظمی و ناآہنگی اور اِنتشار و اِفتراق پیدا کر دے۔

قُرآنِ حکیم نے اپنے حُسنِ معمول کے مطابق اِس اِصطلاح کے معانی کی خود ہی صراحت بھی کر دی ہے، جیسا کہ اُس نے اس آیت میں مُفسد کو مُصلح کے مقابل میں لا کر اس کے مفہوم کی تفسیر کر دی ہے :

★ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ (البقرۃ ۲ : ۲۲۰) :
اور اللہ تعالیٰ کو اس حقیقت کا عِلم ہے کہ نِظامِ زندگی میں برہمی و خرابی پیدا کرنے والا کون ہے اور اس میں

Marfat.com

توازُن و ہم آہنگی پیدا کرنے یعنی اِصلاح کرنے والا کون ہے۔

اس سے یہ اِستنباط کر سکتے ہیں کہ فساد و اِصلاح کی حقیقت معلوم کرنے کا مِعیار یا کسوٹی اب صرف اللہ تعالیٰ کا آخری کلام یعنی قُرآنِ حکیم ہے۔

★

Marfat.com

فلاح

فلاح کے لُغوی معنی ہیں : پھاڑنا یا شق کرنا، مثلاً کھیت میں ہل چلا کر زمین کو شق کرنا، دانۂ رُوئیدہ کا جوشِ نُمو سے زمین کو پھاڑنا، پھاڑ کر نکلنا، نشوونما پانا اور بارآور ہونا۔

اس کے اِصطلاحی معنی ہیں : دُنیا میں عذابُ النّار سے نجات پاکر مسرّت و اِطمینانِ قلب حاصل کرنا اور آخرت میں آتشِ جہنّم سے نجات پاکر جنّتِ قُرَّۃُ العین کے عالمِ کیف و سُرور میں زِندگی کرنا اور معنوی ترقّی کرتے رہنا۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

★ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ○ (الاعلیٰ ۸۷ : ۱۴) :

جس شخص نے اپنے نَفْس کا تزکیہ کر لیا، یعنی اسے پاک و صاف کر کے حسین و مُنوّر اور فعّال بنایا، وہ اپنے جُرم و گُناہ کے سلبی اثرات یا سیّآت سے نجات پانے میں کامیاب ہو گیا (یعنی اندھیروں کو پھاڑ کر روشنی میں آ گیا)۔

فلاح پانے والے لوگ کون کون ہیں، اس کے لیے دیکھیے المؤمنون ۲۳ : ۱ تا ۱۱۔

Marfat.com

فَوزِ عظیم

فوز کا مطلب دُہرا ہے : ایک تو مُصیبت سے چُھٹکارا پالینا ، دُوسرے نشوونُما پانے اور ترقّی کرکے کامیابی حاصل کرلینا۔

اس اِصطلاحِ قُرآنی میں خوف وحُزن کے عذابُ النّار سے نجات پانے ، نشوونُما پانے ، ترقّی کرنے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

چُنانچہ رِضوانُ اللہ پانے کو قُرآنِ حکیم نے عظیم کامیابی سے تعبیر کیا ہے :

★ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَالْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○

(التّوبۃ ۹ : ۷۲) :

اور اللہ کی خُوشنودی یا رضامندی سب سے بڑی نِعمتِ حسنہ ہے ، یہ عظیمُ الشّان کامیابی ہے۔

★

Marfat.com

قارُون

یہ قُرآن کی تلمیح (Historical Symbol) ہے۔

یہ علامت ہے مُتکبّر و مُفسِد اور قوم فروش و بخیل طبقے کی۔ یہ اِستحصالی۔ سرطانی طبقہ سرمایہ داروں، جاگیرداروں، وڈیروں، سرداروں، نوّابوں، راجاؤں، سُودی سرمایہ کاروں اور سُود خوروں پر مُشتمل ہوتا ہے، نیز یہ طبقہ فرعونی حکومت کا پُشتیبان ہوتا ہے۔

Marfat.com

قانونِ مُکافاتِ عمل یا قانونِ مُجازات

قُدرت کا قانون ہے کہ "جیسا کرو گے ویسا بھرو گے"۔
رَبُّ العٰلمین نے اِنسان کو اِرادہ و اِختیار اور عمل و اِنتخاب کی آزادی دے کر اس اِمتحان گاہِ دُنیا میں بھیجا ہے، ساتھ ہی اُسے اپنے قانونِ مُکافاتِ عمل کا مُکلّف بنایا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ اِرادہ و عمل میں تو خُود مختار ہے لیکن اپنے اعمال کے حُسن و قُبح کے مطابق اچھّے یا بُرے نتائج بُھگتنے پر مجبور ہے۔

اِنسان کے اعمال کا ہر گھڑی مُحاسبہ ہوتا رہتا ہے اور اس کی جزا و سزا اس دُنیا میں فی الفور ملتی رہتی ہے (البقرۃ ۲: ۲۰۲)۔ اچھّے اعمال کا صِلہ قلبی حسنہ یا مسرّت و اِطمینانِ قلب ہے اور بُرے اعمال کا بدلہ، سیِّئہ یا آتشِ خوف و حُزن ہے، جو دلوں کو مُحیط ہو جاتی ہے۔ کُل اعمال کی آخری سزا یا جزا، روزِ حساب و جزا (یومُ الدّین) کے بعد جنّتِ قُرّۃُ العین یا آتشِ دوزخ کی شکل میں ملے گی (البقرۃ ۲ : ۲۰۰ تا ۲۰۲)۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

★ کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ (المدّثّر ۷۴ : ۳۸):

ہر اِنسان اپنے اعمال کے نتائج، حسنات و سیّآت کا مرہون ہے۔

Marfat.com

قدر، تقدیر (Value =

قدر اور تقدیر کے ایک ہی معنیٰ ہیں، یعنی کسی شے کے اندازے کا واضح کر دینا۔ اس کے معنی قدرت (یعنی قوّت و تأثیر) کے بھی آتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی تخلیقات کی تقدیر دو طرح کی ہے، ایک تو اُن کو قُوّت و تأثیر عطا کرنا، دُوسرے اُن کو اقتضائے حکمت کے مطابق ایک خاص اندازے اور وجہ پر بنانا۔

خط کشیدہ عبارت کا مطلب یہ ہے کہ قدر کی دو قسمیں ہیں، ایک صُوری یا خارجی، دُوسری معنوی یا داخلی۔ خارجی قدر سے مُراد یہ ہے کہ اُس شے کی شکل وصُورت اس کے داخلی اور خارجی ماحول کے عین مطابق، یعنی ہر اعتبار سے مُتناسب و مُتوازن ہے۔ مُختصراً یہ کہ قدر کے معنیٰ کسی شے میں تناسب و ہم آہنگی اور موزونیّت کے ہیں۔ یہ موزونیّت اگر داخلی ہوگی تو اُسے حُسنِ سیرت کہیں گے اور اگر خارجی ہوگی تو حُسنِ صُورت سے تعبیر کریں گے۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

★ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ (الانعام ۶: ۹۱):
اور اُنہوں نے اللہ تعالیٰ (کی صِفاتِ حسنہ) کو کامل طور پر نہیں پہچانا جیسا کہ پہچاننے (اور ماننے) کا حق ہے۔

Marfat.com

★ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا (الفُرقان ۲۵ : ۲):
اور اس نے ہر شے کو تخلیق کیا اور اس میں صحیح تناسُب اور وزن پیدا کیا۔ بالفاظِ دیگر، اس نے اپنی تمام چیزوں میں کامل ہم آہنگی و موزونی پیدا کی۔

★ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ (القمر ۵۴ : ۴۹):
بلاشُبہ ہم نے ہر شے کو صحیح تناسب اور وزن کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

اسے قُرآنِ حکیم نے تقدیرِ اِلٰہی سے تعبیر کیا ہے (حٰمٓ السّجدۃ ۴۱ : ۹-۱۲)۔

★

Marfat.com

قُربِ اِلٰہی

یہ نہایت فکر انگیز اِصطلاح ہے۔ اس کے لُغوی معنی ہیں :

"اللہ تعالیٰ کے قریب ہونا۔"

قُرآنِ حکیم کی رُو سے اللہ تعالیٰ تو ہماری رگِ جاں سے بھی نزدیک تر ہے تو پھر قُربِ اِلٰہی کا مطلب کیا ہُوا ؟

اِسے سمجھنے کے لیے اس اصلِ عظیم سے آگاہ ہونا ضروری ہے کہ قُربِ اِلٰہی کی نوعیت زمانی ہے نہ مکانی، یعنی نہ وقت کے حساب سے قریب ہے نہ فاصلے کے حساب سے قریب بلکہ مابعد الطّبیعی ہے اور اس کا تعلّق اِنسان کے نُورِ ذات کے اِتمام اور ترفّعِ درجات سے ہے۔ نُورِ ذات اصلاً اِرتقائی ہے اور یہ اِنسان کے عشقِ اِلٰہی پر اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و نُصرت اور اِنسان سے محبّت و شفقت پر دلالت کرتا ہے۔

قُربِ اِلٰہی کا وسیلہ عشقِ اِلٰہی ہے۔ اہلِ عشق وفا ہی اُس کے بندگانِ تسلیم و رضا اور دوست ہوتے ہیں۔ یہ حقیقت قُرآنِ مجید نے اپنے اِعجاز و اِیجازِ بلاغت سے اِن

Marfat.com

دو لفظوں میں بیان کر دی ہے :

۱۔ ★ وَالسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (العلق ۹۴ : ۱۹) :
اور اللہ تعالیٰ کی عاشقانہ انداز میں فرمانبرداری کرتے رہو اور قریب آتے رہو (یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے درجات بُلند سے بُلند تر کرتا رہے گا اور تمہیں اپنا منظورِ نظر بنا لے گا)۔

★

Marfat.com

قُرَّۃُ الْعَیْن

اس کا معنٰی ہے آنکھوں کی ٹھنڈک۔

قرآنِ مجید نے جنّت کو قُرَّۃُ العین سے تعبیر کیا ہے، جو اِنسان بلکہ ہر مُتنفّس کے بصری و سمعی مُشاہدے سے مخفی ہے۔ کسی اِنسان، جنّ، فرشتے یا کسی اور زندہ مخلوق نے جنّتِ سماوی کو نہ تو دیکھا ہے اور نہ وہ اس کی ماہیّت کا عِلم ہی رکھتا ہے، نیز نہ کوئی اس کا تصوّر ہی کر سکتا ہے۔

★ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○ (السّجدۃ ۳۲ : ۱۷) :

کوئی مُتنفّس یہ حقیقت نہیں جانتا کہ اُن کے لیے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنی جنّت) چُھپا کر رکھی ہُوئی ہے، جو اس کے حُسنِ عمل کا نتیجہ ہے۔

باری تعالیٰ نے صالحہ بیوی اور صالح اولاد کو بھی آنکھوں کی ٹھنڈک کہا ہے (الفُرقان ۲۵ : ۷۴)، جنہیں دیکھ کر آدمی کا دل مسرّت و طمانیّت حاصل کرتا ہے۔

Marfat.com

قرین

قرین کے معنی ہیں: رفیق۔ ہمزاد، ہم جلیس، ہم صُحبت یا ہم عُمر۔ قُرآنِ حکیم میں ہے: "اُن میں سے ایک کہے گا: دُنیا میں میرا ایک ہم جلیس و رفیق تھا" (الصّٰفّٰت ۳۷: ۵۱)۔ قُرآنِ حکیم نے قرین کا لفظ اِصطلاحًا فرشتے اور شیطان کے معنی میں بھی اِستعمال کیا ہے جو دُنیا میں اِنسان کے ساتھی ہوتے ہیں۔

مثلاً فرشتے کے معنی میں، اِرشاد ہوتا ہے:

★ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ۝ (قٓ ۵۰: ۲۳):

اس کے ساتھی (فرشتے) نے عرض کیا: یہ جو میری تحویل میں تھا، حاضر ہے۔

اور شیطان کے معنی میں:

★ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۝ (قٓ ۵۰: ۲۷):

اُس کے ساتھی (شیطان) نے عرض کیا: "ہمارے پروردگار و مالک! ہم نے اسے سرکش نہیں بنایا، بلکہ یہ خود پرلے درجے کی گمراہی میں پڑا ہُوا تھا"۔

مُحوّلۂ بالا آیاتِ جلیلہ سے ظاہر ہُوا کہ ہر آدمی کے دو پیدائشی قرین ہوتے ہیں: ایک فرشتہ اور دوسرا شیطان (نیز دیکھیے النّسآء ۴: ۳۸؛ الزّخرف ۴۳: ۳۶)۔

Marfat.com

قساوَت

قساوت قُرآنِ حکیم کی بیان کردہ قلبی (یا نفسیاتی) بیماریوں میں سے ایک ہے۔ یہ ضِد ہے سعادت کی۔ قلب فِطرۃً حسین و سعید ہوتا ہے، اور سعادت عبارت ہے نرم دلی، دردمندی، اور صاحبدلی سے۔ سعادت کی بدولت قلب میں حُسن و حق کو قبول کرنے کی اِستعداد پائی جاتی ہے۔ اِنسان کے قلب (دل و دماغ) میں اعمالِ سُوء کے سبب سعادت نہ رہے تو وہ مریض ہو جاتا ہے، جس کے نتیجے میں، اس میں سختی اور درشتی پیدا ہو جاتی ہے اور اس میں قبولیّتِ حق کی اِستعداد مفلوج ہو جاتی ہے، جسے قُرآنِ حکیم نے قساوت سے تعبیر کیا ہے :

★ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ (البقرۃ ۲ : ۷۳، ۷۴) :

اللہ تعالیٰ اس طرح مُردوں کو زندگی بخشتا ہے اور تمہیں اپنی (قُدرت و حِکمت کی) اِعجازی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم غور کرو۔ مگر ایسی اِعجازی نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی تمہارے

Marfat.com

قُلُوب (دل و دماغ) سخت ہو گئے، پتّھروں کی طرح سخت، بلکہ سختی میں کچھ اُن سے بھی بڑھے ہُوئے۔

گویا ہر مظہرِ فطرت اِنسان کو دعوتِ فکر و نظر دیتا ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی قُدرت و حِکمت کی نشانیوں میں غور نہیں کرتے اُن کے دل و دماغ پتّھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتے ہیں، یعنی ان میں عِبرت پذیری اور قبولیّتِ حق کی اِستعداد نہیں رہتی۔

قُرآنِ حکیم نے فِسق (یعنی عدل و اِحسان کی راہ سے ہٹ جانا) کو بھی قساوتِ قلبی کا ایک سبب بتایا ہے (الحدید ۵۷: ۱۶)۔

★

Marfat.com

قلب

"قلب" کو قُرآنِ حکیم نے دل اور دماغ کے نِظاموں پر مُشتمل ایک نِظامِ کُلّی کے مفہوم میں اِصطلاحًا اِستعمال کیا ہے۔ قلب کا مُترادف دُنیا کی کسی زبان میں نہیں ہے۔ اِسے اِنسان کے باطنی نظام سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔

قلب ایک حسین و مُنیر اور زندہ و خودکار نِظام ہے، جو آزاد و خود اِختیار ہے اور اپنے اندر دو سائنٹیفِک نِظام رکھتا ہے، جسے دل اور دماغ کہتے ہیں۔

دِل، قلب کا ایک جُزوِ لاینفک (اٹوٹ انگ) ہے، لیکن اس کا اپنا جُداگانہ نِظام بھی ہے جو جمالیاتی حِس (Aesthetic Sense)، ضمیر (Conscience) اور وِجدان (Intuition) پر مُشتمل ہوتا ہے۔ دل خواہشات و عصبیّات اور جذبات و اِحساسات کا منبع ہے۔

قلب کا دُوسرا نِظام دماغ بھی بہت سی اہمّ قُوّتوں کا خزینہ ہے۔ اس کے اجزا یہ ہیں:

عقل، مُفکّرہ، حافظہ، واہمہ، مُتخیّلہ اور مُتصوّرہ۔

Marfat.com

قلب احسنُ الخالقین کا تخلیقی مُعجزہ ہے۔ یہ ایک نامیاتی کُل ہے، جو اِنسان کے حِسّی اور نفسی نِظاموں سے لاینفک رابطہ رکھنے کے باوجود آزاد و خود اِختیار ہے۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

★ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ ○ (قٓ ۵۰ : ۳۷) :

بے شک ہر اُس شخص کے لیے اس میں سامانِ عِبرت ہے، جس کے پاس قلبِ (سلیم) یا گوشِ حق نیوش ہو، اور جو توجّہ سے بات کو سُنے۔

دُوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں :

★ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَ لٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ ○ (الحجّ ۲۲ : ۴۶) :

کیا اُن لوگوں نے دُنیا میں بامقصد سیاحت نہیں کی کہ اُن کے قُلوب ایسے ہو جاتے کہ عقل و فِکر سے کام لیتے اور کان ایسے ہو جاتے کہ اُن سے حق بات سُنتے۔ بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ قُلوب جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہو جاتے ہیں۔

قُرآنِ مجید نے فؤاد (جمع اَفْئِدَة) کو قلب کے مُترادف کے طور پر اِستعمال کیا ہے۔

Marfat.com

اِنسان کے سینہ میں موجود ایک لطیفۂ غیبی ہے (آلِ عمران ۳ : ۱۵۴)، جو اللہ تعالیٰ کی رُوحانی ایجاد یعنی "امر" میں سے ہے (الاسراء ۱۷ : ۸۵)، اور قُرآنِ حکیم اُسے "نفس" کے نام سے موسوم کرتا ہے (الاسراء ۱۷ : ۱۴)، عُرفِ عام میں اِسے رُوح (Soul)، اِیگو (Ego)، انا (Self)، من، خودی وغیرہ کے ناموں سے پُکارتے ہیں۔ قلب، حواس، نفسِ امّارہ اور نفسِ لوّامہ اس کے اعضا و جوارح ہیں۔

★

Marfat.com

قلبِ سلیم

یہ قُرآن کی ازبس اہمّ نفسیاتی اِصطلاح ہے۔ اس کا مطلب ہے ایسا قلبی نِظام جو اپنی اصل فِطری حالت پر ہو۔ اور فِطری حالت حسین ہوتی ہے (السّجدۃ ۳۲ : ۷)۔

حُسن کی تأثیر کی بدولت قلب حسین، مُنیر و مُطمئِن ہوتا ہے۔ عقل چُونکہ قلب (= دل و دماغ) ہی کا ایک جُزوِ لاینفک ہے، اس لیے وہ بھی حسین و مُنیر اور صِحّت مند ہوگی اور اپنا وظیفہ احسن و اکمل طریقے سے سرانجام دے گی۔

اِنسان کے باطنی (حِسّی۔ قلبی۔ نفسی نظام) میں قلب مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لیے اگر حسین و مُطمئِن ہوگا تو عقل کے علاوہ نفس بھی مُطمئِن ہوگا، اور مُطمئِن نُفوس ہی اہلِ جنّت ہیں۔

(الفجر ۸۹ : ۲۷ تا ۳۰)

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

★ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝

(الشُّعرآء ۲۶ : ۸۸-۸۹)

Marfat.com

حساب و جزا کے دن نہ مال فائدہ دے گا اور نہ اولاد، بجز اُس شخص کے جو قلبِ سلیم لے کر اللہ کے حضور آئے گا۔

اہلِ عقلِ سلیم کے لیے قُرآنِ حکیم نے اُولُوالالباب کی تعبیر بھی اِختیار کی ہے (البقرۃ ۲ : ۲۶۹)۔

★

Marfat.com

قُوّت

اَلقُوَّۃُ کے معنی قُدرت کے ہیں۔ یہ ضُعف کی ضِدّ ہے، خواہ جسمانی ہو یا عقلی۔ القوِیُّ طاقتور اور قُوّت والے کو کہتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حُسنٰی میں سے ہے۔ قُرآنِ حکیم نے اسے مندرجہ ذیل معانی میں اِستعمال کیا ہے :

۱۔ اللہ تعالیٰ کی قُوّت :

★ اِنَّ رَبَّكَ هُوَالْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ ○ (ھُود ۱۱ : ۶۶) :
بے شک تُمہارا پروردگار و آقا اِنتہائی قُوّت والا۔ سب پر غلبہ رکھنے والا ہے۔

۲۔ اِنسانوں کی قُوّت :

★ كَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً (التّوبۃ ۹ : ۶۹) :
جو تُم سے پہلے ہو گزرے ہیں وہ قُوّت و سَطوت میں تُم سے کہیں زیادہ تھے۔

Marfat.com

۳- اسلحہ کی قُوّت :

★ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ (الانفال ۸ : ۶۰) :
اور (مُسلمانو!) دُشمنوں کے مقابلے میں جہاں تک تُمہارے بس میں ہو، تُم قُوّت یعنی دُور مار ہتھیار، اور سرحدوں کی حفاظت کے لیے مضبوط گھوڑے (عصرِ حاضر میں بہترین ذرائعِ نقل وحرکت) تیّار رکھو۔

(حدیثِ نبویؐ) دیکھو قُوّۃ دُور مار ہتھیار ہیں؛ یاد رکھو قُوّت دُور مار ہتھیار ہیں؛ خبردار رہو! قُوّت دُور مار ہتھیار ہیں (رواہُ مُسلم، در المشکوٰۃ، بابُ اعدادِ آلۃِ الجہادِ، ح ۳۶۸۳/۱) (آج کے زمانے میں ہر قسم کا جدید اسلحہ یعنی بندوقیں، توپیں، ٹینک، میزائل اور راکٹ وغیرہ وغیرہ دُور مار ہتھیاروں کے ذیل میں آئیں گے)۔

علم کی قُوّت :

★ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ○ (الرّحمٰن ۵۵ : ۳۳) :
(زمین و آسمان کی حدوں سے) تُم سلطان یعنی علم کی قُوّتِ تسخیر (= ٹیکنولوجی) کے بغیر نہیں نکل سکتے۔

Marfat.com

کُفر

کُفر کے معانی ہیں : اللہ تعالیٰ اور اس کے نِظامِ حیاتِ کُلّی، ملائکہ، کُتب و انبیآء، نیز آخرت کو تسلیم بِالیقین کرنے سے اِنکار کرنا۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی کو ماننے سے انکار کرتے ہیں، انھیں "دہریہ" (Atheist) اور ان کے دبستانِ فکر کو "دہریّت" (Atheism) کہتے ہیں۔

چنانچہ اِرشاد ہوتا ہے :

★ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ۝

(الزُخرف ۴۳ : ۳۰) :

اور جب اُن کے پاس الحق یعنی اللہ تعالیٰ کا سچّا کلام آیا تو کہنے لگے کہ یہ سحر یعنی باطل کلام ہے، ہم اس کو نہیں مانتے۔

علاوہ ازیں، صِراطِ مُستقیم یا جنّت کی راہِ راست پر چلنے سے اِنکار بھی کُفر ہے۔

Marfat.com

★ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ○
(الدّھر ۷۶: ۳) :

ہم نے (اِنسان کو) جنّت کو جانے والا راستہ بتایا ہے،
اب چاہے تو اسے اِختیار کر لے، اور چاہے تو اس پر
چلنے سے اِنکار کر دے۔

اِسلام قبول کرنے یا اپنے آپ کو مُسلمان کہنے کے باوجود قُرآنِ مجید کے بعض احکام کو تسلیم بِالیقین یا تسلیم بِالفِعل نہ کرنا بھی کُفر ہے۔

★

Marfat.com

كُنْ فَيَكُوْن

"كُنْ" صِیغۂ امر ہے، جس کا معنیٰ ہے "بن جا، یا ہو جا" اور "فَيَكُوْن" اس حکم کی تعمیل ہے، یعنی وہ (چیز) بن جاتی ہے یا ہو جاتی ہے۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

★ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○

(یٰسٓ ۳۶ : ۸۲) :

یہ اُس کی شانِ (قُدرت) ہے کہ جب وہ کسی شے (کی تخلیق کرنے) کا اِرادہ کرتا ہے تو اس چیز سے کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے یا بن جاتی ہے۔

یہ حقیقت ہمیشہ ذِہن نشین رہنا چاہیے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ہے، یعنی کوئی چیز اس کے مِثل یا مانند نہیں ہے، اسی طرح اُس کی ہر تخلیقی فِعلیّت بھی بے مِثل و بے نظیر ہے؛ نیز اللہ تعالیٰ بے نیاز و بے اِحتیاج اور قادرِ مُطلق و مُسبِّبُ الاَسباب ہے، لِہٰذا اُس کے "كُنْ" کو

Marfat.com

ہماری طرح حرف و صوت کی حاجت نہیں، لیکن اُس کی بے صوت و بے مثل آواز سے آفرینش کا سلسلہ جاری ہے اور کُل عوالَم ایک کیفِ سرمدی میں قائم و دائم بھی ہیں اور گردش میں بھی ہیں، اور اپنے اپنے وظائف حُسن و خُوبی سے سرانجام دے رہے ہیں۔

یہاں اس لطیف نُکتے کی صراحت کر دی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا "کُن" جو امر یا حُکم ہے، اس حقیقت پر دلالت کرتا ہے کہ جس چیز کو "اللہ تعالیٰ "کُنْ" کہتا ہے یعنی حُکم کرتا ہے کہ معرضِ وجود میں آجا یا (ظاہر) ہو جا، وہ اس کے عالَمِ عِلم میں موجود ہوتی ہے۔ احسنُ الخالقین جس شے کو "کُن" کہتا ہے، شے اسی لمحے اپنے ظہور کے لیے اللہ تعالیٰ کے مُقرّر کردہ تخلیقی عمل سے گُزرنا شروع ہو جاتی ہے، جسے قُرآنِ حکیم نے "فَیَکُوْن" سے تعبیر کیا ہے۔ یہ سلسلہ روزِ آفرینش سے جاری ہے اور ابدالآباد تک جاری رہے گا (الرّحمٰن ۵۵ : ۲۹)۔

علّامہ اِقبالؒ کا یہ شعر اِسی واقعیّت کا آئینہ دار ہے :

؎ یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید
کہ آرہی ہے دمادم صدائے کُنْ فَیَکُوْن

Marfat.com

"کُنْ فَیَکُوْن" کی حقیقت ربِّ کریم کی تخلیقی فِعلیّت کے قانون کے مُشاہدہ بِالحق سے واضح ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر، کسان مزروعہ اراضی میں بیج ڈالتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے "کُن" کہتا ہے تو بیج کی نشوونُما کا سلسلہ بتدریج شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کسی مادہ کے رِحم میں نُطفہ پڑتا ہے تو وہ بحُکمِ "کُنْ" فوراً "بننا" یا اپنی نشوونُما پانا شروع کر دیتا ہے۔ یہ عمل تزوّجی — اِرتقائی ہوتا ہے۔

★

Marfat.com

لعنت

جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے یا دعوتِ اِیمان کو حق تسلیم کرنے یا اس پر عمل کرنے سے اِنکار کرتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے قانونِ مُکافاتِ عمل کی رُو سے، رحمت و مغفرت اور نُصرت و ہدایت سے محروم ہو جاتا ہے، نتیجۃً، اس کی جنّت کے راستے یعنی صِراطِ مُستقیم سے دُور ہو جاتا ہے۔ اس محرومی و دُوری کو اِصطلاحِ قُرآنی میں لعنت، اور اس شخص یا قوم کو ملعون کہتے ہیں۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

★ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ط بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ○ (البقرۃ ۲:۸۸):

اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارے دل و دماغ (عِلم و حِکمت اور اِیمان و حق کے) پردوں میں محفوظ ہیں (لِہٰذا ان میں مزید عِلم و حِکمت اور اِیمان و حق کی گُنجائش نہیں)۔ یہ بات نہیں، بلکہ اصل یہ ہے کہ اُن کے اِنکارِ حق کے سبب (اللہ تعالیٰ کے قانونِ مُجازات نے) اُنہیں اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com

رحمت و مغفرت اور ہدایت سے محروم و دُور کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت کم اللہ تعالیٰ کے قوانین و احکام اور تعلیمات کو تسلیم بِالیقین کرتے ہیں۔

آدم کی فضیلت کو تسلیم کر لینے کے حُکمِ اِلٰہی سے انکار پر اللہ تعالیٰ نے اپنے قانونِ مُکافاتِ عمل کی رُو سے اِبلیس کو یہی سزا دی تھی :

★ وَّ اِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ○ (الحجر ۱۵ : ۳۵) :
اور بیشک اللہ تعالیٰ نے تجھ کو (یعنی اِبلیس کو) جزا و سزا کے دن تک اپنی رحمت و مغفرت اور ہدایت سے محروم و دُور کر دیا ہے۔

★

Marfat.com

ماعُون

اس دُنیا میں زندگی کرنے کے لیے بُنیادی ضرورت کی اشیاء کو (جنہیں عام لوگوں تک پہنچانا حکومت اور مُعاشرے کی ذِمّے داری ہے) اِصطلاحِ قُرآنی میں "ماعُون" کہا گیا ہے۔ یہ ہر ضرورت مند کا حق ہے (حٰمٓ السّجدۃ ۴۱ : ۹-۱۰؛ المعارج ۷۰ : ۲۴-۲۵)؛ اور اس سِسٹم میں حائل ہونے والوں کو ربِّ رزّاق نے "دِین" یا اللہ تعالیٰ کے نظامِ حیاتِ کُلّی کی تکذیب کرنے والوں میں شامل کیا ہے۔

چُنانچہ اِرشاد ہوتا ہے:

★ اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِىْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝

(الماعون ۱۰۷ : ۱ تا ۷):

غور کیا تُم نے کہ دِین (کے احکام و تعلیمات اور عقائدِ جلیلہ و مُحرّکہ) کی تکذیب کون کرتا ہے؟ وُہی جو یتیم و بے یار و مددگار لوگوں کو (گلے سے لگانے کے بجائے) دھکّے

Marfat.com

دیتا ہے اور قومی کفالت کے اِنتظام کے لیے (حکومت اور مُعاشرے کو) ترغیب نہیں دیتا۔ تباہی ہے اُن نمازیوں کے لیے جو صلوٰۃ کے تقاضوں کو پُورا نہیں کرتے، جو رِیاکاری کرتے ہیں اور بُنیادی ضرورت کی اشیاء اہلِ اِحتیاج کو دینے میں رُکاوٹ ڈالتے ہیں۔

★

Marfat.com

مُتَّقی

تقویٰ کا مادّہ وق ی ہے۔ یہ قُرآنِ حکیم کی اہمّ ترین اِصطلاحات میں سے ہے، جس کے معنٰی میں منفی و مُثبت دونوں مفہوم پائے جاتے ہیں۔ مثلاً سیّئہ و شرّ، باطل و کِذب اور قُدرت کے قانونِ مُکافاتِ عمل کا خوف اور حق و صداقت، رُشد و ہدایت اور رِضائے اِلٰہی کی طلب و جُستجو کی آرزو۔

منفی مفہوم : صِراطِ مُستقیم سے بھٹک جانے کا ڈر اور اللہ تعالیٰ کے قانونِ مُکافاتِ عمل کا خوف۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

★ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○ (المائدۃ ۵ : ۴) :
اللہ (کے قانونِ مُکافاتِ عمل) سے ڈرتے رہو۔ یاد رکھو! اللہ تعالیٰ اعمال کا صِلہ فوری طور پر دینے والا ہے۔

مُثبت مفہوم : رِضائے اِلٰہی کی طلب و جُستجو اور صِراطِ مُستقیم کی طرف رُشد و ہدایت کی آرزو۔

★ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ (البقرۃ ۲ : ۲) :

Marfat.com

یہ وہ کتاب ہے کہ اِس میں قطعًا شک وشُبہ کی گُنجائش نہیں کہ یہ مُتّقیوں یعنی گمُراہی کا ڈر اور ہِدایت کی طلب و جُستجو رکھنے والوں کے لیے ہِدایت ہے۔

اس مُصطلحۂ قُرآنی کی ازبس اہمّیت کے پیشِ نظر اب اِسے ایک اور طریقے سے بیان کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

مُتّقی کی مثال ایک ایسے طالبِ علم کی ہے، جسے علم کی سچّی طلب ہو۔ اُسے تحصیلِ علم میں کامیابی کی آرزو بھی ہوتی ہے اور امتحان میں ناکام رہ جانے کا ڈر یا خوف بھی۔ بعینہٖ مُتّقی کو ہِدایت یا اپنی حقیقی راہ و منزل کی آرزو و جُستجو بھی ہوتی ہے اور گمُراہ ہو جانے کا خوف بھی۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

★ وَنَفْسٍ وَّ مَا سَوّٰىهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝

(الشّمس ۹۱: ۷-۱۰):

اور شاہد ہے نفسِ اِنسانی اور وہ ذاتِ (اقدس) جس نے اُسے موزوں بنایا۔ پھر اُس میں حدود اللہ سے تجاوز کر جانے کا داعیہ اور آرزوئے ہِدایت و خَشْیَتِ گمُراہی کا عِرفان ودیعت کر دیا۔ یقینًا اُس نے خوف و حُزن سے نجات

Marfat.com

پائی، ترقّی کی اور کامیاب ہُوا جس نے نفس کی تطہیر و رُبُوبیّت کی، اور وہ ناکام و نامراد ہُوا جس نے اِسے (باطل و کِذب اور سیّئہ و شرّ کے اثرات تلے) دبا دیا۔

اس آیۂ کریمہ میں فُجُورَہَا کو تَقْوٰىہَا کے مقابل لاکر قُرآنِ حکیم نے تقوٰی کی حقیقت کو اُجاگر کر دیا کہ تقوٰی اِنسان کا فِطری۔ نفسیاتی داعیہ ہے اور اس کی ضِدّ فجور ہے۔ فجور کے معنی اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حُدود سے تجاوُز کر جانے اور صِراطِ مُستقیم پر گامزن رہنے کے بجائے ٹیڑھی ترچھی راہیں اِختیار کرنے کے ہیں۔ صاحبِ اِرادہ و اِختیار اِنسان اگر قبیح خواہشاتِ نفسانی کی پیروی کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں اُس کی آرزوئے ہدایت اور خوفِ گمراہی مُردہ ہو جاتی ہے اور وہ فجور میں مُبتلا ہو جاتا ہے۔

ثابت ہُوا کہ قُرآنِ حکیم کی رُو سے تقوٰی کے معنی ہدایت پانے یا صِراطِ مُستقیم پر چلنے کے نفسی داعیہ و آرزو اور گمراہ ہو جانے کے خوف کے ہیں۔

مُتّقی ہی ربِّ رحمٰن کے ہدایت یافتہ اور اِنعام یافتہ بندے ہوتے ہیں (الفاتحہ ۱: ۶-۷)۔

اللہ تعالیٰ کی عِبادت کا لُبِّ لباب اِحیائے تقوٰی ہے (البقرۃ ۲: ۲۱، ۱۸۳)۔

Marfat.com

مُحکمات و مُتشابہات

مُحکمات سے مُراد قرآنِ حکیم کی وہ آیات ہیں جن کی زُبان بالکل صاف ہے اور جن کا مفہوم مُتعیّن کرنے میں کسی اِشتباہ کی گُنجائش ہی نہیں۔

مثال کے طور پر :

★ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ○ (الرّعد ۱۳ : ۲۸) :
یاد رکھّو! صرف اللہ کے ذِکر ہی سے دِلوں کو اِطمینان حاصل ہوتا ہے۔

مُتشابہات سے مُراد ایسی آیات ہیں جن کو تمثیلی انداز میں بیان کیا گیا ہے اور جنہیں بڑے عالِم و فاضل ہی سمجھ سکتے ہیں، یعنی ان کو سمجھنے کے لیے وسیع عِلم کی ضرورت ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے عام آدمی کو ایسی آیات کی تاویل بالرّائے سے منع فرمایا ہے۔

کائنات میں اور کائنات کے وراءُ الوراء بہت سے حقائق ایسے ہیں جن کا صحیح اندازہ کرنے کے لیے وسیع عِلم کی ضرورت ہے، اور عِلم کا حصول ایک اِرتقائی عمل ہے۔ یہ

Marfat.com

حقیقتِ نفسُ الامری ہے کہ قُرآنِ حکیم ہر زمان و مکان کے اِنسان کے لیے سرچشمۂ علم و ہدایت ہے، لہٰذا جُوں جُوں علم میں اِضافہ ہوتا جائے گا، اِنسان پر طبیعی اور مابعد الطّبیعی حقائق کُھلتے جائیں گے اور قُرآنِ مجید کی مُتشابہات سمجھنا آسان ہو جائے گا۔

چُنانچہ اِرشاد ہوتا ہے :

★ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ۚ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○ (آلِ عمران ۳ : ۷) :

(اے نبیؐ!) وُہی ہے اللہ جس نے یہ عظیم کتاب آپ پر نازل کی ہے۔ اِس کتاب میں ایک قسم تو ایسی آیات کی ہے جو مُحکمات ہیں اور اس کتاب کی اصل بُنیاد ہیں۔ دُوسری قِسم مُتشابہات یعنی تمثیلی و تشبیہی قِسم کی ہیں۔ جن لوگوں کے دل و دماغ میں کجی ہے، وہ اِن آیات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں جو تمثیلی یا تشبیہی نوعیّت کی ہیں۔

Marfat.com

تاکہ فتنہ پیدا کریں ؛ اور وُہ اپنی رائے کے مطابق ان کی تاویل کریں، حالانکہ اس کی تاویل یا معنویّت اللہ جانتا ہے اور وُہ (جانتے ہیں) جو علم میں پُختہ ہوتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ہمارا ان پر اِیمان ہے کہ یہ سب ہمارے ربّ ہی کی طرف سے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ (مُتشابہات کو) وُہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو عقل و بصیرت والے ہیں۔

★

Marfat.com

مُخلِص

قُرآنِ حکیم کی رُو سے مُخلِص اللہ کا وہ بندہ ہوتا ہے جو اپنے دِل و دماغ کو کُل غیر قُرآنی اِعتقادات و نظریات اور جذبات و تعصّبات سے پاک و مُنزّہ کر کے اِس عزم بِالجزم کے ساتھ قُرآنِ حکیم کو اپنا مُعلّم و مُرشِد بنائے کہ وہ جو کہے گا میرے لیے حرفِ آخر اور قولِ فیصل ہوگا۔ اِرشاد ہوتا ہے :

★ اِنَّآ اَنۡزَلۡنَآ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَقِّ فَاعۡبُدِ اللّٰهَ مُخۡلِصًا لَّهُ الدِّيۡنَ ○ (الزُّمر ۳۹ : ۲) :

(میرے نبیؐ!) ہم نے آپ پر یہ کتاب حق (یعنی سچّائی، عدل و توازن اور حِکمت و مقصدیّت) کے ساتھ نازل کی ہے، لِہٰذا آپ اللہ تعالیٰ کی عِبادت (= اس کے احکام کی طاعت و بندگی) اس کے دِین (اِسلام) کے لیے مُخلِص یعنی مُوَحِّد بن کر کرتے رہیں، دُوسرے لفظوں میں غیر قُرآنی اِعتقادات کو ذِہن سے نکال کر صرف قُرآنی احکام کی طاعت و بندگی کرتے رہیں۔

یاد رہے کہ آدمی مُخلِص ہو تو اِبلیس بھی اسے بہکا نہیں سکتا (صٓ ۳۸ : ۸۳)۔

Marfat.com

معرُوف

یہ مُنکَر کی ضِد ہے اور قُرآنِ حکیم کی بصیرت افروز اِصطلاح ہے جو عالمگیر صداقت (Universal Truth) پر دلالت کرتی ہے۔

المعرُوف ہر اس قول یا فِعل کو کہتے ہیں جس کی خُوبی (جمالیاتی قدر = Aesthetic value) عقل یا شریعت کی رُو سے ثابت ہو۔ مثال کے طور پر، صداقت، امانت و دِیانت، عدل و اِحسان، سخاوت و فیّاضی، شجاعت اور حُسنِ خُلق وغیرہ وغیرہ۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

★ اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ (التّوبۃ ۹ : ۱۱۲):

عدل و اِحسان اور اِصلاح و فلاح کے کام کرنے اور اللہ تعالیٰ کے احکام و تعلیمات پر عمل کرنے کا حُکم کرنے والے اور سیّئہ یا بُری باتوں سے منع کرنے والے، نیز اللہ کی مُقرّر کردہ حدوں کی حفاظت کرنے والے (یہی مُؤمن لوگ ہیں) اور (اے نبیؐ!) مُؤمنوں کو (بہشت کی) خُوشخبری سُنا دو۔

"معروف" ہر وہ شے، قول یا عمل ہے جو فِطرتِ اِنسانی سے ہم آہنگ، حسین اور قابلِ تحسین ہو۔

Marfat.com

مقامِ محمود

یہ عبودیّت کا ایک ایسا ارفع و اعلیٰ مقام ہے، جس پر اللہ تعالیٰ (اپنے قانونِ اِنعام و فضل کی رُو سے) اپنے کسی بندے کو فائز کر دیتا ہے تو لوگ اس کے مکارمِ اخلاق، علم و حکمت اور زُہد و تقویٰ کی تعریف میں رطبُ اللّسان ہو جاتے ہیں۔

اللہ سُبحانہٗ وتعالیٰ نبیِ اکرم صلّی اللہُ علیہِ وآلہٖ وسلّم کو فرماتے ہیں:

★ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ○ (الاسراء ۱۷:۷۹):

(پیارے نبیؐ!) آپ کا پروردگار و آقا عنقریب آپ کو ایسے حسین و مُکرّم مقام پر مُتمکّن کر دے گا کہ آپ کی مدح و ستائش ہمیشہ ہوتی رہے گی۔

چُنانچہ گزشتہ چودہ صدیوں سے نبیِ اکرم صلّی اللہُ علیہِ وسلّم کی مُسلسل تعریف و ستائش ہو رہی ہے، جس کی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی، اور یہ تاریخی واقعیّت قرآنِ حکیم کی اِلہامی پیش گوئی کی بُرہانِ قاطع ہے۔

Marfat.com

مُنافِق

النَّفَقُ اُس گلی یا سُرنگ کو کہتے ہیں جس کے داخل ہونے اور نکلنے کے دونوں مُنہ، راستے یا دہانے کُھلے ہوں (لین)۔

قُرآنِ حکیم کی رُو سے نِفاق کے معنی دِین کے مُعاملے میں دو رُخی حِکمتِ عملی یا پالیسی اِختیار کرنے کے ہیں۔ مثال کے طور پر، مُنافق دکھاوے کے طور پر پنجگانہ صلوٰۃ قائم کرتے ہیں، لیکن اُن کے تقاضے پُورے نہیں کرتے۔ الغرض، وہ پُورے کے پُورے دائرۂ اِسلام میں داخل نہیں ہوتے، یعنی اللہ تعالیٰ کے بعض احکام تو مانتے ہیں، بعض نہیں مانتے۔ وہ محض دکھاوے کے مُؤمن یا مُسلمان ہوتے ہیں، اور بلحاظِ اِیمان آدھے تیتر اور آدھے بٹیر ہوتے ہیں اور نظامِ اِسلام میں پُورے داخل نہیں ہوتے، بلکہ "نیمے دروں، نیمے بروں" رہتے ہیں۔

اِرشاد ہوتا ہے:

★ اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○

Marfat.com

(التّوبۃ ۹ : ۶۷) :
مُنافِق مرد اور مُنافِق عورتیں ایک جیسے ہیں مُنکرات کی طرف ترغیب دیتے ہیں اور حسنہ اور خیر کے کاموں سے روکتے ہیں اور (اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے) مُٹھّی بند رکھتے ہیں۔ انہوں نے اللہ کو بُھلا دیا تو اللہ نے بھی اُن کو بُھلا دیا، یعنی نظر انداز کر دیا۔ بے شک مُنافِق فاسقوں میں سے ہیں، یعنی راہِ راست سے بھٹکے ہُوئے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ مُنافِق جہنّم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے (النِّسآء ۴ : ۱۴۵)۔

★

Marfat.com

مُنکَر

یہ معروف کی ضِد ہے۔

مُنکَر، ایک عالمگیر منفی و قبیح قدر (Universal negative and ugly value) ہے۔ مثال کے طور پر، جُھوٹ، دغابازی، بددِیانتی، ظُلم و اِستحصال، قبیح و سیّئہ، بُخل و بے حیائی، بدخُلقی وغیرہ وغیرہ، جنہیں عقلِ سلیم اور جمالیاتی حِس (Aesthetic Sense) جانتی ہیں کہ وہ منفی و قبیح قدریں ہیں، اس لیے اِنسان اُن سے نفرت کرتا ہے۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

★ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ (النّور ۲۴ : ۲۱)؛

اور جو لوگ شیطان کے قدم بہ قدم چلتے ہیں وہ انہیں بے حیائی و بُخل اور منفی و قبیح باتوں کی ترغیب دیتا ہے۔

"مُنکَر" ہر وہ شے، قول یا عمل ہے جو فطرتِ اِنسانی سے ہم آہنگ نہ ہو، بلکہ قبیح اور قابلِ نفریں ہو۔

Marfat.com

مُؤمِن

مُؤمِن کے لُغوی معنی ہیں: امن کی ضمانت (Guaranty) دینے والا، جس پر اعتماد کر کے آدمی بے فکر اور خوف و خطر سے محفوظ ہو جائے۔

قُرآنِ مجید کے اِصطلاحی معنوں میں مُؤمن وہ شخص ہے جو اللہ، یومِ آخر، فرشتوں، اللہ کی کتاب اور نبیوں ؑ کو تسلیم بِالیقین کرے۔ ان میں سے کسی ایک کا اِنکار کُفر ہے، اور اس سے وہ گُمراہ ہو جاتا ہے (النِّسآء ۴ : ۱۳۶)۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

★ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ○ (التّغابن ۶۴ : ۲):

(اے بنی نوعِ اِنسان!) وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے، جس نے درجہ بدرجہ اِرتقائی انداز میں تُمہاری تخلیق کی (اور تُمہیں فِکر و عمل کی آزادی دی)۔ پھر تُم میں سے کوئی تو (اپنی آزادی کا غلط اِستعمال کر کے) کافِر بن گئے اور کچھ (آزادی کا صحیح اِستعمال کر کے) اہلِ اِیمان یعنی مُؤمن بن گئے۔ اصل یہ ہے کہ جو اچھے یا بُرے کام تُم کرتے ہو، اللہ تعالیٰ کے عِلم و نظر میں ہوتے ہیں۔

Marfat.com

مِیثاق

یہ اِصطلاحِ قُرآنی ہے جسے قُرآنِ حکیم نے عہد اور مُعاہدے کے مُترادف کے طور پر بھی اِستعمال کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے : عہد و پیمان کرنا، قول و قرار کرنا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ پکّا عہد و پیمان (Covenant) کرنا۔

اللہ تعالیٰ سے عہد و پیمان

★ اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ ○

(الرّعد ۱۳ : ۲۰) :
(جو اہلِ عقلِ سلیم ہیں) اللہ سے کیے گئے عہد کو پُورا کرتے ہیں اور قول و اِقرار کو نہیں توڑتے۔

آپس میں عہد و پیمان یا مُعاہدہ

★ اِلٰی قَوْمٍ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَھُمْ مِّیْثَاقٌ (النّسآء ۴ : ۹۰) :
جن لوگوں میں اور تُم میں (جنگ نہ کرنے کا) مُعاہدہ ہو۔

Marfat.com

جو لوگ اللہ تعالیٰ سے پُختہ عہد کر کے اُس کو توڑ ڈالتے ہیں، ان پر قرآنِ حکیم نے لعنت بھیجی ہے اور جہنّم کی وعید دی ہے (الرّعد ۱۳ : ۲۵)۔

کلمۂ طیّبہ بھی ایک مِیثاق ہے جو ہر مُسلمان اللہ تعالیٰ سے کرتا ہے کہ وہ اُس کے سِوا کسی اور کو اِلٰہ (یعنی محبوب و مطلوب اور حاکم و مُطاع) اور ربّ نہیں بنائے گا اور نہ سمجھے گا، اور صِرف اس کے احکام کے مطابق زندگی کرے گا۔

★

Marfat.com

نِفَاق

یہ ایک قلبی (یا نفسیاتی) بیماری ہے، جسے سرطانی بیماری کہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ سرطانی اس لیے کہ یہ بیماری ایک تو جسمانی کینسر یا سرطان کی طرح مُہلِک اور مجہول ہوتی ہے اور مریض کو اس وقت اپنے مرض کا پتہ چلتا ہے جب وہ اپنا ہلاکت آفریں کام کر چُکنے کے بعد شدید درد دینے لگتا ہے؛ اسی طرح مُنافق کو بھی اس واقعیّت کا شُعور نہیں ہوتا کہ وہ مرضِ نِفاق میں مُبتلا ہے، اور اُسے پتا اُس وقت چلے گا جب روزِ قیامت اس کے نتیجے میں عذاب میں مُبتلا ہو جائے گا۔

اِرشاد ہوتا ہے :

★ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝ (البقرۃ ۲ : ۸ تا ۱۰) :

اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو صرف زُبان سے کہتے

Marfat.com

ہیں کہ ہم اللہ اور روزِ آخرت پر اِیمان لائے ہیں، حالانکہ حقیقت میں وہ مُؤمن نہیں ہیں۔ وہ (اس طرح) اللہ اور اِیمان والوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں، مگر وہ اپنے آپ کے سِوا کسی اور کو دھوکا نہیں دیتے، اور انہیں اِس (اپنے نِفاق) کا شُعور (یعنی عِلم) نہیں ہے۔ اُن کے قُلوب میں بیماری ہے، جِسے اللہ (اپنے قانونِ مُکافاتِ عمل کے مطابق) زیادہ کرتا رہتا ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے، اس لیے کہ وہ جُھوٹ بولتے ہیں۔

نِفاق کا خاصّہ کِتمانِ حق، دروغ گوئی، فریب دہی اور خُود فریبی ہے اور اس کا ایک سبب اللہ اور آخرت (یعنی یوم الدّین) پر دل سے اِیمان نہ لانا ہے۔

★

Marfat.com

نفْس

یہ ایک ازبس اہمّ اِصطلاح ہے جسے قُرآنِ حکیم نے مُتعدّد معانی میں اِستعمال کیا ہے۔

۱۔ چھوٹی بڑی ہر سانس لینے والی ہستی کو قُرآنِ حکیم "نفْس" کہتا ہے۔

اِرشاد ہوتا ہے :

★ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ (الانبیآء ۲۱ : ۳۵) :
ہر مُتنفّس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔
(نیز دیکھیں الانعام ۶ : ۹۹، السّجدہ ۳۲ : ۱۷)۔

۲۔ نفْس ایک نامیاتی کُل (Organic whole) ہے۔ یہ ایک لطیفۂ غیبی ہے جو لوگوں کے سینوں کے اندر واقع ہے۔ اِسے "انا"، "اِیغو" (Ego)، "مَنْ" اور "خُودی" (Self) وغیرہ وغیرہ کے ناموں سے منسوب کیا جاتا ہے، قُرآنِ حکیم اسے "نفْس" سے تعبیر کرتا ہے۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

Marfat.com

★ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ○ (الاسراء ۱۷ : ۱۴): تُو آج اپنا آپ ہی مُحاسب کافی ہے۔

(اور دیکھیے النّحل ۱۶ : ۱۱۱؛ القیٰمۃ ۷۵ : ۱۴ و بمواضعِ کثیرہ)۔

۳۔ نفْسِ امّارہ، نفسِ لوّامہ اور نفسِ مُطمئنّہ

نفسِ امّارہ کا وظیفہ خواہشات و جذبات پیدا کرنا ہے (یُوسف ۱۲ : ۵۳)؛ اس اِعتبار سے یہ زندگی کرنے، نسل کشی کرنے، عِلم و حِکمت اور ہُنر و فن سیکھنے اور مادّی و معنوی ترقّی کرنے کے لیے ناگُزیر ہے۔ لیکن شیطان کا وظیفہ یہ ہے کہ وہ نفسِ امّارہ کی خواہشات و جذبات کو اُن کی فِطری حُدود سے باہر لے جاتا ہے جس سے وہ قبیح بن جاتی ہیں (یُوسف ۱۲ : ۵۳)، اور شیطان بہ رفاقتِ نفسِ امّارہ اپنی وسوسہ اندازی و فریب کاری سے اُن کو حسین و دِلکش بنا کر دکھاتا رہتا ہے اور نفسِ کُل کو اُن کی پیروی کرنے کی ترغیب دیتا اور تحریک کرتا رہتا ہے (الانعام ۶ : ۴۳)؛ اس پر نفسِ لوّامہ ساتھ ساتھ نفسِ امّارہ کی ملامت کرتا رہتا ہے کہ وہ اِس شیطانی حرکت سے

Marfat.com

باز آجائے (یعنی نیکی اور بدی میں ستیزہ کاری جاری رہتی ہے)
اور اگر وہ باز آجائے اور نفسِ لوّامہ کا فرمانبردار بن جائے تو
اِنسان مُسلمان و مُوَحِّد اور صالح و مُجاہد بن کر حیاتِ طیّبہ بسر کرنے لگ جاتا
ہے۔ ایسے نفسِ کُلّی (جسّی۔ قلبی۔ نفسی نظام اور جسم کا مُرکّب) کو قُرآنِ حکیم
"نفسِ مُطمئِنّہ" سے تعبیر کرتا اور اُسے اہلِ جنّت کہتا ہے۔
اِرشاد ہوتا ہے:

★ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً
مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۝ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝
(الفجر ۸۹ : ۲۷ تا ۳۰):
اے نفسِ مُطمئِنّہ! اپنے ربّ کی طرف لَوٹ آ، تُو اُس
سے خُوش اور وہ تجھ سے خُوش، لِہٰذا تُو میرے بندوں
میں شامل ہو جا اور میری جنّت میں داخل ہو جا۔

۴۔ قُرآنِ حکیم نے اللہ تعالیٰ کے جی یا دِل کے لیے بھی اِس
اِصطلاح کا استعمال کیا ہے۔ اِرشاد ہوتا ہے:

★ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ (المآئدہ ۵ : ۱۱۶):
(عیسیٰؑ کہیں گے کہ یا اللہ!) جو بات میرے نفس میں ہے وہ
تُو جانتا ہے اور جو تیرے نفس اور جی میں ہے میں اُسے نہیں جانتا۔

Marfat.com

نُور

وہ پھیلنے والی روشنی جو چیزوں کو دیکھنے میں مدد دیتی ہے۔ قُرآنِ مجید نے اِسے اِصطلاحًا درجِ ذیل معانی میں اِستعمال کیا ہے :

معروضی بصیرت افروز روشنی :

★ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ ○ (المآئدۃ ۵ : ۱۵) :
تُمہارے پاس اللہ کی طرف سے بصیرت افروز روشنی اور صاف صاف بیان کرنے والی کتاب آگئی ہے۔

اور

★ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ (الزُّمر ۳۹ : ۲۲) :
کیا وہ شخص جس کا سینہ (حِسّی۔ قلبی۔ نفسی نظام) اللہ نے دِینِ اِسلام کے لیے کھول دیا ہو اور وہ اپنے ربّ کے قانونِ ہدایت کے مطابق عِلم کی روشنی میں ہو..... الخ

Marfat.com

مادّی اجسام کی روشنی :

★ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا ○ (یُونس ۱۰ : ۵) :

وہ (اللہ) ہی تو ہے جس نے سُورج کو تابناک اور چاند کو درخشاں بنایا ہے۔

معنوی نُورِ ذات یا نُورِ عِلم :

★ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا (التّحریم ۶۶ : ۸) :

اے ہمارے ربّ! ہمارے نُورِ (ذات یا نُورِ عِلم) کی ہمارے لیے تکمیل کردے اور ہماری مغفرت فرما۔

اور

★ نُوْرُهُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ (التّحریم ۶۶ : ۸) :

اُن کا نُور ان کے آگے آگے اور دائیں جانب تیزی سے رواں دواں ہوگا۔

یہ نُور دراصل اِیمان وحُسنِ عمل، عقلِ سلیم وبصیرتِ قُرآنی اور عشقِ اِلٰہی کا حاصل ہے، جو اس دُنیا میں بصیرت بن کر راہ و

Marfat.com

منزل دکھاتا ہے اور آخرت میں معروضی شکل اِختیار کر کے اہلِ ایمان و آرزو کے آگے اور دائیں جانب رواں ہو کر جنّتِ قُرَّۃُ العین کی راہ دکھائے گا۔

النُّور اللہ تعالیٰ کے اسمائے حُسنٰی میں سے ہے، اور اللہ تعالیٰ کی نِسبت سے اس کے معنی روشنی دینے والے کے ہیں۔

یہ نُکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ باری تعالیٰ کی دیگر مخلوقات کی طرح "نُور" بھی اس کی مخلوق ہے چُنانچہ اِرشاد ہُوا :

★ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرِ (الانعام ۶ : ۱) :
اور (اللہ تعالیٰ ہی نے) اندھیروں اور روشنی کو اِیجاد کیا۔

★

Marfat.com

ہامان

یہ قُرآن کی تلمیح (Historical Symbol) ہے، جس کی مُختصراً صراحت کردی جاتی ہے :

یہ علامت ہے فِرعون کے مفاد پرست مُشیروں، وزیروں، درباریوں، عُہدیداروں اور اِبنُ الوقت حامیوں کی۔ یہ فِرعون کے پُشتیبان ہوتے ہیں، اس کے نام پر حکومت کرتے، رعایا کے بُنیادی اِنسانی حُقوق (Basic Human Rights) غصب وسلب اور ان کا اِستحصال کرتے ہیں۔

ہامانیّت کے معانی ہیں : اعیانِ حکومت یا بیوروکریسی اور عسکری اِبْطال۔

★

Marfat.com

ہبوطِ آدم

اِھْبِطُوْا کا مطلب ہے : مُنتقل ہو جاؤ یا چلے جاؤ۔
قرآنِ مجید میں ہے :

★ اِھْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ (البقرۃ ۲ : ۶۱) :
(اے بنی اِسرائیل !) کسی آبادی یا زرخیز شہر میں داخل ہو جاؤ ؛ وہاں جو تُم مانگتے ہو تُمہیں مل جائے گا؛ (نتیجۃً) وہ ذِلّت (محکومی) اور مُحتاجی کا شکار ہو گئے۔

مثالی یا برگزیدہ اِنسان یا آدم سے بُھول ہو گئی تو وہ اِستغفار و توبہ کرتے رہے۔ ان کی توبہ قبول ہُوئی تو ساتھ ہی انہیں بنی نوعِ اِنسان کی ہدایت کے لیے نُبوّت سے سرفراز فرمایا گیا (آلِ عمران ۳ : ۳۳)۔ اُنہوں نے وحی و تنزیل کے ذریعے لوگوں کو دین سے آگاہ کیا اور ان کو مُہذّب و مُتمدّن بنانے کے لیے مِن جُملہ دیگر عُلوم و فُنون کے علاوہ فنِّ زراعت بھی سکھایا۔ جب وہ زرعی و مُعاشرتی زندگی کے قابل بن گئے اور ان کی آبادی بھی بڑھ گئی تو

Marfat.com

انہیں ربُّ العٰلمین نے گھنے ثمرور باغِ دُنیا (جنّت) سے نکل جانے اور میدانی علاقے میں زرعی زندگی کرنے کا حُکم دیا۔

چُنانچہ اِرشاد ہُوا :

★ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا (البقرۃ ۲ : ۳۸) :

ہم نے حُکم دیا کہ تُم سب کے سب (یعنی آدم کے کُل رُفقاءِ باغ) اس مقام سے نقلِ مکانی کر جاؤ۔

★

Marfat.com

ہدایت

اس اِصطلاحِ قُرآنی کا مطلب اِنسان کی آخری منزل، جنّت اور اس کی آخری تمنّا، اِلٰہِ جمیل و ربِّ رحمٰن کی فِطری و حسین شاہراہ کو پانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بِناء پر اپنی آخری اِلہامی کتاب، قُرآنِ حکیم کو "اُلھُدٰی" سے تعبیر کیا ہے (البقرۃ ۲ : ۱۸۵، و بمواضِعِ کثیرہ)، جو مُتّقیوں یعنی اہلِ آرزو و خَشْیت پر جنّت کو لے جانے والی حسین شاہراہ کھول دیتا ہے۔

ہدایت صِرف وُہی ہے جو قُرآنِ حکیم دیتا ہے۔

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

★ قُلْ اِنَّ ھُدَی اللّٰہِ ھُوَ الْھُدٰیؕ (البقرۃ ۲ : ۱۲۰):
(اے نبیؐ!) کہہ دیجیے کہ اللہ کی ہدایت ہی حقیقی ہدایت ہے۔

قُرآنِ حکیم کے علاوہ کوئی اور ہدایت، حقیقت میں، ہدایت نہیں، کیونکہ وہ اِنسان کو صِراطِ مُستقیم دِکھاتی ہے نہ اُسے اُس کی آخری منزلِ مقصود پہ ہی پہنچاتی ہے، جو اللہ تعالیٰ کی جنّتِ قُرَّۃُ العین اور اِنسان کا حُسنُ المآب ہے۔ حُسنُ المآب کی قُرآنی اِصطلاح کا مطلب ہے: حُسن و سُرور سے معمور ابدی گھر، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے صالح بندوں کے لیے بنایا ہے۔

Marfat.com

هُوَ

اس کے لفظی معنی ہیں "وُہ"۔ یہ اِصطلاحِ قُرآنی اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔ اللہ تعالیٰ چُونکہ زندہ بالذّات، قائم بالذّات، یکتا و مُنفرِد ہے اور کوئی شے اس کے مِثل نہیں، لِہٰذا فقط اللہ تعالیٰ ہی اِنسان سمیت کُل مخلُوقات کا اِلٰہ یا معبود اور حاکم و مُطاع ہے، اور کوئی نہیں ہے۔ اس لیے هُوَ صرف اللہ تعالیٰ کی ذاتِ یکتا پر دلالت کرتا ہے۔ اِرشاد ہوتا ہے :

★ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (الحشر ۵۹ : ۲۳) :
"وہ" اللہ ہی ہے کہ جس کے سِوا کوئی معبود و محبوب، مقصود و مطلوب اور حاکِم و مُطاع نہیں۔

اس لحاظ سے یا قُرآنِ مجید کی رُو سے، اللہ تعالیٰ یا "هُوَ" کے لیے واجب الوجود کی صُوفیانہ اِصطلاح اِستعمال کرنا ناجائز، ناروا اور غلط ہے۔ دلیل یہ ہے کہ اگر هُوَ کا مطلب واجب الوجود ہو تو اللہ مادّی وجود کے مِثل ہُوا، حالانکہ قُرآنِ مجید کی رُو سے کوئی چیز اس کے مِثل نہیں (لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ۔ الشُّوریٰ ۴۲ : ۱۱)۔

Marfat.com

یقین

الیقین کے معنی کسی امر کو پُوری طرح سمجھ لینے کے ساتھ اس کے پایۂ ثبوت تک پہنچ جانے کے ہیں۔ قُرآنِ حکیم کی رُو سے اس کے تین درجات ہیں :

۱۔ **عِلْمُ الیقین** : عِلم کے ذریعے کسی بات کو سمجھ لینا۔

★ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ○ (التکاثر ۱۰۲ : ۵) :
یقیناً وہ عِلم کے ذریعے جان لیں گے۔

۲۔ **عَيْنَ الیقین یا یقین بِالمُشاہدہ**، یعنی کسی چیز کو دیکھ کر اُسے تسلیم بِالیقین کرنا۔

★ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ○ (التکاثر ۱۰۲ : ۷) :
پھر تُم ضرور بِالضّرور اُسے آنکھ سے بھی دیکھ کر یقین کر لو گے۔

۳۔ **حقُّ الیقین** : یقین کا کامل ترین مقام ہے۔ اس میں عِلم بِالحق، مُشاہدہ بِالحق اور اِحساس بِالحق

Marfat.com

تینوں کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

★ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ○ (الواقعہ ۵۶ : ۹۵) :
یقیناً (جہنّم میں داخل کیا جانا) محسوس طور پر یقینی ہوگا۔

★

Marfat.com

یَوْم

یہ وسیعُ المعانی اِصطلاح ہے۔ قُرآنِ حکیم نے اِسے اپنے اِیجازِ بلاغت سے ایک لحظے سے لے کر پچاس ہزار برس کے لیے بھی "یوم" کی تعبیر کے طور پر اِختیار کیا ہے اور غیر مُعیَّنہ مُدّت کے لیے بھی۔ مثلاً

یوم، ایک لحظے کے لیے :

★ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ (الرّحمٰن ۵۵ : ۲۹) :
"وہ" ہر آن یا لمحے تخلیقی فعلیّت میں رہتا ہے۔

وقت کے لیے :

★ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا (مریم ۱۹ : ۱۵) :
یقیناً بوقتِ ولادت اُس (عیسیٰؑ) پر سلامتی تھی، اور بوقتِ موت بھی، اور اُس وقت بھی اُس پر سلامتی ہوگی جب اُس کی نشأۃِ ثانیہ ہوگی، یعنی روزِ قیامت

Marfat.com

جب اُسے زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا۔

ایک دن کے لیے

★ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ (البقرۃ ۲ : ۲۰۳) :
اور (قیامِ منیٰ کے) معدودے چند دِنوں (یعنی گیارہ، بارہ اور تیرہ ذِی الحجّہ) میں اللہ تعالیٰ کی صِفاتِ حسنہ اور احکام و عقائدِ جلیلہ و مُحرِّکہ کا (کثرت سے) تذکرہ کرتے رہو۔ پھر جو کوئی منیٰ میں دو دن ٹھہرنے کے بعد (مناسِک ادا کر کے) وہاں سے رُخصت ہونے میں جلدی کرے تو اُسے کوئی گُناہ نہ ہوگا۔

ایک ہزار برس کے لیے

★ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ (السّجدہ ۳۲ : ۵) :
(اللہ تعالیٰ، اپنے قوانینِ تدبیری و حِکمت کے مطابق آسمان سے زمین تک کے کُل اُمور کا اِنتظام کرتا ہے) پھر وہ ایک یوم یا دن میں جس کی مِقدار تُمہارے حساب

Marfat.com

سے ایک ہزار برس ہے، اُس کی طرف رُجوع کریں گے۔

پچاس ہزار برس کے لیے

★ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝ (المعارج ۷۰: ۴):
فرشتے اور رُوح ایک یوم میں، جس کی مقدار (تُمہارے حساب سے) پچاس ہزار برس ہوگی، اُس کی طرف چڑھتے ہیں۔

ارضی وسماوی کُروں کی تخلیق سے پہلے کے غیر مُعیّنہ عرصۂ دراز کے لیے:

★ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ (یُونس ۱۰: ۳):
(یاد رکھو!) بیشک تُمہارا پروردگار اللہ ہے، جس نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق (اِرتقائی انداز میں مرحلہ وار) چھے ادوار میں کی، پھر وہ تختِ فرماں روائی پر جلوہ افروز ہوگیا اور اپنے اُمور کو حکیمانہ انداز میں سرانجام دیتا ہے۔

★

Marfat.com

یومُ الدّین

اِس کے لُغوی معنی ہیں : روزِ جزا، لیکن اِصطلاحِ قُرآنی میں اس کے معانی ہیں : کُل بنی نوعِ اِنسان کے دوبارہ زِندہ ہونے، اپنے اعمال کا حساب دینے اور اُن کے حُسن و قُبح کے مُطابق اجر لینے کا روز۔ قُرآن مجید نے اللہ تعالیٰ سے متعلّق بتایا ہے کہ وہ

★ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ (الفاتحہ ۱ : ۳) :
روزِ حساب و جزا کا مالک ہے۔

اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ روزِ حساب و جزا کا بلا شرکتِ غیرے حاکمِ مُطلق ہے۔ اُس کے فیصلے میں کسی کو چُون و چرا کرنے یا عمل دخل دینے کا اِختیار نہ ہوگا۔ جس وقت ساعتِ مُنتظَر (Zero Hour) آئے گی تو کائنات تہ و بالا ہو جائے گی۔ سب کچھ ریزہ ریزہ ہو جائے گا (القارعہ ۱۰۱ : ۱ تا ۵) - اَحسنُ الخالِقین اسے طُومار کی طرح لپیٹ لیں گے۔ اس کے بعد تخلیقِ اوّل کی طرح اس کی

Marfat.com

پھر تخلیقِ نو کریں گے (الانبیآء ۲۱ : ۱۰۴)۔

قِیامت کے روز جُملہ افرادِ نسلِ اِنسانی دوبارہ زندہ کیے جائیں گے تو اللہ جَلّ شانہٗ اُن کے اعمال کا حساب لے گا۔ جس شخص کی حسنات یا نیکیاں تعداد اور وزن میں زیادہ ہوں گی وہ جنّت میں جائے گا، بخلاف اس کے، جس شخص کی سیّآت یا بدیاں تعداد اور وزن میں زیادہ ہوں گی وہ دوزخ میں جائے گا۔

اِرشاد ہوتا ہے :

★ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝
وَ اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝ وَمَا
اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝ (القارعۃ ۱۰۱ : ۶ تا ۱۱) :

جس شخص کے اعمالِ صالحہ کے ثمرات یعنی حسنات کا وزن بھاری ہوگا، وہ سُرور بداماں زندگی کرے گا، اور جس کی حسنات وزن میں نِسبتاً ہلکی ہوں گی، وہ ہاویہ یا آغوشِ جہنّم میں ہوگا، تُم اس کی ماہیّت کو کیا سمجھ سکتے ہو، وہ آتشِ فروزاں ہے۔

★

Marfat.com

اصطلاحاتِ قرآن

کے معانی و مطالب کا مُنفرد و جامع لُغات

خواجہ محمد اسلم

Marfat.com